CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

فہرست مضامین گیتا گیان انک جنوری سنہ ۱۹۷۴ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نوٹ۔ گیتا گیان انک جنوری و فروری سنہ ۱۹۶۷ء یعنی دو ماہ کا مشترکہ پرچہ تصور کیا گیا ہے۔
ماہ فروری میں کوئی علیحدہ ماہوار پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ کیونکہ ماہ فروری کے پرچہ کا کاغذ ہم نے استعمال کر لیا ہے۔ نیز وی پی وغیرہ کی رقوم ہمیں تقریباً ایک ماہ بعد وصول ہوتی ہیں۔ اور رسالہ نمبر کا طبع کافی کام ہوتا ہے۔ نیز سال کے رجسٹر تیار کرنے میں بھی بہت وقت درکار ہوتا ہے۔ ان مجبوریوں کی وجہ سے ماہ فروری کا پرچہ تیار نہیں ہو سکا ہے اس لئے ناظرین کے خریداران ماہ فروری کے پرچہ کی انتظار نہ کریں! اگلا پرچہ بابت ماہ مارچ بکیم مارچ سنہ ۱۹۶۷ء کو شائع ہوگا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اوم

(اوم)

وِراٹ رُوپ درشن

(از کوی لوکناتھ دِل دہلی)

اوم

رُوپ وِراٹ کے کر درشن
ہُوا اچنبھا اور کچھ بھئے
بُدھ ہت جگمگ جگمگ
تن پروت سمان وِکرال
کوٹی بھُجاؤں ہیں شستر
اگنِت مُکھ تھے کُنڈ سمان
یودھاؤں کی آ ہُوتی
بولا بھرم سب ہو گئے ناش

کانپ اُٹھا اے دِل! ارجن
نرکھ کوئی رُوی جیو تر مئے
بھُو منڈل جگمگ جھلمل
بھال تیجسوی۔ نین وِشال
پرسے۔ بھالے۔ اور چکر
جن میں اگنی پرچنڈ مہان
گنتی شت نے جب نرکھی
من کے بھیتر ہُوا پرکاش

ہے دیویشور ہو پرنام
ہے پرانیشور ہو پرنام
تربھون نائیک ہو پرنام
یدوکل نائیک ہو پرنام
انتریامی ہو پرنام
کرونا سِندھو ہو پرنام
گربھ پرہاری ہو پرنام
اسُر سنگھاری ہو پرنام
ہے نٹ ناگر ہو پرنام
سب گن آگر ہو پرنام

ہے یوگیسور ہو پرنام
ہے سروِیشور ہو پرنام
جن سُکھدائیک ہو پرنام
پرم سہائیک ہو پرنام
گھٹ گھٹ گامی ہو پرنام
دینا بندھو ہو پرنام
جن ہتکاری ہو پرنام
کرشن مُراری ہو پرنام
وِشو اُجاگر ہو پرنام
سب سُکھ ساگر ہو پرنام

اسُر نکندن ہو پرنام
یدوکل چندن ہو پرنام

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پرستاونا

دیباچہ

सर्वोपनिषदो गावो दोग्धा गोपाल नंदनः ।
पार्थो वत्सः सोधी भोक्ता दुग्धं गीतामृतं महत् ॥

"سارے اُپنشد گوئیں ہیں۔ اُن کو دُوہنے والے گوپال نندن (منش رُوپ میں ساکھشات ایشور حاضر ناظر خُدا "بھگوان شری کرشن") ہیں۔ ارجن (اُن کا انیہ بھگت) بچھڑا ہے۔ اور سلیم العقل انسان (اُتم ستو گنی بُدھی مان پُرش) اس گیتا امرت رُوپی دُودھ (گیان) کو پینے والا ہے۔"

"گیتا" ہر آتم جگیاسو (طالب رُوحانی) کیلئے بھگوان (خُدا) کی طرف سے ایک بہت بڑی دین (بخشش) ہے۔ یہ بھارتیہ سنسکرتی کا ایک بے بہا اور بے نظیر رتن ہے۔ یہ اپنی رُوحانی چمک اور ادبی خوبصورتی کے باعث عالمگیر مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ دُنیا بھر کی کُتب مقدسہ جو سب کی سب قابل احترام ہیں کے درمیان "شریمد بھگوت گیتا" ہی ایک ایسی کتاب ہے جو کسی خاص مذہب کسی خاص قوم یا نسل کی کتاب نہیں ہے۔ یہ سب کی اور سب کیلئے ہے۔ کیونکہ اسمیں جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ نقطۂ انسانی۔ عالمگیر اور ابدی نقطۂ نگاہ سے کہا گیا ہے۔ اس کا مضمون زندگی ہے۔ رسوم نہیں۔ اس کا اُصول سچائی ہے۔ عقائد و مسائل نہیں۔ اس کا مقصد سب کی حقیقی اور مشترکہ بہتری ہے۔ اسکی تعلیم حقیقت کا براہ راست دیدار کراتی ہے۔ یہ تمام وید شاستروں پرانوں کا نچوڑ ہے۔ اس لئے تمام ہندو۔ جو کہ اپنے آپ کو سناتن ویدک دھرمی کہتے ہیں۔ اس کو مکمل شاستر سمجھتے ہیں۔ اور ویدوں سے بھی بڑھکر اس پر شردھا رکھتے ہیں۔ کیونکہ وید تو سمندر ہیں اور نراکار ایشور کی گمبھیر بانی ہے۔ لیکن گیتا ساکار پرمیشور کا رچا ہوا ایک ادبھت گیت ہے۔

بھگوان کرشن نے گیتا شاستر میں نشکام کرم یوگ نیز شریے اور پریے مارگ کو ہی سب سے اعلیٰ درجہ دیا ہے۔ ایشور اُپاسنا یا دیو اُپاسنا اگر تو نشکام بھاؤ سے اپنا کرتویہ سمجھکر کیا جاوے تو اس سے انتہ کرن کی شُدھی ہوکر بُدھی نرمل ہو جاتی ہے۔ اور سنسار کو اَنتار اور مِتھیا یعنی بھمار لقہ رُوپ میں انوبھو کر کے منش صحیح معنوں میں اپنا کرتویہ پہچان کر کرم چکر سے رہائی پانے کے لئے گیان مارگ پر آرُوڑھ ہو جاتا ہے نیز ست سنگ اور ست شاستر کے وچار سے اُس آتم گتی کو پراپت ہوتا ہے جس کا ذکر بھگوان نے گیتا ادھیائے پندرہ[15] شلوک ۵، ۶ میں کیا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

निर्मान मोहा जित संग दोषा । अध्यात्म नित्या विनिवृत्त कामाः
द्वन्द्वैर्विमुक्ताः सुखदुःख संज्ञैः । गच्छन्त्यमूढाः पदमव्ययं तत् ॥ ५ ॥

رنج و راحت اور سب اضداد سے بھی ہے رہا — ایسا عاقل کرتا ہے حاصل وہ لافانی جگہ
آگ مہر و ماہ کی واں روشنی ہوتی نہیں — اُس میری منزل سے ارجن واپسی ہوتی نہیں

اس لئے جو پُرش نشکام کرم یوگ کو گرہن کرتے ہیں وہ منش شریر یاترا کو سپھل کرتے ہیں۔ لیکن جو اسکے وپریت چلتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے۔ اُپنشدوں میں دو مارگوں کا ذکر آتا ہے۔ ایک پریے مارگ دوسرا شریے مارگ۔ جو پُرش سنسار کو ست مان کر سنسار کے پدارتھوں کے موہ جال میں پھنسے ہوئے انکی پراپتی کے لئے ہی یتن کرتے ہیں۔ اُن پُرشوں کو "پریے مارگی" کہا جاتا ہے۔ جو دوزخ کے خوف اور بہشت کے سکھوں یعنی سورگ کی خواہش رکھنے والے اور نرک سے ڈرنے والے پُرش ہیں۔ جو نماز اور روزے محض اس غرض سے رکھتے ہیں کہ وہ دوزخ میں نہ جاویں اور مرنے کے بعد اُنکو بہشت میں جگہ ملے یا ایسے پُرش جو یگیہ ہون، دان پُن، برت، جپ، تپ اور تیرتھ یاترا وغیرہ شبھ کرم سورگ پراپتی کے لئے کرتے ہیں، سکامی یا "پریہ مارگی" کہے جاتے ہیں۔ ان کے وپریت جو نشکام کرم یوگی ہیں۔ وہ تو اس سنسار کے پدارتھوں کو اَست اور دکھ روپ سمجھ کر وویک اور ویراگ روپی سادھنوں سے من کے مل اور وکشیپ دوش دور کر کے شروتری برہم نشٹھی مہاتما کی سیوا میں جا کر آتم گیان کو حاصل کر کے جنم مرن کے بندھن سے پار ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسے پُرش سنسار میں کمیاب ہیں۔ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں میں سے بہت کم پُرش اس شریے یعنی کلیان مارگ پر چلنے کا یتن کرنے والے پُرشوں میں سے کوئی بھاگیہ شالی پُرش ہی بھگوان کے یتھارتھ سروپ کو انوبھو کرتا ہے۔ بہرحال وہ پُرش دھنیہ ہیں جو "پریے" مارگ کا تیاگ کر کے یعنی لوک پرلوک دونوں کی خواہش کا تیاگ کر کے "شریے" مارگ کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ جو صحیح مارگ پر چلتا ہے۔ وہ کبھی نہ کبھی منزلِ مقصود پر پہنچ ہی جاتا ہے۔ برعکس اس کے جو صحیح مارگ کا تیاگ کر کے بہشت یعنی سورگ کے ناشوان اور عارضی سکھوں کے لوبھ میں آ کر مذہب کی قید میں پھنسا رہتا ہے۔ اس کے لئے ہی شرتی بھگوتی فرماتی ہے۔ کہ

जम जम मर । मर मरजम ॥

جم جم مر ۔ مر مر جم

اور

असुर्या नाम ते लोका: अन्धेन तमस: मृता: ॥

ایسے پُرش اندھکار یعنی اگیان میں ہی بھٹکتے پھرتے ہیں اور آواگون سے کبھی رہائی نہیں پاتے۔ چونکہ کرم چکر بڑا گہن ہے شریر سے من سے اور بانی سے ہمیشہ اچھے کرم بھی ہوتے رہتے ہیں اور بُرے بھی۔ وہ نیک اعمالوں سے بہشت کے سُکھ حاصل کرتے ہیں لیکن جب اُن کے نیک اعمال اپنا پھل دے چکتے ہیں۔ تو وہ وہاں سے گرا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھیجے جاتے ہیں اور پھر بد اعمالوں کا ثمر حاصل کرنے کے لئے دوزخ میں لے جائے جاتے ہیں وہ کیڑے مکوڑے پشو، پکچھی آدی یونیوں میں کئی بار جنم لیتے ہیں۔ اس طرح جب نیک اور بد دونوں اعمالوں کا اکٹھا پھل ملنے کا سمے آتا ہے تو منش شریر کو پراپت کرتے ہیں۔ منش شریر محض بھوگ یونی نہیں بلکہ اس میں گذشتہ کئے ہوئے اعمالوں کا پھل بھی ملتا ہے اور نئے کرم کرنے کی پوری آزادی بھی ہے۔ جو اس کرم فلاسفی کو ویدک شاستروں سے پوری طرح جان کر اور اس منش جنم کو (نعمت غیر مترقبہ) ایشور کی خاص کرپا اور انوگرہ سے پراپت ہوئی ہوئی انمول وستو سمجھ کر شاستری کرموں کے کرنے میں تتپر ہو جاتا ہے اور مندرجہ بالا سادھنوں کے ذریعے آتم گیان کو حاصل کر لیتا ہے۔ وہ اس آواگون کے چکر سے چھوٹ جاتا ہے۔ اور پرم گتی کو پراپت ہوتا ہے چونکہ اس زمانہ پراچین سناتن ویدک دھرم سے لوگ بے مکھ ہو کر نئے نئے مذاہب کی شرن میں چلے گئے ہیں جہاں انکو مانس کھانا، شراب پینا۔ اور جیو ہتیا وغیرہ انوچت اور شاستر ورودھ کرم کرنے کی کھلی چھٹی ہے۔ بلکہ ان کو کرموں کو سرشریشٹ کرم بتلایا جاتا ہے۔ ایسے من گھڑت اور محض فرضی اعتقادوں میں پھنسے ہوئے اور اندریوں کے ناشوان سکھوں میں ہی ترپتی ماننے والے لوگ نہ صرف خود ہی ادھوگتی کی طرف جا رہے ہیں بلکہ اپنی آنیوالی نسلوں اور اپنے پیچھے چلنے والے دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ انکی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ دی گئی ہے اس لئے ان کو شریے یعنی کلیان مارگ بالکل دکھائی ہی نہیں دیتا۔

مغربی تہذیب نے آریہ جاتی میں پیدا ہونے والے بھاگیہ شالی پرشوں کی بدھی کو بھی ملین کر کے "شریے" مارگ سے متنفر کر دیا ہے۔ اور "پریے" یعنی بھوگ مارگ میں ایسی رچی دلا دی ہے کہ اب تو آریہ ہندو بھی اندریوں کے وشیوں میں لپایمان ہو گئے ہیں۔ انکو اپنے دھرم شاستروں پر کوئی شردھا نہیں رہی۔ وہ مریادا پرشوتم بھگوان رام (جن کی مثال دنیا بھر میں چراغ لیکر ڈھونڈنے سے کسی بھی قوم میں نہ ملی ہے۔ نہ مل سکتی ہے اور نہ مل سکیگی۔) کی تعلیم کی نسبت ورودھن کی تسلیم کو صحیح سمجھ کر شری سے آسر بننے میں فخر سمجھ رہے ہیں۔ انکا رہن سہن اور کھان پان آسری ہو چکا ہے نہ صرف خود مانس اور شراب کھلے بندوں استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ استری جاتی کو بھی انہوں نے مانس آہاری بننے کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "ہندوؤں کا پتن صرف اس کارن ہی ہوا کہ انھوں نے دیا دھرم اور جیو ہنسا کا تیاگ کیا ہے۔ انگریز اور مسلمان کیوں طاقت ور ہیں؟ اس لئے کہ وہ مانس کھاتے رہے۔ اب ہندوؤں کیلئے انتی کا مارگ یہی ہے کہ کھاؤ پیو اور موج اڑاؤ۔"

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ تعلیم ورودھن کی ہے جو کہ اسروں کا راجہ تھا اس نے اپدیش دیا تھا کہ کھاؤ پیو اور موج اڑاؤ شریر کی پالنا کرو۔ اس کو نہلاؤ دھلاؤ عطر پھلیل لگاؤ اور ہر وقت پرسن رہو۔ چنانچہ یوروپ اور مغرب کے تمام دیشوں میں اس ورودھن کی تعلیم کا ہی پرچار ہے۔ وہ لوگ مردے کو خوب نہلا دھلا کر اچھے اچھے کپڑے پہنا کر قبروں میں بند کرتے ہیں۔ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ روز ازل حضرت اسرافیل شہنائی بجائینگے اور یہ تمام مردے قبروں سے اٹھکر اپنے کئے گئے اعمالوں کی سزا جزا حاصل کرینگے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جن مرُدوں کا اپنے مذہب پر اور اپنے پیغمبر پر اعتقاد ہوگا۔ اُن کو بہشت بریں ملے گا۔ اور جنکا اعتقاد نہیں ہوگا۔ وہ دوزخی بنیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اب آریہ جاتی میں جنم لینے والے پرُشوں کو وچار کرنا ہوگا کہ وہ اپنے پاؤں پر کیوں کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ وہ شخص کتنا مُورکھ ہوتا ہے جو اپنی بیش بہا جائداد کو جو کہ اُسکے باپ دادا نے خون پسینہ ایک کر کے اکٹھی کی تھی، نہایت بیدردی سے تباہ و برباد کر کے اب دوُسروں کا دست نگر بنتا ہے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہم اپنے دھرم شاستروں وید۔ اُپنشد۔ گیتا۔ رامائن اور مہابھارت جیسے انمول گرنتھوں کا نہ تو خود سواد لیتے ہیں اور نہ ہی اپنے دھارمک سکولوں میں اپنے بچوں کو یہ تعلیم دینے کا کوئی پربندھ کرتے ہیں۔ بلکہ اگر ہم اسکول جاری کرتے ہیں تو اس لئے کہ ہمارے لڑکے انگریزی پڑھیں ملازمت کریں اور نلیشن پرستی سیکھیں۔ کس قدر دُکھدائیک بات ہے کہ پاٹھشالاؤں میں لڑکیوں کو ناچ بھی سکھایا جانے لگا ہے۔ کہاں وہ پُرانی دھارمک تعلیم جسکے ذریعے کنیائیں سیتا ساوتری اور پدمنی بن کر دوسری اقوام کے لئے آدرش کرتی تھیں اور کہاں آجکل کی مغربی تعلیم جس کے ذریعہ لڑکیاں سکولوں میں فلم ایکٹرسوں کا پارٹ ادا کر رہی ہیں۔"

اس بھرشٹ بُدھی ہونے کا کارن اگر تلاش کیا جاوے تو یہی نظر آتا ہے کہ ہم نے اپنا شُدھ آہار اور شُدھ وِوہار چھوڑ دیا ہے اور ہم ورن چین کی تعلیم کے انویائی بن گئے ہیں۔ جس کا نتیجہ سوائے دُکھ اشانتی اور گراوٹ کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ سمجھئے! بھگوتی گیتا فرماتی ہے کہ دوسرے کے دھرم سے اپنا دھرم کئی درجے سریشٹھ ہے۔ اسلئے غلط راستہ کا فوراً تیاگ کرو۔ اگر اپنا۔ اپنی جاتی کا اور اپنے دیش کا کلیان منظور ہے تو دھرم مارگ پر چلو۔ مانس مدرا کا تیاگ کر کے ساتوِک آہار اور ساتوِک وِوہار کو گرہن کرو۔ جس مارگ پر ہمارے رشی مُنی، اوتار اور گورو صاحبان چلے آئے ہیں وہی سناتن ویدک دھرم ہی ہمیں سنسارک تنتھا پرمارتھک اُنتی کے اُوچیہ شکھر پر لے جانے والا سرب اُتم مارگ ہے۔ ہندو دھرم ہندو سنسکرتی اور ہندو سبھیتا سرب سریشٹھ ہے۔ اسکی رکھشا اور اسکی اُنتی سے تمام سنسار کی بھلائی ہے۔"

اگر ہم چاہتے ہیں کہ سنسار سے پاپ کا ناش ہو۔ اور لوگ دھرم مارگ پر چلکر سُکھ اور شانتی کو گرہن کریں تو ہمیں واجب ہے کہ ہم سناتن ویدک دھرم پر چلنے کی کوشش کریں۔ اور اپنا اخلاق اتنا بلند کریں کہ دوسری قومیں ہمارے سریشٹھ جیون کو دیکھکر ہماری تقلید کریں۔ اور ہم پراچین کال کی طرح پھر تمام سنسار کے سچے رہنما بن کر یہ ثابت کریں کہ وید ہی سرو اُتم گیان ہے۔ ویدک دھرم ہی ایشوری دھرم ہے۔ اور ویدوں کی شکھشا سے ہی پاپوں کا ناش۔ آواگون سے رہائی اور پورن سُکھ کی پراپتی ہو سکتی ہے۔ جب تک دنیا میں ویدوں کی صحیح تعلیم کا مکمل طور پر پرچار نہ ہوگا۔ تب تک اگیان یعنی اندھکار کا راجیہ رہے گا۔ اور لوگ "پریے" مارگ یعنی سنسارک وشیوں میں ہی لین رہیں گے۔ کبھی بھی شانتی اور آنند کو پراپت نہیں کر سکیں گے۔ یہ تمام باہمی جھگڑے، فساد، تعصب، بغض اور کینہ وغیرہ لاعلمی کی وجہ سے ہیں۔ اور سچا علم صرف آتم گیان ہی ہے جو کہ ویدوں اور دیگر ہندو دھرم شاستروں سے ہی صحیح اور واضح طور پر مل سکتا ہے۔ دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ میں کچھ تھوڑی سی روحانی جھلک ملتی بھی ہے تو وہ برائے نام اور نامکمل

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہے اُس سے سنسار کا بھلا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب تک آنکھوں سے تعصب کی پٹی نہ اُتاری جائے برہم گیان کی پراپتی نا ممکن ہے۔ برہم گیان کو پراپت کرنے کی پہلی سیڑھی آہار اور وہار کو شُدھ کرنا ہے۔ جب موجودہ مذاہب اسی پہلی ہی سیڑھی کا تیاگ کر رہے ہیں تو منزلِ مقصود کو حاصل کرنا کا بندارد ہے۔

پہلے تو صحیح معنوں میں منش بننے کی ضرورت ہے اگر ہم اہنسا کو تیاگ کر پشو پکشیوں کا آہار کریں گے۔ جو کہ قانونِ قدرت کے بالکل خلاف ہے تو لازمی طور پر ہم انسانی عقل کھو بیٹھیں گے کیونکہ "جیسا اَنّ ویسا من"۔ اس لیے آہار اور وہار کو ستوگنی بناؤ اور بعد ازاں برہم گیان کی منزل پر قدم رکھو۔ ہری اوم تت سَت۔ "گورکھ ناتھ نندہ"

بناتا تو ہے خود مگر بے نشاں ہے

(از قلم شری سندر لال جی بھلہ مہجور عرائض نویس)

نہفتہ بھی ہے وہ عیاں بے نشاں ہے — وہ معبود، عابد بھی، جانِ جہاں ہے
نہ صحرا میں ڈھونڈو، نہ محلوں میں اُس کو — وہ دل میں نہاں ہے وہ دل میں نہاں ہے
بنا کس سے عالم بنایا ہے کس نے؟ — یہ سوچا کبھی اس کا صانع کہاں ہے
یہ طرفہ تریں ماجرا ہے نہیں کم — بناتا تو ہے خود مگر بے نشاں ہے
محبت سے دنیا میں ہلتا رہا وہ! — چھپا وہ کہاں ہے چھپا وہ کہاں ہے
معارف شناسے نہ ہرگز ہے پنہاں — اگرچہ کہا جا رہا لامکاں ہے
کوئی جوگ سادھن بتاتا رہا ہے — کوئی کرم سادھن کا کرتا بیاں ہے
نہیں آفرینش جدا اُس سے ہرگز — فقط وہ تو دنیا کی روحِ رواں ہے

پتہ اُس کا کیا خاک مہجور پائے!
نہ خود راز ہے نہ وہ خود راز داں ہے!

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اوم

سکل شاستروں کا سار۔ گیتا شاستر

ساکار اور نراکار بھگتی کا نرنے

(از قلم شریمتی وِدیاوتی جی موہن وِدیا ادھشٹھاتری ست سنگت سُکھ دھام)

وِدوان لوگ اس حقیقت سے ناواقف نہیں کہ بھگوت گیتا کا مکمل نام ۔ شریمد بھگوت گیتا اُپنشد سار ہے ۔ جس کا ارتھ یہ ہے کہ شری بھگوان کے ذریعہ گائن کی گئی ۔ کتھن کی گئی ۔ اُپدیش کی گئی اُپنشد ۔ دیگر اُپنشد گرنتھ بھی موجود ہیں ۔ جیسے کین اُپنشد ۔ کٹھ اُپنشد ۔ پرشن اُپنشد ۔ منڈک اُپنشد وغیرہ لیکن گیتا شاستر سب اُپنشدوں کا سار ہے ۔

اُپنشد کس کو کہتے ہیں ؟

اُپنشد شبد उप पूर्वक षदलृ دھاتو سے किप پرتے ایزاد کرنے پر مشتق ہوتا ہے षदलृ دھاتو کے تین ارتھ ہیں ۔ ڈھیلا کر دینا ۔ ناش کرنا ۔ اور گیان ۔ گمن ۔ پراپتی کرانا ۔ اب اُپنشد شبد کا یہ ارتھ نکلا کہ جس شاستر کے پٹھن پاٹھن سے شرون اور منن سے ۔ پانچوں کلیشوں ۔ (اودیا ۔ اسمتا ۔ راگ ۔ دویش ۔ ابھی نویش) کی گانٹھیں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں ۔ وہ رفع ہونے کے قابل بن جاتے ہیں ۔ جس کے متواتر ابھیاس سے مالنک کلیش مول سہت نشٹ ہو جاتے ہیں ۔ جس کا ندھیاسن (دھیان) سادھک ما لک کُل پرمیشور کے ساکار اور نراکار روپ تک پہنچا دیتا ہے ۔ یعنی بھگوان کے پورن ساکھشات کار کا وسیلہ بنتا ہے ۔ اس شاستر کا نام اُپنشد ہے ۔ اسی بات کو سپشٹ کرنے کیلئے شریمد بھگوت گیتا اُپنشد کو برہم وِدیا یوگ شاستر کے نام سے بھی منسوب کیا گیا ہے ۔ اور یہ حقیقت ہر ایک ادھیائے کے انت میں دہرائی گئی ہے ۔

ब्रह्म विद्यां योगशास्त्रे श्रीमद्भगवद्गीता सुपनिषत्सु
श्री कृष्ण अर्जुन संवादे — इत्यादि ॥

ارتھات ۔ یہ شاستر شری کرشن بھگوان اور بھگت ارجن کا سمواد روپ ہے ۔ اور شری بھگوان دوارا گائن کیا گیا ۔ اُپدیش کیا گیا اُپنشد ہے ۔ برہم وِدیا اور کرم یوگ و بھگتی یوگ کا اس میں مکمل نروپن کیا گیا ہے ۔ باقی اُپنشد رشیوں اور مہرشیوں دوارا عموماً گائن کئے گئے ہیں یعنی اُن میں وید بھگوان کا سار پیش کرنے والے مہاتما رشی ۔ مہرشی لوگ ہیں ۔ پرنتو گیتا شاستر میں ساکھشات پورن ساکار برہم بھگوان کرشن چندر نے وید بھگوان کا مکمل سار پیش کیا ہے ۔ جس مالک کُل نے آدی سرشٹی میں وید بانی کا انکشاف کیا ۔ جس نے تمام رشیوں ۔ مہرشیوں کو وید

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پڑھائے اُسی پرشوتم وشنو بھگوان نے اپنی ویدبانی کا مکمل سار گیتا شاستر کے رُوپ میں پرگٹ کیا۔ بالفاظ دیگر گیتا شاستر کو وید بھگوان کی مختصر مستند جامع ودیاکھیا تسلیم کرنا بجا ہے۔ اسی لئے شاستر کار فرماتے ہیں۔

सर्व शास्त्र मयी गीता सर्व वेद मयो मनुः। सर्वतीर्थ मयी गङ्गा सर्व वेद मयो हरिः

ارتھات:- بھگوت گیتا سکل شاستروں کا رُوپ ہے یعنی اس کے ذریعہ چاروں ویدوں۔ دھرم سوتروں پُوران گرنتھوں سمرتی گرنتھوں بھگتی سوتروں۔ دھرم سوتروں۔ اور اتہاس وِدّیا کی صحیح حقیقت افشا ہوتی ہے۔ منو بھگوان کے تمام وچن وید کے تتو کو جتلانے والے ہیں۔ تمام تیرتھوں کا رُوپ شری بھاگیرتی گنگا ندی ہے اور تمام دیوتاؤں کا رُوپ شری بھگوان کرشن چندر گوبند نارائن ہیں۔ اگر آپ سانکھیہ وگیان کا یتھارتھ تو جاننا چاہتے ہیں۔ ویدانت فلاسفی۔ یوگ وِدیا۔ نیائے وِدّیا۔ بھگتی یوگ۔ کرم کانڈ۔ کرم یوگ۔ دھارمک مریادا۔ ویوہارک نیتی حقیقی راج نیتی۔ ورن آشرم دھرم۔ پُوران اور اتہاس وِدّیا کا تتو سمجھنا چاہتے ہیں۔

سنیاس۔ تیاگ۔ ویراگ۔ پنر جنم۔ بندھن اور موکش کا حقیقی سروپ آپ جاننا چاہتے ہیں۔ دان تپ بھوجن بھجن کے معاملے میں ستیہ گیان پراپت کرنا چاہتے ہیں۔ کرنی اور نا کرنی کا صحیح نرنے آپ جاننا چاہتے ہیں تو آپ کو ہر معاملے میں شریمد بھگوت گیتا اُپنشد صحیح اور مکمل رہنمائی عطا کریگی۔

(۳) مگر افسوس ہے کہ رشی سنتان کے دلوں اور دماغوں میں ابھی تک گیتا شاستر کے اٹل اصُول جاگزیں نہیں ہوئے اور بالخصوص ہزاروں برسوں سے ہندو جاتی کو دھارمک انتشار نے بُری طرح اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اس موذی مرض کو محض گیتا شاستر کی عالی پایہ ستیہ وِدّیا دُور کرنے میں سمرتھ ہے۔ بایں غرض اس پرستاؤ میں ساکار اور نراکار بھگتی کے متعلق بھگوان کا اٹل نرنے پیش کیا گیا ہے۔

ساکار بھگتی اور نراکار بھگتی

دھارمک جگت میں ہزاروں سالوں سے دو دَل یعنی دو پکش پائے جاتے ہیں۔ ایک دَل ساکار بھگتی والوں کا ہے۔ دوسرے پکش میں نراکار بھگت شامل ہیں عرصہ دراز سے متواتر ساکار بھگتی پر نراکار وادی کئی قسم کے اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے چلے آئے ہیں۔ ورتمان اوستھا۔ یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ عموماً ساکار بھگتوں کا وشواس ساکار بھگتی سے چلائمان ہو رہا ہے۔ پرنتو انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ساکار اور نراکار بھگتی کے متعلق گیتا شاستر میں بھگوان نے اٹل نرنے کر دیا ہے۔ بارھواں ادھیائے ملاحظہ ہو۔

अर्जुन-उवाच :-

एवं सतत युक्ताये भक्तास्त्वां पर्युपास्ते।
ये चाप्यक्षरमव्यक्तं तेषां के योगवित्तमाः॥ (بھگوت گیتا ۱۲/۱)

ارجن کا سوال:- پرشوتم نارائن جی! جو بھگت آپ ساکار بھگوان کی اُپاسنا کرتے ہیں۔ آپ مُرلی منوہر شنکھ۔ چکر گدا۔ پدم دھاری شری کرشن دینا بندھو۔ پرم پُرش۔ پُورن دھنی پربھو کا کیرتن سمرن اور دھیان کرتے ہیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اور جو بھگت نراکار۔ نروکار۔ سروویاپک۔ من۔ بدھی سے پرے اویکت پاربرہم کی اپاسنا کرتے ہیں۔ اُن میں کس کو اعلیٰ یوگ یکتی کا مالک سمجھوں؟ بھگتی یوگ کی اصل حقیقت کس نے سمجھی ہے؟۔ ارتھات ساکار اور نراکار بھگتی کے متعلق آپ کا اٹل نرنے کیا ہے؟ کیونکہ دونوں پرکار کے بھگت۔ اُپاسک لوگ دُنیا میں پائے جاتے ہیں۔،،

شری بھگوان کا جواب:۔ श्रीभगनुवाच :—

मय्यवेश्य मनो ये मां नित्युक्ता उपासते। श्रद्धया परया पेतास्त मे युक्ततमा मताः॥ ये त्वक्षरमनिर्देश्यम व्यक्त पर्योपास्ते। सर्वत्र गमचिन्त्यं च कूटस्थमचलं ध्रुवम्॥ संनियम्येन्द्रिय ग्रामं सर्वत्र समबुद्धयः। ते प्राप्नु-वन्ति मामेव सर्व भूत हिते रताः॥ क्लेशोऽधिकतरस्तेषाम व्यक्तासक्त चेतसाम। अव्यक्ता हि गतिर्दुःखं → × ———— ۱۲ ———— بھگوت گیتا
۲،۳،۴،۵

ارتھات:۔ جو بھگت مجھ پرم پُرش ساکار پرمیشور میں بُدھی اور من کو جذب کرتے ہیں اور عقیدت سلیم کے ساتھ مجھ واحد بھگوان کا کیرتن۔ سمرن اور دھیان کرتے ہوئے میرے احکام کی تعمیل بجالاتے ہیں وہی بھگت مجھ پورن پرش جگدیش کی نظروں میں حقیقی یوگ یکتی کو سمجھنے والے ہیں۔ جو بھگت نراکار پاربرہم کا بھجن اور دھیان کرتے ہیں۔ نراکار سروپ۔ اندریاں۔ من۔ بدھی اور پرکرتی سے بہت دُور سروویاپک۔ سروانتریامی ہے۔ جو کہ شبد اور سپرش۔ رُوپ۔ رس۔ گندھ سے مبّرا ہونے کے باعث من کے دوارہ چنتن میں کبھی نہیں آتا۔ جو اچل اٹل۔ ایک رس اگم اتھاہ ہے۔ اُسی نراکار سروپ کا اندری نگرہ پوروک دھیان اور سمرن کرنے والے وہ مہاتما لوگ مجھے پراپت کرتے ہیں جنکی درشٹی سم ہوجاتی ہے۔ اور جو پرانی ماتر کی نشہ کام سیوا میں مصروف رہتے ہیں۔ ایسے بھگت لوگ بھی مجھ ساکار پرم پرش کو پراپت کرکے میری پرتیکش سہاتما سے بالائی روحانی چیتن منڈلوں کو پراپت کرتے ہیں۔ پرنتو نراکار بھگتوں کو مجھ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے سخت محنت اور ادھک کلیش کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ نراکار بھگتی میں اُس وقت تک چیت برتی استھر نہیں ہوتی جب تک دیہہ ابھیمان (جسمانی عنانیت) رفع نہ ہوجائے اور دیہہ ابھیمان کو دُور کرنے کا وسیلہ مجھ پرشوتم پربھو کی ساکار بھگتی ہے۔ لہٰذا مجھ پرم پرش میں بدھی اور من کو جوڑ دو۔ میرے علمی رُوپ میری بانی میں اپنی بُدھی کو جذب کرو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم مجھ میں نواس کروگے۔ اور میں تمہارے سامنے موجود رہوں گا۔،،

(نکتہ) (۴) ساکار اور نراکار بھگت دونوں اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کل مالک پرمیشوری شکتی نتیہ۔ شُدھ۔ اجر۔ امر۔ انیناشی۔ واحد ستیہ۔ سناتن۔ پُراتن۔ سروویاپک۔ سچدانند سروپ ہے۔ وہ ہمیشہ استھول سوکھشم اور کارن پرکرتی کے بندھن سے بالاتر اور نام رُوپ سے علیحدہ ہے جسکے نرمل شُدھ چیتن سروپ تک آنکھ کان۔ ناسکا۔ رسنا۔ اور توچا۔ من۔ بُدھی۔ چیت اور اہنکار کی رسائی نہیں ہوتی۔ وہ اگم ہے۔ اچھید ہے ابھید ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وہ مالک کل جگت کا واحد انتریامی آتما بن کر نظام کائنات کو چلاتے ہوئے بھی نرلیپ مکت ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس نرمل شدھ چیتن سروپ میں ابدی آنند کو کیسے پراپت کیا جائے؟ "

برہم نشٹھا کو پراپت کرنے کا اٹل راج مارگ کونسا ہے؟ اور ہر جیو آتما پرکرتی کے چوبیس تتووں۔ (چت بدھی اہنکار من۔ پانچ گیان اندریاں۔ پانچ کرم اندریاں۔ پانچ سوکھشم بھوت اور پانچ استھول بھوت۔) کی اہنگتا اور ممتا میں پھنسا ہوا ہے۔ مدت مدید اور عرصہ بعید سے اس کی باطنی درشٹی پر اودیا کا موتیا بند رنج ہو جائے اور وہ پرکرتی کی اہنگتا و ممتا آتم تماک ذریعہ الجھان کو دور کر کے اپنے اجر۔ امر نرمل شدھ چیتن نج سروپ میں استھتی کو پراپت کر لے تب تو اس کی باطنی درشٹی واقعی کل مالک کے نراکار۔ شدھ اگم۔ اویکت۔ نام روپ سے بالاتر شدھ چیتن وشو آتما سروپ کو ہر جگہ انوبھو کر سکتی ہے۔ اور اسکے ساتھ ایکتا و پریم کو پراپت کر کے مطمئن و مسرور ہو سکتی ہے۔ حقیقی پرشن یہ ہے کہ جیو آتما کو نج سروپ میں آتم سروپ میں اپنے نرمل چیتن سروپ میں استھتی کس طرح پراپت ہو؟ ذریعہ الجھان کو کس اپائے سے دور کیا جائے؟ اس پرشن کا جواب دیتے ہوئے پرشوتم جگدیش نارائن اٹل روحانی نیم کو بیان کرتے ہیں۔

दैवी ह्येषा गुणमयी मम माया दुरत्यय ।
मामेव ये प्रपद्यन्ते मायामेतां तरन्ति ते ॥
بھگوت گیتا ۷/۱۴

ارتھات :۔ " ترگناتمک پرکرتی کو عبور کرنا نہایت کٹھن ہے۔ یہ مایا عجیب غریب طاقتوں اور صفات کی مرکز ہے۔ اور جیو کو فوراً چھل لیتی ہے۔ اس کو وہی بھگت جن عبور کرتے ہیں جو مجھ ساکار بھگوان کی شرن میں آجاتے ہیں"۔ میری شرن میں آکر پریم پوروک کیرتن سمرن اور دھیان کی کمائی کرتے ہیں۔ انہی ساکار بھکتوں کو میں اپنی پرتیکش سہائتا کا ہاتھ دیکر جلدی ہی مرتیو روپ مایا ساگر سے پار کر دیتا ہوں۔ (گیتا ۷/۱۲) ان شرناگت بھگتوں کو میں بدھی یوگ عطا کرتا ہوں جس کے ذریعہ وہ مجھ پرم پرش کی شناس پراپت کر لیتے ہیں۔ (گیتا ۱۰/۱۰) اور انہی کے انتہ کرن میں بصورت درڑھ برہم گیان جلوہ افگن ہو کر انکی انادی اودیا کا میں سوئم ناش کرتا ہوں۔ (گیتا ۱۰/۱۱)

پرنتو :۔ جو سادھک ساکار بھجن کو نظر انداز کر کے محض نراکار بھگتی کے طفیل سنسار کا ساگر کو عبور کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ انہیں سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انکو بھگوان کی پرتیکش سہائتا پراپت نہیں ہوتی۔ بلکہ پروکش سہائتا (غیبی امداد) ہی صرف ملتی ہے ان کا مارگ کٹھن اور پیچیدہ ہوتا ہے۔ انہیں آتم وشواس کا ہی سہارا لینا پڑتا ہے! ایسے لوگوں کو جلدی یا بدیر ساکار بھگوان پرم پرش کی شرن میں آنا پڑتا ہے پرنتو ساکار بھگتی کیا ہے؟۔ جہاز پر بیٹھ کر سمندر پار کرنے کی کوشش جس کے محافظ خود شری کرشن بھگوان ہوتے ہیں۔ لہذا ساکار بھگتی ہی خاص و عام انسانوں کے واسطے بے خطر راج مارگ۔ شارع عام ہے۔

اسی ساکار بھگتی مارگ پر چل کر دھرو بھگت شرومنی ہنومان کا بیڑا پار ہوا۔ مہرشی وید ویاس۔ بھگت ارجن۔ سداماں بھگت اور شرومنی دروپدی کو امر زندہ جاوید بنانے والی اکسیر یہی ساکار بھگتی ہے۔ تری لوچن بھگت۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دھنا بھگت۔ نرسی۔ میراں بائی۔ روی داس۔ بھگت سور داس۔ گوسوامی تلسی داس جی۔ ستری راما نند جی بسنت تکارام جی۔ سب کی سب جلیل القدر ہستیاں ساکار بھگتی کی عامل واقع ہوئی ہیں۔ ان ہزاروں سچے سنتوں اور بھگتوں کی موجودگی میں کون ہستی ساکار بھگتی کی سچائی سے منکر ہو سکتی ہے۔؟"

(۵) کئی لوگ بیان کرتے ہیں کہ ویدوں اور اپنشدوں میں ساکار بھگتی کا ورنن نہیں پایا جاتا۔ وہ لوگ کین اپنشد کی مندرجہ ذیل کتھا کا منن کرنے کی کرپا کریں۔

کین اپنشد تیسرے کھنڈ کا بھاوارتھ۔ کتھا

پورن پار برہم پرمیشور نے دیوتاؤں کو جیت دلانے کیلئے اُنہوں کے بالمقابل وجے پراپت کی۔ اس پربھو کی وجے ہونے پر سب دیوتاؤں کو عظمت ملی مگر دیوتاؤں کو یہ متھیا ابھیمان ہوگیا کہ فتح محض ہماری ذاتی ہمت کا نتیجہ ہے۔ بھگوان نے اُنکی اس اندرونی بھاونا کو جان لیا اور اُن کا متھیا وشواس دور کرنے کے واسطے ایک ادبھت یکش روپ میں پرگٹ ہوکر اُنکے سامنے آ گئے مگر دیوتاؤں کو کچھ پتہ نہ چلا کہ یہ ادبھت ہستی کون ہے؟ انہوں نے سب سے پہلے اگنی دیو کو روانہ کیا اور کہا کہ اس یکش کا پورا پتہ لاؤ۔ جب اگنی دیو اس یکش روپ برہم کے سامنے گیا تو انہوں نے سوال کیا کہ تم کون ہو اور تم میں کیا شکتی ہے؟ اس نے اتّر دیا کہ میں اگنی دیو ہوں اور پرتھوی کے تمام پدارتھوں کو سوختہ کرسکتا ہوں۔ بھگوان نے اُن کے سامنے ایک تنکا رکھدیا۔ اور کہا۔ "اس کو جلائیے۔" اگنی دیو نے پورن شکتی صرف کی مگر اُسے جلا نہ سکا۔ اور نادم ہوکر واپس لوٹ گیا۔ تب دیوتاؤں نے وایو دیوتا کو روانہ کیا۔ وایو دیو کے ساتھ بھی اس طرح کا وارتالاپ ہُوا اور بھگوان نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور تم میں کیا شکتی ہے؟ اُس نے جواب دیا۔ کہ میں وایو دیو ہوں۔ اور دُنیا کے تمام پدارتھوں کو اُڑا سکتا ہوں۔ یکش روپ برہم بھگوان نے اُسکے سامنے بھی ایک تنکا رکھ دیا اور کہا۔ "اس کو اُڑانے کی کرپا کیجئے" مگر وایو دیو بھی ناکام رہا۔ اور اپنا سا منہ لیکر لوٹ گیا۔ تب دیوتاؤں نے اپنے سوامی مہاراج ادھیراج اِندر کو روانہ کیا۔ اِندر دیوتا جب اس کے استھان پر پہنچا تو بھگوان اُسکی نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ اور اُسے بات چیت کا بھی موقع نہ دیا۔ پرنتو اِندر دیوتا واپس نہیں لوٹا بلکہ اُسی استھان میں بھگوان کا سمرن اور چنتن کرتا رہا۔ اُس کی سچی بھگتی سے پرسن ہوکر مہاراجہ ہیم وان کی پتری بھگوتی اوما نے اُسے درشن دیا۔ اور اپنے پرتیکش شبد کے ذریعہ اِندر دیوتا کو بتلایا کہ یکش روپ میں کل مالک پرمیشور پار برہم آپکے سامنے آئے تھے اور اُنکی سہائتا سے آپکو وجے ملی ہے۔ اِندر دیوتا کے ذریعہ دیگر دیوتاؤں کو بھی اس حقیقت کا گیان پراپت ہوا۔"

کین اپنشد تیسرا کھنڈ اور چوتھے کھنڈ کا ابتدائی بھاگ

نتیجہ:۔ اس کتھا کو چاہے بھوت ارتھ واد سدھ انوواد (تواریخی سچائی) تسلیم کیا جائے یا گن واد (محض

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

رو چاک کتھا) دونوں پکھشوں میں یہ نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ پار برہم پرشوتم دیوتاؤں نیک خصال بھگتوں کے لئے ساکار روپ میں پرگٹ ہوتے ہیں اور دیوتاؤں کو بھی بھگوان کی حقیقت کا پتہ برہم ودیا کے مالک پورن ستگورو کی سہایتا سے ملتا ہے۔ وید بھگوان فرماتا ہے۔

ॐ यो देवेभ्य: आतपति, यो देवानां पुरोहित: ।
पूर्वो यो देवेभ्यो जातो नमो रुचाय ब्राह्मये ॥

یجروید ۳۱

ارتھ:- جو بھگوان دیوتاؤں کے لئے ہر زمانے میں بمثل آفتاب درخشاں رہتا ہے۔ جو پربھو نیک طبیعت سدھ پرکھوں کا ہمیشہ سچا ہتکاری۔ رہبر اور پیشوا ہوتا ہے جو پرشوتم دیوتاؤں کے نیک خصال بھگتوں۔ سنتوں۔ مہاتماؤں کے کلیان کے لئے پرگٹ ہوتا ہے۔ اُس ساکار بھگوان کو نمسکار ہو جو نراکار پار برہم کی پورن اننت چیتن جیوتی سے پرگٹ اور ویاپت ہوتا ہے۔ اور کشش۔ پرکاش۔ زیبائش۔ پریم کا اتھاہ بھنڈار ہے۔"

اس سے بڑھکر بھگوت گیتا۔ اُپنشدوں اور وید منتروں میں ساکار بھگتی کا اور کیا ورنن ہو سکتا ہے؟ وید منتروں کے ذریعے ساکار بھگتی کا مکمل جامع ورنن آپ کو شری گپت گنگا میں ملے گا۔ کسی بھی بھگت کو ساکار بھگتی کے معاملے میں اپنا وشواس متزلزل نہ کرنا چاہئے یہی ستوگنی ساکار بھکتی دُکھیا کے دُکھ دور کرتی ہے۔ روگی کا روگ ہٹا دیتی ہے۔ سادھک کو حسب خواہش سورگ اور موکھش عطا کرتی ہے۔ بھگوان کرے ہماری ساکار بھگتی نرمل اور ستوگنی بنے اور ہم اس پربھو کے سچے ساکار اُپاسک ثابت ہوں۔"

اوم شانتی شانتی شانتی

چوراسی لاکھ یونی کی گنتی کیسے ہوئی؟ پراچین رشی منی ایسے بہت سے عقیدوں کو حل کر چکے ہیں جن کا علم اب باقی نہیں رہا جس قدر تحقیقات اس زمانہ میں ستاروں کی گردش کے بارہ میں بذریعہ علم سینہ ہو چکی ہیں۔ اس کا صحیح ہونا تو چاند اور سورج کے وقت معینہ پر ظاہر ہونے سے نیز غروب وطلوع دیگر ستارگان سے ثابت ہے۔ اُنہیں عارفوں نے علم ہندسہ سے چوراسی لاکھ یونی کا عالم میں ہونا بیان کیا ہے آجتک اُنکے علم جوتش سے سورج و چاند گرہن کا صحیح صحیح وقت معلوم ہو رہا ہے۔"

تین گن اور سات پرکرتیوں کو باہم ضرب دینے سے اکیس کا عدد پیدا ہوا ہے۔ چونکہ مخلوقات عالم چار قسم کے ہیں:-

۱۔ جیرج جیسے انسان اور چارپایہ شامل ہیں۔ ۲۔ انڈج۔ یعنی وہ جاندار جو انڈے سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً پرند

۳۔ سویدج۔ جو بدن کے میل سے پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً جوں وغیرہ۔

۴۔ اُدبھج۔ حشرات الارض۔

۲۱ کو ۴ میں ضرب دیکر چوراسی کا عدد بنایا گیا ہے۔ اس زمانہ میں رواج تھا کہ چیتن یعنی متحرک کو عدد اور جڑھ یعنی غیر متحرک کو صفر سے تعبیر کیا کرتے تھے اور پانچ عنصر جڑ مانے گئے تھے۔ لہٰذا پانچ صفر کو چوراسی کے عدد پر بڑھانے سے ۸۴۰۰۰۰۰ کا عدد پیدا ہوا۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بھگوان شنکر کا بالک روپ درشن کے درشن کو آنا

(لیکھک :- شری سندر لعل جی حزیںؔ)

تیرے نام لیاں ھری ترنی ایں
نت اُٹھ کے درشن کرنی ایں!

اِک بال نربو کی جایا ای — وسدکوچی چک لیا یا ای
وِچ گود یشودھاں پایا ای — ۱ — توں پالن اسدی کرنی ایں

تیرے نام لیاں ہری ترنی ایں
نت اُٹھ کے درشن کرنی ایں

نے مات یشودھاں لعل لیا — چک وِچ پنگوڑے ڈال لیا
کی خبر ہری اوتار لیا — ۲ — جس کھیل مایا دی کرنی ایں

تیرے نام لیاں ہری ترنی ایں
نت اُٹھ کے درشن کرنی ایں

شِو شنکر آسن لائے جی — وِچ یوگ سمادھی آئے جی
ہری مات لوک نوں دھائے جی — ۳ — اس کھیڈ دیتاں دی کرنی ایں

تیرے نام لیاں ہری ترنی ایں
نت اُٹھ کے درشن کرنی ایں

چِت درشن نوں تا چاہیا ای — لے مرگ چھال تن لایا ای
رُنڈ مال سر پر لگ پایا ای — ۴ — اسیں یاترا گوکل کرنی ایں

تیرے نام لیاں ہری ترنی ایں
نت اُٹھ کے درشن کرنی ایں

شِو شنکر بھولا آیا جی! — دوارے نندنے ناد بجایا جی
توں ساڈا بال ڈرایا جی — ۵ — تیرے ناگاں توں بھئے کرنی ایں

تیرے نام لیاں ہری ترنی ایں
نت اُٹھ کے درشن کرنی ایں

دھر چِت یشودھاں آئی جی — ۶ — نہیں اچھا یوگی نوں یاں بھائی جی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھر موتیاں تھال لیائی جی ۶ تیرا سدھ منورتھ کرنی ایں

تیرے نام لیاں ہری ترنی ایں
نت اُٹھ کے درشن کرنی ایں

سُن شوجی کرودھ کر آئے جی نہیں مایا دے بھرمائے جی
اسیں درشن کرنے آئے جی ۷ اس پریم دی برکھا کرنی ایں

تیرے نام لیاں ہری ترنی ایں
نت اُٹھ کے درشن کرنی ایں

شو شنکر گئے ہراسے جی نندلال نے موڑے پاسے جی
بھُل گئے نے سارے ہاسے جی ۸ جد کنبن لگی دھرنی ایں

تیرے نام لیاں ہری ترنی ایں
نت اُٹھ کے درشن کرنی ایں

دیکھ اکھیاں اپنے لعل دیاں سب ناناں بھُلیاں تال دیاں
اُٹھ جوگی نوں سب بھال دیاں ۹ جے بلجائے تاں ترنی ایں

تیرے نام لیاں ہری ترنی ایں
نت اُٹھ کے درشن کرنی ایں

شو شنکر دھیان لگائے جی جد سکھیاں نذری آئے جی
برج چرناں سیس نوائے جی ۱۰ تسیں بال دی رکھشا کرنی ایں

تیرے نام لیاں ہری ترنی ایں
نت اُٹھ کے درشن کرنی ایں

شو شنکر بھولا آیا جی برج گودی لعل بٹھایا جی
رج رج کے درشن پایا جی ۱۱ حر تیں ہُن کی چنتا کرنی ایں

تیرے نام لیاں ہری ترنی ایں
نت اُٹھ کے درشن کرنی ایں

جگ مایا کھیل پسارا جی جیوں شورج دا چمکارا جی
جر چیتن ہوئیا سہارا جی ۱۲ ترے کال دی مایا جننی ایں

تیرے نام لیاں ہری ترنی ایں
نت اُٹھ کے درشن کرنی ایں

(ام پتری)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اوتار فلاسفی اور شریمد بھگوت گیتا پر مشرقی و مغربی ودوانوں کے اعتراضات کا

مدلل جواب

از قلم شریمتی یوگیشوری
دھرم پتنی جی موہن دوبا

سوال ۱:- کیا کوئی انسانی ہستی اپنے آپ کو برہم ایشور۔ خدا۔ مالک کل اور رب کہنے اور سمجھنے میں حق بجانب ہے

اس سوال کا جواب شاستر دوار الگذشتہ پرستاو میں دے چکی ہوں کہ پورن پرش، پرم پرش، پورن اوتار اس دا انند ست اور وہار کو دھارن کرسکتا ہے۔ دوسری ہستی اس اختیار کو برتنے کی مجاز نہیں ہے۔ پرم پرش کو محض مکت آتما سمجھا جائے بلکہ وہ مکت آتماؤں کا بھی سرتاج اور سوامی ہوتا ہے۔ کوئی مکت آتما انند کی پدوی کو پراپت کرتی ہے کسی کو پرم ہنس کا درجہ ملتا ہے کوئی ہنس پدوی کو حاصل کرتی ہے۔ کسی کو پرم ہنس کا درجہ پراپت ہوتا ہے۔ کوئی مکت آتما رشی کے آسن کی پراپتی کرتی ہے۔ کسی کو مہرشی کی ڈگری ملتی ہے مگر پرم پرش۔ پورن اوتار کا درجہ ان سب سے بلند تر ہے حتیٰ کے چاروں ویدوں کا ساکھشات درشٹا برہما بھی پرم پرش کا سمرن اور دھیان کرتا ہے۔ مہرشی وید ویاس فرماتے ہیں:-

यं ब्रह्मा वरुणेन्द्र रुद्र मरुत: स्तुवन्ति दिव्यै स्तवै: वेदै: साङ्ग पदक्रमो
-पनिषदै: गायन्ति यं सामगा: । ध्यानावस्थित तद्गतेन मनसा
पश्यन्ति यं योगिनो । यस्यान्तं न विदु: सुरासुर गणा
देवाय तस्मै नम: ॥

"چاروں ویدوں کا پورن درشٹا برہما، ورن، اندر، رودر، مروت پدویوں کے ادھیکاری امر دیوتا گن جس پرم پرش بھگوان مرلی منوہر کی ویدوں کے سوکتوں اور استوتروں دوارا استتی کرتے ہیں۔ سام وید کا گائن کرنیوالے بھگت لوگ، وید انگوں پد پاٹھ، کرم پاٹھ اور اپنشدوں کے ذریعے جس پورن پرش کا گائن کرتے ہیں۔ یوگیشور مہاتما جس کے چتر بھج روپ میں دھیان لگا کر ایکاگر من سے سمادھی اوستھا میں جس کا ساکھشات درشن پراپت کرتے ہیں۔ کوئی دیوتا اسر کوئی آستک اور ناستک جس کے انت کو نہیں پاسکتا۔ اس ترگنا تیت، اگم، اتھاہ، اپار، انادی، اننت، پورن دھنی بھگوان شری کرشن چندر کو میری آتما نمسکار کرتی ہے۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پرم پُرش، پُورن اوتار انسانی شکل میں کُل مالک پرمیشور کا ساکھشات مکمل مظہر ہے جو بھی پُورن اوتار ہوئے ہیں۔ انہوں نے اسی حیثیت میں اپنے آپ کو مستحق بھگتوں کے سامنے ظاہر کیا ہے۔ آئندہ جو پُورن اوتار ہونگے وہ ہی اس سنگھاسن کے مساوی حقدار ہیں۔ مگر منصور وغیرہ نے اس روحانی گپت بھید کو نہیں سمجھا اور مکتی کی جھلک انکے پر اپنے آپ سے باہر ہو گئے۔ نمرود اور فرعون نے اپنے آپ کو حقیقی پرم پرش پُورن اوتار یعنی خدا ظاہر کیا۔ حالانکہ اُنکو بھگوان کیجانب سے یہ سنگھاسن نہیں ملا تھا۔ اسی لئے آج دن تک مجرم بنے ہوئے ہیں۔ راون ہرنیہ کشیپ، چنڈ، مُنڈ، مہیش اُمرا اور ہرنیہ اکھش (ہرناکھش) نے اسی جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ اسی لئے انہیں سخت ترین سزا ملی۔ جن مہا پُرشوں نے اس اختیار کو استعمال نہیں کیا۔ وہ سنت تھے پرم سنت تھے۔ رشی یا مہرشی تھے۔ مگر پرم پُرش پُورن اوتار کو چلتا پھرتا مالک کُل سمجھنا بجا ہے۔ اسی لئے وید اور شاستر پرم پُرش کو ساکار بھگوان پرتیکھش برہم ساکار برہم کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور پرمیشور کے جتنے بھی نام ہیں اُنہی کے ذریعہ ساکار بھگوان کو بیکت کر کے درشن کرتے ہیں۔

سوال ۲ کئی لوگ پوچھ سکتے ہیں کہ بھگوان کو ساکار رُوپ دھارن کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جبکہ ایشور سچدانند سروپ نراکار، سرو شکتی مان، اجنما، انادی، اننت، نروکار اور سرو آدھار ہے۔ وہ سرو ویاپک سرو انتریامی اور کُل سرشٹی کا کرتا پُرش ہے اور نراکار رہتے ہوئے وہ سب کائنات کو چلا سکتا ہے اُسے ساکار رُوپ دھارن کرنے کی کیا اوشیکتا ہے؟ اس بات کا جواب دیتے ہوئے بھگوان مُرلی منوہر بھگوت گیتا میں فرماتے ہیں:۔

प्रजो ऽपि सन्नव्ययात्मा भूतानामीश्वरो ऽपि सन् ।
प्रकृतिं स्वामधिष्ठाय सं भवाम्यात्म मायया ॥
यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत ।
अभ्युत्थानम धर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम् ॥
परित्राणाय साधूनां विनाशाय च दुष्कृताम् ।
धर्म संस्थापनार्थाय संभवामि युगे युगे ॥
जन्म कर्म च मे दिव्यमेवं यो वेत्ति तत्वतः ।
त्यक्त्वा देहं पुनर्जन्म नैति मामेति सो ऽर्जुन ॥

بھگوت گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۶۔۷۔۸۔۹ ارتھات (مختصر بھاؤارتھ)

یہ سنیہ ہے کہ میں نروکار پرم پُرش ہوں اجنما۔ اتپتی کے بعد عارضی استھتی، شکل کی تبدیلی، بڑھتی، ضعف اور وناش یہ چھ وکار مجھ میں موجود نہیں ہیں۔ میں تینوں کالوں میں ایک رس رہنے والا۔ تمام استھول، سوکھشم اور کارن جگت کا ایشور ہوں، سوامی ہوں، مالک ہوں۔ پرنتو میرا یہ دیالو سبھاؤ ہے کہ اپنی وبھیہ نرمل شدھ پرکرتی سے یکت ہو کر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پرگٹ ہوتا ہوں۔ انسانی شریر کو دھارن کرتا ہوں۔ ساکار رُوپ میں اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہوں جب پرتھوی منڈل پر میرے ستیہ سناتن دھرم کی انتہائی ہانی ہو جاتی ہے۔ دُنیا کے دلوں میں دماغوں میں اودّیا کی سیاہ ظلمت بصورت شبِ تاریک چھا جاتی ہے کسی سنت، پرم سنت، رشی، مہرشی، دیوتا کی اُس انتہائی ظلمت کو دور کرنے میں پیش نہیں جاتی۔ سب اپنے آپ کو بے بس پاتے ہیں۔ چاروں طرف آسُری شکتیوں کا مستحکم غلبہ قائم ہو جاتا ہے جنتا کے تمام دیوتے معذور ہو جاتے ہیں۔ اس وقت پرتھوی منڈل کی ابتر حالت کو تبدیل کرنے کے لئے اس پر ستیہ سناتن دھرم کی استھاپنا کے لئے اور آسُری شکتیوں کے وناش کے لئے میں مالک کُل خود پورن اوتار کے رُوپ میں پرگٹ ہوتا ہوں اور مناسب ذریعہ سے ستیہ دھرم کی استھاپنا کر دیتا ہوں نیز آسُری طاقتوں کو کچل دیتا ہوں۔ اس مقصد کے لئے میں نے گذشتہ یگوں میں کئی پورن اوتار دھارن کئے ہیں۔ آئندہ بھی جب تک سلسلہ کائنات قائم رہیگا میرے اوتاروں کا ظہور جاری رہے گا۔ یہ قانون ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں کے لئے مساوی ہے۔ گذشتہ کلپوں اور آئندہ کلپوں کے لئے یہ اصول سمان ہے اسی قانون کے ذریعے میں بھگوان ہر یگ میں پورن اوتار دھارن کر کے اپنے ستیہ دھرم کو اندھیرے سے پرکاش میں لاتا ہوں۔ اپنے بھگتوں کی رکھشا کرتا ہوں۔ دُشٹوں کا سر کچلتا ہوں۔ جس ہستی نے میرے اوتار دھارن کرنے کے تتو کو اور میرے کرم کے تتو کو یتھارتھ رُوپ میں سمجھ لیا۔ اُسکے باطنی سنشے مٹ جاتے ہیں۔ اُسے میرا درشن پراپت ہوتا ہے وہ جنم مرن کے چکر سے چھوٹ کر مجھ بھگوان کو پراپت کر لیتا ہے۔ یہ اوتار دھارن کرنے کا پریوجن ہے۔"

گُپت بھید

(۳) مخفی راز یہ ہے کہ جبتک مالک کُل پرمیشور۔ ساکار انسانی رُوپ کو دھارن کر کے بھگتوں کے سامنے نہ آئے اُن کی پوری تسلّی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جب تک پرتیکش رُوپ میں پرگٹ ہو کر دنیا کے سامنے اسُروں اور راکھشسوں کی طاقت کو وہ پائمال نہ کرے اور انہیں عبرتناک سزا نہ دے تب تک باقی عوام کو یقینی ہدایت حاصل نہیں ہوتی اور عام پبلک پاپ کے مارگ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتی نیز اسُروں کے سامنے پرتیکش ہو کر جب تک وہ خود اُن کو مغلوب نہ کرے۔ اُن کی خودی اور نخوت کا ناش نہیں ہو سکتا۔ زعم اور تکبّر کا کہنہ زنگ اُن کے آئینہ دل سے اُتر نہیں سکتا۔"

لہٰذا بھگتوں کو پرتیکش سہائتا دینے کے لئے آسُری شکتیوں کو پرتیکش سزا دے کر اُنکے ابھمان رُوپی مہا روگ کو نشٹ کرنے کے لئے اور باقی دُنیا کو پرتیکش عبرت سکھلانے کے لئے نراکار مالک کُل دیالو پرمیشور ہر یگ میں بالخصوص انتہائی ظلمت کے وقت جیوُں پر خود دیال ہو کر ساکار رُوپ میں پرگٹ ہوتے ہیں۔ نراکار استھتی میں رہتے ہوئے ان فرائض کو ادا کرنا، پرمیشور کا قانون نہیں ہے۔ لہٰذا نراکار مالک کُل پرمیشور ہر یگ میں ساکار رُوپ کو دھارن کرتا ہے اور یہ اُس کا اٹل دیال سوبھاؤ ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اِس حقیقت کو وید بھگوان کا مندرجہ ذیل منتر واضح کرتا ہے:-

रूपं रूपं प्रति रूपो बभूवतदस्य रूपं प्रति चक्षणाय।
इन्द्रो मायाभिः पुरू रूप ईयते युक्ता ह्यस्य हरयः शतादशेति"

(یہ منتر رگ وید کا ہے اور برہد آرنیک اپنشد کے دوسرے ادھیائے پنجم براہمن انیس کھنڈ میں درج ہے)

ارتھات۔ ساکار کُل پرمیشور مایا کے انیک ناموں اور روپوں میں بلبوس ہو کر پرگٹ ہوتا ہے کیونکہ اسی ساکار روپ کے ذریعے اُسکے شدھ سروپ کا درشن پراپت ہوتا ہے۔ لہذا وہ اپنی دیویہ مایا شکتی دوارا انیک روپوں کو دھارن کرنے کے کرم کرتا ہے اور اُسکی جملہ شکتیاں ہزاروں الوکک طاقتیں اُس کے ساتھ ہمیشہ موجود رہتی ہیں۔

بھگوان کرے کہ ہمیں اُس پربھو کی پر تیکش سہاتا پراپت ہو اور ہم اُسکے سچے بھگت بن کر تن من دھن سے اُسکے احکام کی تعمیل کریں تاکہ ہمارا بیڑا بھی اودیا ساگر سے پار ہو۔ ہم بھی اپنے نج سروپ میں مکتی کو پراپت کر سکیں۔

اوم شانتی! شانتی!! شانتی!!!

اوتار فلاسفی اور ساکار بھگتی

کے متعلق اُپنشدوں کی رائے کیا ہے؟

مشرقی اور مغربی وِدوانوں کے اعتراضات کا

از قلم یوگیشوری شریمتی ہرڈیا وتی جی موہن وِدیا

مدلّل جواب

سوال:- کئی لوگ بیان کرتے ہیں کہ بُدھ دھرم سے پہلے کے لٹریچر میں ایشور کے اوتار دھارن کرنے کا ذکر نہیں ہے اُپنشدوں اور وید منتروں میں اوتار واد اور ساکار بھگتی کا ورنن موجود نہیں ہے بلکہ بُدھ دھرم سے پہلے اس دیش میں مورتی پوجا کا نشان تک نہ تھا، نہ ہی مورتیوں کے مندر بنانے کا دستور تھا۔ (ملاحظہ ہو، مسٹر نیننگ کی تاریخ ہندوستان اور مسٹر رمیش چندر دت کی تاریخ قدیم)۔"

جواب۔ میں گذشتہ مضمون میں یہ بات ثابت کر چکی ہوں کہ مہا منی پانینی (اشٹادھیائی کا مصنف) مہرشی وید ویاس، شری کرشن بھگوان اور ویدانت درشن کو جانتا ہے اور ویدانت درشن میں در اصل اپنشد کیں

کٹھ، پرشن، منڈک، مانڈوکیہ، تیتریہ، ایترے، چھاندوگیہ، برہدآرنیاک، شویتاشوتر اور کوشیتکی براہمن اُپنشدوں۔ اِن اُپنشدوں کے شرتی بچنوں کے آدھار پر برہم گیان، بھگتی، بندھن، موکش، سورگ، نرک، پنر جنم، کرم اور سنیاس وغیرہ کا نرنے کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سچائی کو تسلیم کرنے میں کسی بھی وِدوان کو تامّل نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ اُپنشدیں پراچین اور پرامانک ہیں اور وید مقدس کے حقیقی سدھانت ان میں نروپن کئے گئے ہیں۔ یہ تمام اُپنشدیں معترض لوگوں کی درشٹی میں بھی بودھ دھرم سے بہت پہلے کی ہیں۔ اگر ان میں اوتار فلاسفی اور ساکار بھگتی کا ورنن مل جائے اور وہ ورنن بھی وید منتروں کے آدھار پر ہو تو کسی ہستی کو مندرجہ بالا دعویٰ کرنے کا حق نہیں ہے۔ اور یقیناً اس کا اعتراض ردّی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ آیئے شویتاشوتر اُپنشد کے مندرجہ ذیل منتروں کو ملاحظہ کیجئے۔

यो ऽ एको ऽवर्णो बहुधा शक्ति योगाद्वर्णान नेकान निहितार्थो दधाति।
विचैति चान्ते विश्वमादौ स देवः स नो बुद्धया शुभया संयुनक्तु॥

(شویتاشوتر اُپنشد ۱/۴)

بھاوارتھ۔ جو کُل مالک بھگوان ورن رہت ہے۔ نام اور روپ سے مبّرا۔ انام اور اروپ ہے۔ پرنتو کسی گُپت پریوجن کو سامنے رکھ کر ترگناتمک مایا شکتی کے سمبندھ سے انیک ناموں اور روپوں کو، انیک قوالب کو، شریروں کو کئی طریقوں سے دھارن کرتا ہے وہی سرشٹی کے آدی میں اُتپتی وِشٹی وِشواُوپ کو پراپت ہوتا ہے۔ اور پرلے کے سمے اُس سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ وہ بھگوان آدی پُرش برہم پُرش ہمیں عقلِ سلیم سے یکت کرے تاکہ ہم اس کی شناس کر سکیں۔

(نوٹ)۔ یہ ارتھ بھکتی یوگ کی درشٹی سے کیا گیا ہے۔ دُوسرے ارتھ سے ہمکو انکار نہیں۔ پرنتو اس ارتھ کو نظر انداز کرنا غلطی ہے۔

وہ گُپت پریوجن بھگوان کرشن چندر نے گیتا کے چوتھے ادھیائے کے ابتدا میں بیان کر دیا ہے کہ ساکار رُوپ دھارن کرنے کی کیا اوشیکتا پڑتی ہے۔ دراصل بھگوت گیتا کے وہ شلوک (ادھیائے ۴/۶، ۷، ۸، ۹) اسی شرتی بچن کا بھاشیہ ہیں۔ (اب اگلا منتر ملاحظہ ہو)

तदेवाग्नि स्तादित्यस्तद्वायु स्तदु चन्द्रमाः।
तदेव शुक्रं तद ब्रह्म तदाप स्तत प्रजापतिः॥

بھاوارتھ۔ وہ کُل مالک پرمیشور، اگنی، سُورج، وایُو، چندرماں، شُکر، جل اور پرجاپتی، ان ناموں اور روپوں کو دھارن کر کے جگت میں پرکاشمان ہو رہا ہے۔ یعنی اگنی، سُورج، وایُو، چندر وغیرہ تمام نام اُسی نراکار اور ساکار پرمیشور کے واچک ہیں۔ انہی ناموں اور رُوپوں کے ذریعے وہ ساکار ہو کر براجمان ہے۔ یہ منتر یجُر میں بھی آتا ہے۔ اس منتر کا حقیقی ارتھ یہ ہے کہ اگنی، وایُو، سُورج، شُکر وغیرہ ناموں سے وید منتروں میں ساکار اور نراکار پرمیشور کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گائن کیا گیا ہے کیونکہ جس فارمولے سے یہ تمام نام ماکاب کُل نرا کار پرمیشور کے واچک ہیں، اسی فارمولے سے یہ تمام نام ساکار بھگتی کا بھی ورنن کرتے ہیں۔ (اب تیسرا منتر ملاحظہ ہو)

त्वं स्त्री त्वं पुमानसि त्वं कुमार उत वा कुमारी ।
त्वं जीर्णो दण्डेन वञ्चसि त्वं जातो भवसि विश्वतो मुखः ॥

بھاوارتھ۔ مالاکِ کُل پرمیشور! تم استری ہو۔ ارتھات استری کے ساکار روپ میں پرگٹ ہوتے ہو۔ تم پُرش ہو ارتھات پُرش کے ساکار روپ میں پرگٹ ہوتے ہو۔ تم کمار ہو۔ ارتھات بالک روپ میں پرگٹ ہوتے ہو۔ تم کماری یعنی کنواری کنیا کے روپ کو دھارن کر لیتے ہو۔ تم بڑھاپے کی اوستھا میں ڈنڈے سے سنیکت ہو کر چلتے ہو۔ ارتھات ڈنڈا ہاتھ میں لیکر چلتے ہو۔ تم جب پیدا ہوتے ہو، ساکار روپ میں پرگٹ ہوتے ہو، تو سب طرف تمہارا مکھ ہوتا ہے۔

بھاشیہ۔ یہ منتر بیان کرتا ہے کہ بھگوان نے استری روپ کو دھارن کیا ہے یعنی بھگوتی درگا بھگوتی سرتی بھگوتی مہالکشمی وغیرہ استری روپوں میں اس نے اوتار دھارن کیا ہے۔ پُرش روپ میں بھی اس کے اوتار ہوتے ہیں۔ بھگوان پرشورام، بھگوان رامچندر، بھگوان کرشن چندر وغیرہ اس کے پُرش روپ اوتار ہیں۔ وہ بالک روپ میں بھی پرگٹ ہوتا ہے۔ یہ وامن اوتار کا روپ ہے۔ کنیا روپ میں بھی اس کا اوتار ہوتا ہے۔ یہ ویشنو دیوی اوتار کا ورنن ہے۔ بڈھے منشیہ کے روپ میں بھی وہ پربھو پرگٹ ہوتا ہے۔ مگر ہر ایک اوتار سب طرف خیال رکھنے والا ہوتا ہے۔ اس کے کرم کا رُخ چاروں طرف ہوتا ہے وہ کسی کو نظر انداز نہیں کرتا بلکہ اپنے آپ میں وہ پورن ہوتا ہے۔

(نوٹ)۔ یہ منتر رگ وید منڈل دس، آٹھویں سوکت کے ستائیس ۲۷ نمبر پر آتا ہے۔ اس کا رشی کتش ہے، دیوتا ادھیاتم ہے۔ اس سے آتما کے پُنر جنم کا سدھانت اور تمام شریروں میں سمان آتما کی موجودگی کا اصول بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ لہٰذا کئی بھاشیہ کاروں نے اسے جیو آتما پر لگایا ہے۔ پرنتو شویتاشوتر اُپنشد کے مہرشی نے اسے مالاکِ کُل پرمیشور کی جانب لگایا ہے۔ کیونکہ آتما شبد جیو آتما اور پرماتما دونوں کا واچک ہے۔ ادھیاتم شبد سے پرمیشور کا بھی گرہن ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی جگت کا واحد انتر آتما ہے اُپنشد میں اس منتر سے پہلے دونوں منتروں میں پرمیشور کا ورنن ہو رہا ہے اور اگلے منتروں میں بھی پرمیشور کا ورنن کیا گیا ہے۔ بیچ میں جھٹ پٹ جیو آتما کا ذکر آجانا کچھ اسنگت جان پڑتا ہے۔ لہٰذا ہم یہ نشچے کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ شویتاشوتر اُپنشد کے مہرشی کی درشٹی میں یہ منتر کُل مالک پرمیشور کے ساکار روپوں کا ورنن کر رہا ہے۔ آتما کے متعلق پُنر جنم کا سدھانت اُسے نامنظور نہیں بلکہ اسی اُپنشد کے پانچویں ادھیائے میں جیو آتما کے سروپ اور کرم گتی کا وِستار پوروک ورنن کیا گیا ہے اور پُنر جنم کے سدھانت کو قبول کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔ کہ "یہ جیو آتما درحقیقت نہ استری ہے نہ پُرش نہ ہیجڑا (نہ مخنث) بلکہ جس جس شریر کو دھارن کرتا ہے اسی کے رنگ روپ میں پرگٹ ہو کر ظاہر ہو جاتا ہے۔" (شویتاشوتر اُپنشد ۵-۱۰)

پرنتو اس تیسرے منتر کو پرمیشور کے سروپ کے ورنن میں لصب کرنے کا یہی مطلب ہے کہ اس کی دیو درشٹی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نے اِس منتر کو پرمیشور کے ساکار رُوپ کا پرتی پادک سمجھا ہے۔)
شوتیا شوتر اُپنشد کے اِن منتروں سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ بودھ کال سے پراچین لٹریچر میں اوتار فلاسفی اور ساکار بھگتی کا ورنن پایا جاتا ہے بلکہ سوکم وید بھگوان کے کئی منتر پراچین مہرشیوں کی درشٹی میں ساکار بھگتی کا ورنن کرنے والے ہیں۔ لہٰذا مندرجہ بالا اعتراض کو اب ختم ہو جانا چاہیئے۔
حقیقت یہ ہے کہ یوروپین ودوانوں نے وید شاستروں کو پوری تیاری کے ساتھ نہیں پڑھا۔ اُن کے دِلوں اور دماغوں میں وِکاس واد کی کلپنا، یوروپ کی ڈپلومیسی اور پروپیگنڈے کے طریقے گھُسے ہوئے تھے انہوں نے نہ تو وِیاکرن پر عبور حاصل کرنے کی کوشش کی نہ ہی نروکت شاستر کو سمجھا، نہ ہی کسی ستگورو کی شرن میں رہ کر برہم وِدیا پراپت کی، نہ ہی یوگ سادھن دوارہ باطنی انوبھو پراپت کیا لہٰذا جو دِل میں آیا لکھدیا۔ اُنکے پیچھے چلنے والے اِسی ٹائپ کے لوگوں نے وید شاستر کے متعلق ہزاروں غلط فہمیاں پھیلادی ہیں۔ مگر وید شاستر کے حقیقی مطالب کِن لوگوں کی بدھی میں منکشف ہوتے ہیں۔ اِس بات کو شوتیا شوتر اُپنشد کی شرتی عیاں کرتی ہے۔

यस्य देवे परा भक्तिः यथा देवे तथा गुरौ।
तस्यैते कथिता ह्यर्थाः प्रकाशन्ते महात्मनः॥

(شوتیا شوتر اُپنشد ۲۳/۶)

جس مُنش کی مالکِ کُل پرمیشور میں پُورن شرد ھا اور بھگتی ہوتی ہے۔ ویسی شردھا اور بھگتی جیوت جاگرت ستگورو میں ہوتی ہے۔ اُسی کی بُدھی میں وید شاستروں کے حقیقی ارتھ پرکاشمان ہوتے ہیں ہمیں چاہیئے کہ وید شاستر کو یوگ درشٹی دوارا سمجھنے کی کوشش کریں اور جھٹ پٹ عُجز نہ دارانہ نتائج نکالنے کی غلطی نہ کریں بھگوان کرے کہ ہماری وِدّیا بھگتی یوگ کے ساتھ ملحق ہو۔ اور ہمارا بھگتی یوگ سنتیہ وِدّیا سے محروم نہ ہونے پائے بھگتی یوگ اور سنتیہ وِدّیا کے ملاپ سے ہی انتہ کرن میں وہ پرکاش پیدا ہوتا ہے۔ جس کے ذریعے شاستروں کے تتو کا نرنے پراپت ہوتا ہے۔ (ادم شم)

نوٹ: **گیتا گیان انک** جنوری اور فروری ۱۹۴۷ء یعنی دو ماہ کا مشترکہ پرچہ تصور کیا گیا ہے۔ ماہ فروری میں کوئی علیحدہ ماہوار پرچہ شائع نہیں ہوگا چونکہ ماہ فروری کے پرچہ کا کاغذ ہم نے اِس پرچہ میں استعمال کر لیا ہے۔ نیز وی پی وغیرہ کی رقوم ہمیں تقریباً ایک ماہ بعد وصول ہوتی ہیں اور سالنامہ کا بھی کام ہوتا ہے۔ نئے سال کے رجسٹر تیار کرنے میں بھی بہت وقت درکار ہوتا ہے۔ ان مجبوریوں کیوجہ سے ماہ فروری کا پرچہ تیار نہیں ہو سکتا۔ اِس لئے ادم کے خریداران ماہ فروری کے پرچہ کی انتظار نہ کریں۔ اگلا پرچہ بابت ماہ مارچ یکم مارچ ۱۹۴۷ء کو شائع ہوگا۔" منیجر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سولہ کلا کا والی اوتار بن کے آیا

امیر الشعرا دیوان پنڈی داس جی قمر

جے جے کرشن کنھیا سرکار بن کے آیا
وہ سر ور دو عالم سردار بن کے آیا
ویراں کا پران داتا دلدار بن کے آیا
جگ کی مصیبتوں میں غمخوار بن کے آیا
زنداں کی کوٹھڑی میں دانا بن کے آیا
سولہ کلا کا والی اوتار بن کے آیا

بنسی کی ہر صدا میں اظہار بن کے آیا
جمنا کے تٹ پہ موہن دیدار بن کے آیا
نرگن کی ہر ادا میں انکار بن کے آیا
سہگن میں نور جلوہ اقرار بن کے آیا
چرنوں میں کل زمانہ سرشار بن کے آیا
سولہ کلا کا والی اوتار بن کے آیا

بسدیو دیوکی کے بختوں نے یاوری کی
صورت ہوئی نمایاں بھادوں میں ہر ہری کی
تعریف کیا کروں میں جمنا کی خوشتری کی
گیتا میں دیکھتا ہوں شوکت سخن وری کی
پھر بخت نندجی کا بیدار بن کے آیا
سولہ کلا کا والی اوتار بن کے آیا

ماتا تری جسودا جان و جگر سے صدقے
جب گوپیوں نے دیکھا سو سو نظر سے صدقے
برندا کا بن ہے ہر دم شاخ و شجر سے صدقے
گوکل کی سرزمیں ہے دیوار و در سے صدقے
بے آسروں کا جگ میں آدھار بن کے آیا
سولہ کلا کا والی اوتار بن کے آیا

گوالوں کا ہے کنھیا کرپالتا کا ساگر
بلدیوجی کا بھیا دونوں جہاں کا ایشور
ہے ناگ کا نتھیا بھگتوں کا شیام سندر
وہ بالنسری بجیا جگدیش ایش گردھر
سرچشم پریم کا تھا۔ اور پیار بن کے آیا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سولہ کلا کا والی اوتار بن کے آیا

ابلا کی زاریوں پر وہ چیر بن گیا ہے　　ارجن کا گیان داتا تقریر بن گیا ہے

دلداری سدآماں جاگیر بن گیا ہے　　گھر گھر میں بہر سجدہ تصویر بن گیا ہے

دشٹوں کا نشٹ کرنے تلوار بن کے آیا

سولہ کلا کا والی اوتار بن کے آیا

فہم بشر میں لیکن کیوں بیشمار آئے　　دریا نظر میں کیسے وہ بے کنار آئے

ممکن نہیں سمجھ میں کچھ وار پار آئے　　فرقت میں تیری گردھر کیونکر قرار پائے

کی یاد جب قمر نے غمخوار بن کے آیا

سولہ کلا کا والی اوتار بن کے آیا

مجھے منظور نہیں

از قلم شری پیارے کرشن جی بی اے ایس سی بی ٹی ہیڈ ماسٹر ریٹائرڈ

شیام دل میں نہ بسے یہ مجھے منظور نہیں　　نین بن نیر رہیں یہ مجھے منظور نہیں

گھر نہ ہو زر بھی نہ ہو دھرم نہ ہو نیم نہ ہو　　اک تیرا پریم نہ ہو یہ مجھے منظور نہیں

کچھ نہ دیکھوں میں جہاں میں نہ چکھوں کوئی سواد　　تیرا درشن نہ ملے یہ مجھے منظور نہیں

بھوک سے پیاس سے جان تڑپے بھلے ہی جائے　　پر تیری یاد نہ ہو یہ مجھے منظور نہیں

کرشن تیرا مجھے منظور ہے سب کچھ لیکن

پل بھی تجھ سے ہوں جدا یہ مجھے منظور نہیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کرشن مہما

شری ہرچند خوشدل ایم اے آریہ ہائر سکنڈری سکول لدھیانہ

۱۔ گیتا کے ساتویں۔ آٹھویں شلوک۔ ادھیائے ۴ میں بھگوان کرشن نے کورو کھشیتر میں ارجن سے کہا۔ "جب دھرم کا ناش ہونے لگتا ہے۔ پاپ بڑھنے لگتا ہے۔ تب دشٹوں کے ناش اور بھگتوں کی رکھشا کے لئے میں قلب خاکی میں جلوہ گر ہوتا ہوں۔" چنانچہ دواپر یگ میں کنس کے مظالم سے دنیا کو نجات دلانے کے لئے دیوکی اور وسودیو کے ہاں جیل خانے میں کرشن کا جنم ہوا۔

سناتن دھرمیوں کی نگاہ میں وہ سولہ کلا سمپورن اوتار ہیں اور دوسرے فرقوں کی نظر میں وہ ایک مہاپرش تھے۔ ایک بات پر سب متفق ہیں کہ اُن کا جیون ایک آدرش جیون تھا۔ تو آؤ۔ آج بھگوان کے اُن گنوں کا دھیان کریں جن پر چلکر ہمارا بھی کلیان ہو سکتا ہے۔

حوصلہ اور بہادری کنس نے کرشن کو بچپن میں ہی ختم کرنے کیلئے کئی قسم کے راکھشش جادوگر بھوت آدی بھیجے لیکن کرشن نے سب کو مار مکایا۔ کنس نے سب حمائیتوں کو سر زد بار بار گرایا۔ خود کنس کو بھی ملک عدم کو روانہ کر دیا۔ اوکھلی سے باندھے گئے تو نہ صرف اوکھلی سے چھوٹ گئے بلکہ وہ درخت بھی گرا دیا جس سے بندھے ہوئے تھے۔

حق پرست کنس کی موت کے بعد جیل میں جا کر ماتا پتا کو قید سے رہا کیا اور نانا اگرسین کو آزاد کر کے متھرا کا تخت اُنکے حوالہ کیا۔

سیاستداں۔ یدھشٹر کے راجسو یگیہ سے پہلے جراسندھ کا مارا جانا لازمی تھا نہیں تو وہ یدھشٹر کے یگیہ میں دھن ڈالتا۔ اس کے مارے جانے سے یدھشٹر کا راستہ صاف ہو گیا۔ کرشن نے دریودھن کو سمجھایا کہ صرف پانچ گاؤں دیکر ہی پانڈوؤں سے صلح کر لو۔ مگر مورکھ دریودھن نہیں مانا۔ جان اور دولت دونوں نے بیٹھیا دریودھن اور ارجن دونوں کرشن سے امداد کے طلبگار ہوئے تو کرشن جی نے کہا ایک طرف میرا خزانہ اور فوج دوسری طرف اکیلا میں اور وہ بھی اس شرط پر کہ یدھ میں ہتھیار نہیں اُٹھاؤں گا۔" کرشن نے انتخاب کا حق ارجن کو دیا۔ ارجن نے صرف کرشن کو اُنکے خزانے اور فوج پر ترجیح دی۔ اور اتہاس نے بتلایا کہ ارجن کا انتخاب بالکل صحیح تھا۔ اگر مہابھارت میں کرشن پانڈوؤں کی مددپر نہ ہوتے تو پانڈوؤں کی جیت ناممکن ہو جاتی۔

کرن سورج سے کنڈل۔ کوچ اور تیر اس وردان کے ساتھ لے آیا کہ جب تک یہ تینوں اُس کے پاس رہینگے اُسے کوئی نہ ہرا سکیگا۔ کرشن نے کنڈل تو کرن سے دان میں لے لئے اور جو تیر کرن نے ارجن پر چلانا تھا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وہ اُسے گھٹنو تکیخ پر چلانا پڑے گا ۔ اس طرح کرشن کی نیتی نے ارجن کو مہلک وار سے بچا لیا ۔
بھیشم نے عورت پر ہاتھ نہ اُٹھانے کی قسم کھائی تھی ۔ کرشن نے عورت نما مرد شکھنڈی کو بھیشم کے سامنے کھڑا کر دیا ۔ بھیشم نے ہتھیار پھینک دیئے اور ارجن نے شکھنڈی کے پیچھے کھڑے ہو کر بھیشم پر تیر چلا کر اسے بھی مار گرایا ۔ اسی پرکار یدھشٹر سے آدھا جھوٹ (اشو تھاما مارا گیا) کہلوا کر درون آچاریہ سے ہتھیار ڈلوا کر دروپد کے بیٹے کے ہاتھوں درون کو مروا دیا ۔ جب دشمن کے تیز ارجن کے سر کا نشانہ باندھ کر آتے تو ارجن کے دھیان کرشن جھٹ پٹ رتھ اتنا نیچا کر لیتے کہ دشمن کا تیر ارجن کے سر کے اوپر سے گذر جاتا ۔
یدھشٹر کے اشومیدھ یگیہ میں کرشن اور ارجن کو قدم قدم پر مخالف راجاؤں سے لوہا لینا پڑا لیکن کرشن نے اپنی شکتی اور چترائی سے اُن سب کو یدھشٹر کا حمایتی بنا لیا ۔
کرن کے تیروں سے زخمی ہو کر یدھشٹر بھاگ آیا ۔ اس نے ارجن کے گانڈیو دھنش کو دھکار کر ارجن کا اپمان کیا ۔ ارجن نے گانڈیو کی نندا کرنے والے کو جان سے مار ڈالنے کی قسم کھا رکھی تھی اب وہ یدھشٹر کو قتل کرنے چلا تو کرشن نے یدھشٹر کی جان یہ کہہ کر بچائی کہ چھوٹے بھائی کے ہاتھوں بڑے بھائی کا اپمان بڑے کی موت کے برابر ہوتا ہے ۔
۳ ۔ شوریہ است سے پہلے جیدرتھ کو مارنے کی ارجن کی پرتگیا کرشن کی مدد سے پوری ہوئی ۔ کرن کو یہ بتلا کر کہ وہ پانڈوؤں کا سب سے بڑا بھائی ہے ۔ اُسے دریودھن سے الگ کرنے کی کوشش کی ۔ دھرت راشٹر کے سامنے بھیم کا لوہے کا بُت کھڑا کر کے بھیم کو موت سے بچا لیا ۔ کوئی کہاں تک لکھے ساری مہابھارت میں کرشن ہی کرشن کا رنگ چھایا ہے ۔ "
یوگیراج ۔ سات سو شلوکوں کی اٹھارہ ادھیائے کی گیتا میں کرشن کا ارجن کے تئیں وہ اُپدیش امرت ہے جسکی مثال دُنیا بھر میں نہیں ملتی ۔ گیان کا بھنڈار ۔ ویدوں اور شاستروں کا سار ۔ آتما ۔ پرماتما ۔ شریر ۔ کرتویہ ادھیکار ۔ سانکھیہ ۔ اور یوگ ۔ بے قرار دِل کا قرار ۔ گیارھویں ادھیائے میں ارجن کو جو وراٹ سروپ دکھایا گیا ہے اسکی شان بے نظیر ہے ۔ لوکمانیہ نے گیتا رہسیہ اور ونوبا جی نے گیتا پروچن لکھا ۔ گاندھی نے کہا " گیتا میری ماں ہے " ۔
بھگت وتسل ۔ پیار کے بھوکے " ۔ دریودھن کے چھتیس پرکار کے بھوجن چھوڑ کر بدر کے گھر کیلے کے چھلکے کھائے ۔ سداما کے گھر کے تندل مانگ کر کھائے ۔ یدھشٹر کے یگیہ میں سادھو براہمنوں کی سیوا میں جُٹے رہے ۔ گوپال نام دھرایا ۔ بنسی دھر کہلائے ۔ صلح کے پیامبر بن کر جب کورو سبھا میں جانے لگے تو دروپدی نے اپنے کھلے کیش دکھا کر کہا تھا " ہے کرشن کورو سبھا جب کرو سندھی اُپدیش ۔ بھول نہ جائیو تب کہیں دشٹ دلت یہ کیس " ۔
گورو بھگتی ۔ ساندیپن گورو کے یہاں رہ کر ہر روز شام کو جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتے تھے ۔ "

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وفادار دوست۔ سُدآما جس نے سانداپن کے ہاں رہ کر ایک شام کرشن جی سے چوری چوری چنے کھائے تھے اور کرشن کے پوچھنے پر یہ کہا تھا۔ سردی سے دانت بج رہے ہیں) جب کرشن کے ہاں آئے تو کرشن نے دوڑ کر گلے لگایا۔ چرن دھوئے اور خوب خاطر تواضع کی اور سداما کے مانگے بغیر ہی اُن کے واپس جانے سے پہلے ہی اُنکی غیر حاضری میں اُنکی جھونپڑی گروا کر وہاں محل کھڑا کرا دیا جس میں نوکر چاکر داس۔ داسیاں اور ہر قسم کا سامان عشرت میسّر تھا۔ پانڈوؤں کا رتھبان بننا قبول کیا اور قدم قدم پر حق دوستی ادا کرتے رہے۔ سُکھ۔ دُکھ میں ساتھ دیا۔

سوشلزم کے پجاری گیتا کے تیرھویں ادھیائے شلوک تین ۳ میں فرمایا " وہ لوگ مہا پاپی ہیں جو صرف اپنا ہی پیٹ بھرتے ہیں (اور اپنے کسی غریب اڑوسی پڑوسی یا ساتھی کی پرواہ تک نہیں کرتے۔" زور پاری کا جیر بڑھانا۔ بدر کے گھر کیلے کے چھلکے کھا لینا۔ سداما کے تندل کھانا۔ یگیہ میں سادھو سنتوں کی سیوا۔ ارجن کا رتھ ہانکنا۔ مظلوموں کو کنس کے ظلم سے بچانا۔ گوئیں چرانا۔ یہ سب سوشلزم کے ثبوت ہیں۔

آؤ بھگوان کرشن کے نقش قدم پر چل کر اپنے جیون کو سپھل بنائیں۔ "

شری کرشن سے فریاد

(از قلم شری سوامی پری پورنا نند جی کیلاش آشرم رشی کیش)

کرشن! ہے فریاد میری یہ ترے دربار میں
ہر طرف ہو دید تیری دُنیا کے بازار میں
جُز ترے ہرگز نہ دیکھے آنکھ میری اے پربھو
شہر میں بستی میں ہر جا وادیٔ تاتار میں
چاند میں سورج میں روشن عرش میں زیر زمیں
ہو عیاں صورت تری خویش میں اغیار میں
دل میں تیری موہنی مورت بسے ہر حال میں
عیش میں آرام میں رنج اور آزار میں
لطف روحانی سے ہو لبریز میری زندگی
روشنی تیری عیاں ہو ہر مرے کردار میں
جسم میرا ہو مبدّل نام تیرے میں پربھو
گونجے تیرا نام ہر دم ہر رگ و ہر تار میں
جائے مسکن ہو وہے تیرا دل میرا اے سانوَلے
خود تو ظاہر ہو مری ہر چال میں گفتار میں
اے میرے معبود ہو وے سب میرا تجھ میں ختم
جاں میری یک جاں ہو تیری ذات پائدار میں
مجھکو تیرا تجھکو میرا رو برو دیدار ہو
مست روز و شب رہوں پورنؔ ترے دیدار میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پنجابی پرارتھنا ہیں

بھُل چُک بخشدیو مہاراج۔ بھُل چُک بخشدیو

(از شریمان لالہ جگن ناتھ جی کھنہ بی اے بی ٹی)

پاپی ادھم ہیں پاپ کماواں
ماراں ٹکراں تے منہہ دیاں کھاواں
دھرم دے پتھ تے کدی نہ آواں
تسیں ہو بخشن ہار ....

سارا جیون ویرتھ گنوایا
انت دا ویلا نیڑے آیا
لعل نوں مٹی وچ رُلایا
بخشو ہُن کرتار ....

پراتہ کال توں سائینکال تک
پھڈے رُوندے ڈھیندے تھک تھک
دُنیا دی ہے بک بک جھک جھک
پھسے آں وچ سنسار ....

رات اُنھیری تے گھن گھیری
ڈگمگ ڈولے نیا میری
سُجھدا کجھ نہیں چار چو فیری
سُوجھنٹ وار نہ پار ....

ڈاہڈھی اوکھی گھڑی ایہہ آئی
ہووے کون ہُن میرا سہائی
نام ترے دی دیاں دوہائی
بن تیرے کرتار ....

ہتھوں آکے آپ چھڑا جا
بیڑا میرا پار لگا جا
میرے سب دُکھ درد مٹا جا
سُن لے مری پکار ....

بھُل چُک بخشدیو. مہاراج بھُل چُک بخشدیو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سرشٹی رچنا

(از قلم شری سوامی شاشوت آنند جی مہاراج)

عام طور پر یہ سوال ہر منشیہ کے ہردیہ میں اٹھا کرتا ہے۔ کہ یہ سنسار کیوں بنایا گیا؟ جگت کیوں رچا گیا؟ یعنی سرشٹی کا کارن کیا ہے؟ اور یہ سنسار کب بنا؟"

اس سوال پر مختلف مذاہب اور مختلف اصحاب کی مختلف رائیں ہیں۔ مگر انہیں بحث کرنے پر کسی کے ہاتھوں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کوئی اسکو رضائے الٰہی (خدا کی مرضی) کہتا ہے۔ تو کوئی اسکو پرمانوؤں کے اپنے آپ مل جانے کا انجام کہتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ مگر ذرا غور سے سوچا جائے تو نہ تو غنی (آپت کام۔ آتم رام۔ پورن کام۔ پرم نشکام) پرماتما یا خدا میں اچھا یا مرضی ہی کہی جا سکتی ہے۔ اور نہ جڑ پرمانوؤں کا اپنے آپ بنا کسی چیتن شکتی کے مل جانا ہی ممکن ہے۔ اگر جڑ پرمانو اپنے آپ مل سکیں۔ تو اس قسم کا نظام اور مکمل انتظام ممکن نہیں۔ اور نہ ہی اُن میں حرکت کا امکان ہے۔ پھر پرمانو جب ملیں گے تو کیسے؟ کہنے والا کہے گا کہ ایک سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا اور اسی طرح باقی بھی مگر پرمانو تو اُس چھوٹے سے چھوٹے ذرے کا نام ہے۔ جو پھر تقسیم نہ ہو سکے نہیں تو وہ پرمانو ہی کیسا؟ اور اگر اُس کے دو طرف نہ مانے تو ایک طرف سے ایک پرمانو اور دوسری طرف سے دوسرے پرمانو کا آکر جڑنا ممکن نہیں اور اس طرح دو طرفوں والا ہونے سے یہ پرمانو ہی نہیں ٹھہرتا۔ اور پرمانو واد میں ایشور پرماتما بھی ایک محدود اور اچیتن وستو ہو جائے گی۔ جو کہ وناشی ٹھہرے گی۔ اور اگر جگت رچنا کو خدا کی مرضی کہیں تو وہ بھی ہماری طرح خواہشات سے پُر ایک خاص شخص ہی کہا جائیگا۔ دوسرے اس پر راگ دویش اور پکش پات اور انیائے کا اروپ ہوگا۔ کیونکہ کسی کو تو اُس نے برہما آدی بنا کر برہم لوک میں پرم سکھی پیدا کیا۔ کسی کو دیو لوک۔ مرتیہ لوک۔ نرک لوک آدی میں ڈالا۔ کسی کو اندر۔ ورن۔ یم آدی بنایا۔ کسی کو دانا۔ نادان۔ صحتمند۔ اندھا۔ کانا۔ بہرا۔ لولا لنگڑا۔ کسی کو دھنی۔ کسی کو غریب۔ کسی کو راجہ۔ کسی کو رنک بنا ڈالا۔ کسی کو پنیہ آتما اور کسی کو مہا پاپی۔ کسی کو نرک کا دکھ بھوگتا بنایا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ کسی کو گائے۔ کسی کو گھوڑا۔ گدھا۔ کیٹ پتنگ۔ سانپ پکشی آدی بنایا۔ ایسا انیائے کاری تو پرماتما کہلانے کا مستحق ہی نہ ہوگا۔

اگر کہیں کہ یہ سب کرموں کے آدھین ہے تو پھر ایشور پرماتما ماننے کی ضرورت ہی کیا ٹھہری؟ اور یہ کرم ہی اُس نے کیوں رچے۔ جس سے اتنے جیووں کو دکھ سکھ بھوگنا پڑے؟

اس سے تو بہتر تھا کہ وہ سرشٹی کو ہی نہ رچتا۔ یا کم از کم پرلے میں ہی سب کو اسی طرح اپنے میں ملے رہنے دیتا جیسے سمندر میں تمام ندیوں کا جل ملا رہتا ہے اور وہ سمندر روپ ہو کر رہتے ہیں۔ اس طرح سرشٹی نہ رچکر نہ اسکو حفاظت ہی کرنی پڑتی نہ جیووں کے شبھ اشبھ کرموں کی پڑتال کرنی پڑتی اور نہ اُنکی سزا جزا ہی دینے میں پروِرت رہنا پڑتا۔ اور اتنی بڑی پرورتی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے بچکر عین شانتی میں رہتا۔ ایسے پرشنوں کے فیصلہ کے مطابق تو پرماتم دیو کو سرشٹی رچانے کی بھی فرصت نہیں اور پھر اس کو اسنگ اور اکرتا کہنا تو بالکل ناواقفی ہوگی۔ سنسار کا کارن اگر کرم ہی مان لیں تو بغیر چیتن کے کیسے وہ پھل دے سکیں گے۔ کیا آج کوئی ایم اے یا بی اے یا کوئی اور ڈگری یافتہ پتھر کے پاس جا کر اپنی ودیا روپ کرم کا پھل اپنے آپ حاصل کر سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو جاتے تو بیکاری کا شور اور بیکاری کی خودکشی کی بھرمار کیوں کیوں نہیں اپنے آپ ان کا کرم۔ ان کو دھن۔ سُکھ۔ شانتی بخش دنیا۔ ماننا پڑتا ہے کہ کسی چیتن پرش راجہ۔ دھنی یا ودیا اودک کے خواہشمند سے ہی وہ دھن آدمی لے کر اپنا نرواہ کر سکتا ہے۔ اور سُکھ پا سکتا ہے۔

اگر کہیں کہ پرماتما تو سرشٹی کے جیووں کو کرم اس لئے دیتا ہے کہ انکو سُکھ ملے۔ جیسے پرجا کا ہتکاری راجہ کسی قحط زدہ دُکھی پرجا کے لوگوں کو کہیں سڑک کہیں کوئی محل یا قلعہ وغیرہ عمارت بنانے یا نہر وغیرہ کی کھدائی میں لگا کر اُن کو دھن کے دوارا سُکھی کرتا ہے اور اس کا اپنا کام بھی ہو جاتا ہے مگر یہاں تو پرماتم دیو ایسا تو تب کریں جب اُن کا کوئی کام ادھیرا ہو یا کرنا باقی ہو یعنی اُسکو کچھ غرض ہو۔ مگر ایسا پرماتما تو آپت کام اور نشکام نہیں ہوگا۔ غنی نہیں ہوگا۔ سکام اور محتاج ہوگا۔ حاجت مند ہوگا۔ حاجت روا نہیں ہوگا۔

اور یہ جو سوال کہ پرماتما سرشٹی ہی نہ رچتے۔ یہ بھی ایسی بات ہے کہ جس طرح اُسنے کوئی نئی سرشٹی کبھی رچی ہے۔ دوسرے لفظوں میں جیسے سونے سے پہلے جاگنا اور جاگنے سے پہلے سونا ہے۔ درخت کے پہلے بیج اور بیج کے پہلے درخت ہے۔ دن سے پہلے رات اور رات سے پہلے دن ہے۔ اسی طرح سرشٹی کے پہلے پرلے اور پرلے کے پہلے سرشٹی ہے۔ یہ سلسلہ اناوی ہے۔ اسلئے پہلے سرشٹی نہ رچنے کا سوال ہی بے جا ہے۔

اب پھر یہ سوچنا پڑتا ہے۔ کہ وہ کیا وجہ یا خاص سبب ہے جس کے لئے پرماتما نے یہ سرشٹی رچنا اناوی کا چکر چلا رکھا ہے جس وجہ کے معلوم ہو جانے سے پرماتما پرم نشکام اور آپت کام آتما رام بھی بنے رہیں۔ پرمانو آدک کے بنا سرشٹی رچنے میں سرب شکتیمان بھی ہوں سربتر پورن اور نیائے کاری۔ نرپکش اور پرم ہتکاری بھی ہوں۔ سروگیہ اور چیتن بھی ٹھہریں اسنگ اور اکرتا پنا بھی اُن کا بنا رہے۔

تو آخر یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ جگت رچنا۔ استھتی اور پرلے ان کی لیلا کھیل یا ونود ہے۔"
جو ان ہونی ہونی بھی اسکی اچھن مگر کلپت شکتی مایا کے کارن جیووں (جو کہ اس کا ہی انہا سروپ ہیں) کے کلیان کے لئے رچا گیا ہے۔

جیسے کہ سوپن درشٹا کی نِدرا اس سے باہر کی کوئی وستو نہیں۔ اس کے ہی نرایا ہک شدھ سروپ کے آشرے پرتیتی ماتر ایک اوستھا وشیش (حالت خاص) ہے۔ اس کے اندر انیک پرکار کے اُن ہوتے جیرج۔ انڈج۔ سویدج۔ اور اُدبھج آدک انیک جیو اور پربت ندی نالے آدی جڑ پدارتھ بھی ایک خیال ماتر سے ہی رچے کی تیائیں پرتیت ہو جاتے ہیں۔ اور وہاں ہی سرشٹی استھتی پرلے آدک ہوتی ہیں سوپن جگت کا ہونا سرشٹی۔ جاگنے سے پہلے تمام استھتی اور جاگنے پر یا سوشپتی میں چلے جانے پر پرلے ہوتی ہے۔ کرم آدک مفروضہ ہو کر انکے انوسار جیووں کے جنم مرن بوہار وچار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آنندی ہوتے ہیں۔ ایشور ان سب کو اتی انت دیالو ہوکر اس لئے رہتا ہے۔ کہ برے کرموں سے پرکرتی دوارا
(جوکہ اُن کے سوبھاوک چیتن سروپ مقناطیس سے لوہے کی طرح یا رسی سے سانپ کی طرح ستایا کرا اور چیتن
سی ہوکر کام کرنے میں سمرتھ ہو رہی ہے) سزا آدک بھوگ کر اُن برے کرموں سے بچ کر شبھ نشکام کرم کرکے اننیہ
بھگتی دوارا اپنے ادھشٹان سروپ برہم کو جاننے کے لئے ست گورو کی شرن میں جاکر تتھا وکیہ شرون منن اور پھر اس کے
ندھیاسن میں نت پرد محو) ہوکر پرم برہم سروپ میں ہی کیولیہ سروپ سے ستھت ہوں۔ اور پھر جنم مرن آدک کرم چکر سے سدا
کے لئے مکت ہو جاویں۔ اگر پرم دیالو بھگوان اس پرکار کی اپار دیا نہ کریں تو اُن کے دکھوں کا کبھی بھی خاتمہ نہ ہو۔ اگر کہیں کہ
پرلے میں ہی اپنے میں لے رہنے دیں تو اس میں یہ وچار نا ہے کہ جس طرح سوئے ہوئے بالک کو میٹھی نیند سے جگا کر کبھی کبھی
خاص پھل آدک دینے کے لئے ماتا بچے کو جگا کر اُسے پھل دیتی ہے کیونکہ اُس نیند میں تو آورن اور جہل کے اندر
مرپانی جلوہ میں یہ جیو گیا ہوتا ہے۔ اُس کو موکش روپ پرم آنند روپ پھل دینے کے لئے اور عرفانی جلوہ
(اپروکش سا کشا تکار) کے لئے اُس کو پرکرتی سے جگا کر سرشٹی میں سادھن پراپت کر کے پرم آنند پراپت کرنے
لئے ایشور پرورت کرتے ہیں۔ اور کھوٹے کرموں والے جیووں کو نیائے کے انوسار اُن کو آگے کے لئے سادھن
کرنے کے لئے پرم دیاوش پرمیشور پرماتما کرم پھل روپ دکھ بھوگ دیکر آگے کے لئے محتاط کر کے نیک راہ
پر چلا کر اخیر میں موکش پراپت کراتا ہے۔ اور کبھی اتی انت دیا سے اُن کو اگر پرلے میں لے جاتا ہے تو اسی طرح
کہ جیسے معمولی علاج سے کسی کا زخم اگر درست نہ ہو تو اس کا وہ ناقص پھوڑا یا زخم زیر اپریشن کاٹ دیا جاتا ہے۔
اسی لئے پرلے بھی ہوتی ہے۔ ایسی تمام سوپن لیلا کے کرتے ہوئے بھی سوپن کا آدھار سچ مچ بالکل اکرتا ابھوگتا اور اسنگ
ہی رہتا ہے۔ اور اس سے جگت کا ہونا بھی بن سکتا ہے۔ اور اس کے ادویت سروپ میں بھی فرق نہیں پڑتا۔ ایسے
سروپ میں اصلی تت کے جان لینے پر کیوں اور کب کا سوال خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ ایک ادویت تو مایا اور دیا آدک رہت
سدا تھا۔ اب بھی ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ اور وہ میں ہی خود ہوں۔ اور یہی اپروکش گیان ہو جانا ہی مکتی ہے۔ کہا بھی ہے۔

माया मात्र मिदं द्वैतं अद्वैत परमार्थत:

(یہ ادویت مایا ماتر ہے اصل میں ادویت ہی ہے۔

एक मेवाद्वितीयं ब्रह्म तत्त्वमसि ॥

ایک ادوتیہ برہم ہے۔ اور تو وہی ہے۔

अहं ब्रह्मास्मि میں برہم سروپ ہوں۔

नेह नानास्ति किञ्चन। یہاں انیکتا کچھ نہیں۔

ضروری نوٹ:۔

ہم نے ماہ دسمبر 1923 میں جن خریداروں کا پیکٹ جس کا وزن دو سو گرام سے کم تھا بذریعہ بیرنگ ڈاک اپنے خریداروں کو بھیجا تھا
جس پر صرف تین پیسے ڈاک محصول کو وصول کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن چند نا اہل پوسٹ مینوں نے ایک روپیہ سے بھی زائد چارج کیا
ہم ان کے خریداروں سے نوید کرتے کہ آئندہ وہ پیکٹ کا وزن کرا کے جائز رقم ادا کیا کریں۔ منیجر آدم دہلی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اوم

اپنا سروپ

از لالہ شنی پرشوتم داس جی منڈن کیتھل

میرا سدت چیت آنند سروپ کوئی کوئی جانے رے — میں ہوں برہم سروپ کوئی کوئی جانے رے
دویت بچن کا میں ہوں نشٹہ من بانی کا میں ہوں درشٹا — الکھ بھوشن شدھ انوپ کوئی کوئی جانے رے
پنچ بھوت سے میں ہوں نیارا تین گنوں سے بھی ہوں نیارا — میں ہوں ساکشی بھوت کوئی کوئی جانے رے
جنم مرن میرے دھرم نہیں ہیں۔ پاپ پنیہ میرے کرم نہیں ہیں — آج نرلیپ انوپ کوئی کوئی جانے رے
سورج چندر میں تیج ہے میرا۔ اگنی میں بھی اوج ہے میرا — میں ہوں شدھ سروپ کوئی کوئی جانے رے
تین لوک کا میں ہوں سوامی گھٹ گھٹ پورن انترجامی — جوں مالا میں سوت کوئی کوئی جانے رے
پرشوتم نج روپ پچھانو جیو برہم میں بھید نہ مانو — میں ہوں برہم سروپ کوئی کوئی جانے رے

مخزنِ اسرار

چار شلوکی بھاگوت شریمد بھاگوت ۲-۹ شلوک ۳۱ تا ۳۶

منظوم ترجمہ۔ از قلم پنڈت نریندر ناتھ جی شرما نریندر ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس

بھروسے بھوانی وشنکر کے اب — شرح بھاگوت کی کروں میں کچھ اب
جو برہما کو اپدیش بھگوان کا — ہے مخزن یہی گیان وگیان کا

تذبذب سے برہما جو موہ میں ہوئے — رجوع جانب صاحب کل ہوئے
یہ کی عرض وابستہ کر آتما — مجھے گیان دیجے۔ اے پرماتما

یہ فرمایا برہما سے بھگوان نے — سنو گیان وگیان کو دھیان سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کروں گا مفصل میں اس کا بیاں کہ کس طور سے ہوں ظہور و نہاں
یہ اسرارِ مخفی بیاں میں کروں سبھی اس کے پہلو میں واضح کروں
ستا اسچدانند بزلیپ کا نراکار نرگن و ادویت کا
جو ہست اور حقیقت و پربھاو ہے اُنہی کا علم گیان کا بھاو ہے
سگن اور ساکار کے روپ کی جو لیلا سدا درجہاں ہو رہی
اُسے جان لینا ہی گیان ہے ہے خوش بخت جسکا ادھر دھیان ہے۔ ۳۰

میں جتنا ہوں جیسا ہوں جس روپ کا میرے کرم کے راز اور روپ کا
کرپا سے میری گیان واضح ہو سب یہ وردان تم کو میں دیتا ہوں۔ اب۔ ۳۱

ظہورِ جہاں جب ہوا تھا کبھی تھا میں قبل اس سے بھی فی الواقعی
رہیگا نہ کچھ بھی جہاں میں ذرا میری ہست باقی رہے گی سدا
بقا بس کسی کو نہ جز میرے ہے ہیں اجسام جتنے فنا سب کی ہے
یقیں رکھ یہ دورِ شہودِ جہاں میں ہر شے میں موجود ہوں۔ پر نہاں
اُٹھی موج تو شکل کا ہے ظہور جو تحلیل ہو بحر ہے بالضرور
یونہی برہم کی موج ہے یہ جہاں جو تحلیل ہو برہم ہے حجاب کہاں ۳۲

میری مایا سے ہوں شہود و نہاں اب اسکا بھی سن لے ذرا تو بیاں
حقیقت میں موجود ہو نہ کبھی نظر آئے ایسی کہ ہے واقعی
ہو موجود لیکن نہ آئے نظر دوگانہ میری مایا جان اے پسر
ہو بیمار گر آنکھ یرقان سے نہ ہو زرد جو زرد ہی مان لے
قیام اس نمودِ جہاں کا نہیں ہے اک خواب کچھ بھی حقیقت نہیں
اسے پائدار اور سچ مان لے یہ مایا ہے میری پسر جان لے۔
ہے ایشور ہر اک شے کی تہ میں نہاں مقابل نظر کے و لیکن کہاں
اسے بھی تو مایا کا پردہ ہی جان فریب مسلسل ہے۔ سچی نہ مان۔ ۳۳

جو پانچوں عناصر ہیں سُن اے پسر
ہیں موجود ہر جسم میں سربسر
مگر قید میں جسم کی وہ کہاں
فنا جسم کی ہوگی۔ اُنکی کہاں
یہ ہر جسم ایشور گو موجود ہے
مگر جسم سے وہ نہ محدود ہے
فنا جسم کی ہو وہ ہے لافنا
وہ جیسا ہے ویسا ہی رہتا بقا ۳۴

تلاش حقیقت ہو جس کو پسر
میری جستجو جس کو ہو سربسر
طریقِ نفی اور مثبت سے بھی
ہر اک جا پہ ہر ذرّہ میں واقعی
بچشمِ بصیرت مجھے جان لے
بجز میرے سب کی فنا مان لے
یہ ہر شئے وہ اچھی ہو۔ خواہ ہو بُری
ہو وہ خوشنما یا بھیانک بڑی
ہیں ایشور سبھی میں مساوی نہاں
وہ کامل ہیں جزو اُنکے ہوویں کہاں
بیاں کر دیا یہ طریقِ ثبات
طریقِ نفی کے بھی سُن لے نکات
وہ نرگُن نراکار نرلیپ ہے
سدا ایک رس نہ کم و بیش ہے
یہ مایا ہے۔ عملِ نمود و فنا
پرم برہم کا اس سے کیا واسطا
ہوا یہ طریقِ نفی کا بیاں
تو خود برہم ہے۔ تجھ میں مایا کہاں
مجھے جاننے کے طریقے ہیں دو
یکے منفی دیگر ہے مثبت کا جو
بہر دو طریقہ یہی ٹھان لے
بجز برہم کچھ بھی نہیں مان لے ۳۵

بغائر مطالعہ ہو اور مشق سے
میرے دھیان میں عقل قائم کرے
کبھی بھی کہیں بھی کسی حال میں
پھنسیگا نہ تو موہ کے جال میں ۳۶

شوا شو نریندر کے ماتا پتا
کریں شیشۂ دل کو اسکے صفا

اختر نریندر ناتھ شرما نریندر سنگرور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

برہم بھاونا

(از شری سنت نارائن سنگھ جی)

بھگوان نے (گیتا ۱۰/۲۰) فرمایا ہے۔ کہ ہے ارجن میں اس سموہ پرپنچ کا آد۔ مدھ اور انت ہوں اور میں سب پرانیوں کے ہردے میں آتم روپ سے استھت ہوں۔ جب پرہلاد کو آتم گیان ہوا تو دل اس کا آتم رس میں مگن ہو گیا اور پکارنے لگا کہ "جلے ہری۔ تھلے ہری۔ گرے ہری۔ گچھے ہری" "یہ سمندر ہری ہے۔ زمین ہری ہے۔ پہاڑ ہری ہے، گر کندرا کا پول ہری ہے۔ چاند ہری ہے۔ سوریہ ہری ہے۔ اس لوک میں جو کچھ نظر آتا ہے ہری ہے۔ پرلوک میں جو کچھ ہے ہری ہے۔ "زمیں تو ہے زماں تو ہے مکیں تو ہے مکاں تو ہے۔" دیش ہری ہے کال ہری ہے۔ ویکت جسم ہری اَویکت آتما ہری ہے۔ اسی طرح جب دیوگرو برہسپتی کے پرپنچ کو سمیر پربت پر ابھیاس کے بل آتم تتو میں وشرام ہوا۔ تو انتہ کرن اس کا سمیک گیان روپی امرت سے بھر گیا تب برہم بھاو میں اسے ایسا بھاس آیا کہ نہ ابھاس آتم تتو سے کچھ الگ نہیں ایک اکیلا ہی ہے ایسا دیکھ کر گدگد بانی سے بولا کہ "میں کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔ کیا لوں کیا چھوڑوں سب جگت ایک آتما سے پورن ہو رہا ہے۔ دھرتی اور آکاش دسوں دشائیں میں تو آدِک سب جگت آتما ہی ہے۔ بڑا کشٹ ہے۔ کہ میں اپنے آپ میں نشٹ ہو کر بندھ میں گرفتار تھا۔ دیہہ کے بھیتر۔ باہر۔ نیچے۔ اوپر۔ یہاں (لوک) وہاں (پرلوک) سب آتما ہی ہے سب اندر سے ایک آتما ہی استھت ہے اور سب آتما میں استھت ہے۔ بھگوان کے مول شلوک کا بھاو یہ ہے کہ اس کا واستو روپ دیکھنا ہو تو وہ انسان کے ہردے میں آتم پرکاش ہے۔ وحدت سے کثرت میں آیا۔ وہ جگت روپ ہو بھاسا ہے جس طرح بیج بھی برکش روپ ہو کر پھر بیج ہو جاتا ہے۔ درخت آد اور انت میں بیج روپ ہے۔ اسی طرح جگت اُتپتی سے پہلے اور پرلے سے پیچھے برہم روپ ہے۔ اس لئے استھتی کال یعنی درمیان میں برہم (آتم) روپ ہی ہے۔ انسان کے جسم میں کچھ حصے (ناخن۔ بال وغیرہ) جڑ ہیں اور دوسرے حصے (آنکھ۔ کان وغیرہ) چیتن ہیں۔ مگر یہ سب ایک ہی شریر کے انگ ہیں سب کو اپنی اپنی جگہ پرمان ہے سب ہی اپنی اپنی جگہ شوبھا دیتے ہیں۔ بدھی مان کو سارا جسم اپنا آپ ہی ہے کسی انگ کو الگ نہیں سمجھتا۔ اسی طرح جب بچار ابھیاس کر کے من برہم روپ ہوتا ہے تب سب میں برہم کے ہی درشن ہوتے ہیں۔ اور سمپورن برہمانڈ اپنا ہی لگتا ہے۔ سوپن میں جس طرح گیان اگیان جیون مرن کی کلپنا ہوتی ہے۔ جاگرت میں بھی اسی طرح سے کرم اپاسنا۔ گیان کی کلپنا ہوتی ہے۔ واستو میں برہم ہی اس طرح سے پرتیت ہو رہا ہے۔ اس واسطے جس سادھن میں کوئی پریم اور شردھا سے لگا ہوا ہے۔ وہ برہم درشن کی طرف ہی آ رہا ہے۔ بنا شردھا اور پریم کے کوئی سادھن چاہے کتنے درجے کا اونچا ہو۔ نہ تو اس لوک میں پھل دائک ہے نہ پرلوک میں (گیتا ۱۷/۲۸) بھگوت کیرتن۔ جپ سیوا آدک سب ہی لگن کا م بھاو سے کئے ہوئے برہم کے ساکشات کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ اگر سچ پوچھو تو کوئی کرم بھی "برہم درشن" میں سہایتا نہیں دیتا کیونکہ وہ تو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کرنا. کرم. کریا کا ادھشٹان ہے اور سب کا پرکاشک ہے. اِس کا گیان کسی کرم کا کارج نہیں ہو سکتا۔ ادویت چنتن بھی دراصل ادویت چنتن ہے کیونکہ جب سرب وہی ہے تو چنتن کس کا کیسا اور کس لئے اِس کا جواب کوئی کیا دیوے کسی ودوان میں سمجھ نہیں کہ پرشنوں کا اُتر دیوے. یہاں پر یوجن اتنا ہے کہ ہمیں جگت کے مت متانتروں سے دویش نہ کرنا چاہئے. اور نہ ہی کسی کے کھنڈن میں عقل دوڑانی چاہیئے۔ آہ (واسدیو آ-اِتی سرّ بم" واسدیو کو سرب میں دیکھنے والے دُرلبھ ہیں. کھنڈن منڈن والے سیانے اور چتر بہت ہیں۔ (گیتا $\frac{۷}{۱۹}$) "ووّا ویرنہ کریئے کا ہو. گھٹ گھٹ انتر برہم سما ہو واسا پوچل کھل منہ رویا. گُر پرساد ورلے ہی کویّا" (راج اکھری) گورو نانک نرنکاری فرماتے ہیں = دویش بھاونا کسی سے نہ کرو. سب کے اندر باہر برہم ہی سما رہا ہے جل تھل میں گھٹ گھٹ وہی پرکاش رہا ہے مگر یہ درشٹی نہایت دُرلبھ ہے! ایک ودیارتھی جو ادویت گرنتھ پڑھتا ہے مگر انتہ کرن اس کا ملین ہے کسی کام کا نہیں. مگر ایک اُپاسک جو اپنی منو ورتی کو ایکاگر کر کے اِشٹ میں لین ہوتا ہے. بہت کچھ وقعت رکھتا ہے اسی طرح بھگوت کیرتن اور ہری سمرن میں من لگانے والا بھی اپنی اپنی رفتار کے مطابق منزلِ مقصود کی طرف جا رہا ہے. مگر محض واچک گیانی اپنی جگہ سے آگے نہیں بڑھتا. بلکہ پیچھے کی طرف دھکیلا جاتا ہے جیسی آدمی کی سُرت (بدھی) آتم دیو میں ستھر ہوتی ہے. اس کے لئے لازمی طور پر وشیوں سے اندریوں کو وش میں کرنا ضروری ہوتا ہے. (گیتا $\frac{۲}{۵۸}$) بھگوان نے دوبارہ بھی فرمایا ہے. کہ سمپورن اندریوں کو وش میں کر کے سماہت چت برہم پرائن ہووے. کیونکہ جس آدمی کی اندریاں قابو میں نہیں ہیں. اس کی بدھی ستھر ہو نہیں سکتی. (گیتا $\frac{۲}{۶۱}$) یہاں ایک ضروری اصول کی تشریح کیجئی ہے وہ یہ کہ خواہ کسی مذہب کا انسان ہو. کرم کرتا ہو. اُپاسنا کرتا ہو. تتو گرنتھ پڑھتا ہو. مقصد سب کا انتہ کرن کو نرمل کرنا ہے. جگیاسو کو برہم پراپتی میں سادھن کی ضرورت نہیں. برہم تو ہر وقت ہر کسی کو پراپت ہی ہے. سب کا اپنا آپ ہے اسی سے سب سادھن سِدھ ہوتے ہیں. صرف ہردے کی ملینتا اور چنچلتا کے دور کرنے کی ضرورت ہے اس لئے جگیاسو کی اوستھا میں ہمیں پرانی ماتر سے آدر سنگت میل رکھنا واجب ہے. تمام مذاہب کے بندے اسی برہم کے متلاشی ہیں. جو جتنا باہر کے وشیوں سے اُپرام ہو کر انتر آتما میں سرگن یا نرگن طریق چت برتی کو کھینچ کر بل سے اکٹر کرتا ہے وہ سادھک ہے. اور یوجن یوگ ہے. دھنّ ہے وہ پرانی جسے بھگوت پریم کا کنکا ملا ہے. یہ تو نچلی بھومکا میں کہا گیا. اب اس سے اوپر جو برہم درشٹی ہے. اسمیں کیا کچھ دیکھنا سننا ہے. وہ بھی اگرچہ کہنے سننے سے باہر ہے. تاہم اس وشئے میں چند لفظ لکھتے ہیں. برہم درسی کا کوئی خاص مذہب نہیں. نہ کوئی اس کا ایک پکش ہے. نہ کوئی اس کے لئے مقرر شدہ کرم یا دھرم ہے. نہ سادھن ہے نہ اسادھن ہے. نہ اپنا ہے نہ بیگانہ. خلاصہ یہ کہ سب اسی کے دھرم ہیں. سب پکش اسی کے ہیں. سب دھرم اسی کی ذات کو جاننے کی اِچھا کرتے ہیں. سب کرم اسی کے ارپن ہو رہے ہیں. سب سادھن اسی کی خاطر مقرر کردہ ہیں. سب کو اپنا جان کر کسی بشر. بلکہ کسی پتھر یا درخت کو اپنے سے الگ نہیں سمجھتے. وہ کھنڈن منڈن سے بہت او نچا پرا جاتا ہے. ایک اکھنڈ درشٹی کے لئے مست جھومتا چلا جاتا ہے نہ آگے دیکھتا ہے. نہ پیچھے جھانکتا ہے. نہ اوپر دیکھتا نہ نیچے. جس طرح برسات میں دریا میں طغیانی آتی ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اور ایک بوند کا پانی بن آیا کہ آگے آگے چلتا ہے۔ ذلیسی کا اس کے لئے کوئی امکان نہیں۔ اسی طرح وہ بیت اور دویش کو چھوڑ کر برہم درشٹی کے ساگر میں سمتا کی لہروں کا آنند لیتا ہوا وہ کھمتا کو جو یکساں نظری کا برعکس ہے چھوڑ کر برہم میں سما جاتا ہے۔ جس طرح بڑے سمندر میں مختلف ندیوں کے جل بنا وکار کے سما جاتے ہیں۔ اسی طرح برہم درسی کے دل میں جو کہ سمندر سے بھی گہرا اور بے پایاں ہے بسنسار کے سارے پکش پات سما جاتے ہیں۔ وہ ہر ایک کو محبت سے دیکھتا ہے۔ اور وہ کھمتا (غیریت) کے جال سے نکل جاتا ہے۔ (گیتا ۲/۷) ؁ "

گیتا گیان کی مہما

اوم

شری سیٹھ نانک چند جی حنفی

گیتا کا گیان ہے سرو سریشٹھ سکھ شانتی کا دینے والا
کلیان کا پتھ دکھلاتا ہے۔ تر جاتا ہے یہ لینے والا

گیتا ہے گیان سے رچی ہوئی، بس گیان کا اک بھنڈار ہے یہ
سب شاستروں کا ہے نچوڑ یہی اور شرتیوں کا بس سار ہے یہ

پڑھتا ہے پریم سے جو اسکو، نت اس میں دھیان لگاتا ہے
بھو بندھن سے وہ مکت ہوا، مکتی پد کو پا جاتا ہے

رن کھشیتر میں ارجن کے پرتی یہ گوڑھ گیان بتلایا گیا
جب دھرم کے پتھ سے وہ گرنے لگا، اُسے دھرم کا پتھ دکھلایا گیا

بھو منڈل کے سب پرانیوں کو تھا پربھو نے یہ سندیش دیا
رن بھومی میں گرچہ آپ نے تھا ارجن کو ہی یہ اُپدیش کیا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سال ۱۹۷۳ء کے سالنامہ کے لئے جو مضمون میں نے لکھا تھا۔ اُس کے آغاز میں میں نے چند الفاظ آدرنیہ شری گورکھ ناتھ جی نندہ کی دیش اور جاتی کے ہر گونہ سُدھار کے لئے دِلی لگن اور حقیقی سیوا کے بارہ میں رقم کئے تھے۔ تو اُسکے متعلق شری نندہ جی نے مجھے لکھا تھا کہ اُنکے بارہ میں کچھ بھی تعریفی الفاظ لکھنے کی ضرورت نہ تھی تو میں نے اِن سے عرض کر بھیجا تھا کہ آپ کا ایسا فرمانا بالکل واجب ہے کیونکہ سجن پُرش اپنی پرشنسا کے بھوکے نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ پرشنسا کی بھاونا سے ایسی نشکام سیوا کرتے ہیں لیکن ہم لوگوں کا بھی حقیقت کو واضح نہ کرنا اور سچی سیوا کے لئے اظہار شکریہ نہ کرنا بھی تو ایک اوگُن ہے۔ اسی لئے جو کچھ میں نے اِن کے بارہ میں لکھا تھا وہ بھی جائز اور درست تھا۔

شری نندہ جی نے اپنے پیارے 'اوم' کے ذریعہ جنتا کی جو مہان سیوا ۱۹۳۸ء سے اس وقت تک کی ہے اور جو اس عمر میں بھی جس تڑپ اور لگن کے ساتھ اس مہنگائی اور آپادھاپی کے زمانہ میں ایسی ٹھوس سیوا کر رہے ہیں وہ ایک نماص شکریہ کی مستحق ہے۔ بھارتیہ سنسکرتی اور سبھیتا سے جو ان کو دلی پیار ہے۔ اور اسکی بگڑتی دشا کو دیکھ کر جو دُکھ ان کے سینے سے اُبھرتی ہے۔ وہ ان کی قلم سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ سے ظاہر ہوتی ہے انکی بھاونا یہی ہوتی ہے کہ اوم میں جنتا کے مطالعہ کے لئے اور ان کے غور و خوض کے واسطے ایسی سامگری دیں جو دیش و قوم کے اخلاقی اور ادھیاتمک گراوٹ میں سدھار لانے میں سہائک ہو سکے۔ یہ بھاونا ان کے من میں اتنی پربل ہے کہ سن ۱۹۷۴ء کے سالنامہ کا وشیہ کیا ہو۔ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے ان کے ہردے میں بڑی کشمکش رہی۔ وہ سوچتے تھے کہ کس شاستر کی تعلیمات کو پیش کرنے سے پاٹھکوں کا زیادہ سے زیادہ لابھ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ انجام کار شری گیتا جی کی پوتر شکشا اور کو اس سالنامہ میں پرستُت کرنے کا جو نرنے انہوں نے کیا وہ ہر طرح سے قابل ستائش ہے۔ شری گیتا جی سارے دھرم شاستروں کی تعلیمات کا عطر ہے۔ اس عطر کی انوکھی مہک سے وہ پیارے اوم کے پاٹھکوں کے ہردے کو مہکانے کیلئے گیتا انک کو شائع کیا ہے۔ میں نندہ جی کی سیوا میں اِس سُندر نشچے کیلئے بار بار بدھائی ارپن کرتا ہوں۔

جس شان و خوبی اور باقاعدگی کے ساتھ رسالہ اوم ان کی ادھیکشتا میں نکل رہا ہے۔ اُسکی جتنی بھی تعریف کیجائے کم ہے۔ یہ مہان دھارمک یگیہ روپی کام جہاں ایک طرف حقیقتاً شری نندہ جی کے پوجنیہ گورو دیو شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج اور ان کے شردھیہ بڑے بھائی لالہ لکھپت رائے جی نندہ کی پوتر آتماؤں کی آشیرباد سے سرانجام پا رہا ہے۔ وہاں دوسری طرف شری نندہ جی کی اپنی انتھک لگن اور شُبھ کامناؤں کا بھی یہ نیک پھل ہے۔

بھگوان سے پرارتھنا ہے کہ وہ شری نندہ جی کو دیرگھ آیو اور اُتم سواستھیہ پردان کرتے رہیں تاکہ وہ سالہا سال تک

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جنتا کی پراندھ بھکت اور نرالی عظمتم کی آتمک اور ادھیاتمک سیوا کرنے کے قابل بنے رہیں۔

شری گیتاجی کی مہانتا

اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں میرے لیکھ کا عنوان ہے "شری گیتا جی کا بہترین شلوک" شری گیتاجی کے لئے جہاں بھارت میں لاکھوں کروڑوں استری پرش شردھا اور پریم رکھتے ہیں۔ وہاں دوسرے ملکوں اور جاتیوں کے بھی ہزاروں سجن اس سات سو شلوکوں کے گلدستہ کے شیدا ہیں۔ بائبل کو چھوڑ کر اگر کسی پستک کا دوسری زبانوں میں زیادہ سے زیادہ ترجمہ ہوا ہے وہ شری گیتاجی کا ہی ہے۔ اکبر کے زمانہ میں بھی ان کے دربار کے رکن علامہ فیضی نے اس کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا تھا (جو کہ اس سالنامہ کے ساتھ اوم کے سالانہ خریداران کو فری بھیجا جا رہا ہے)

مجھے خود بھی اس ننھی سی پستک کے لئے اگادھ شردھا ہے۔ مہاتما گاندھی جی نے فرمایا تھا کہ جب میں چھوٹی عمر کا تھا تو کوئی مشکل مسئلہ درپیش آنے پر بھی اپنی پوجیہ ماتا جی کی سہائتا لیا کرتا تھا۔ لیکن بڑی عمر ہو جانے پر وہ جنم داتری ماتا تو سورگ سدھار گئیں۔ اس لئے اب اگر کوئی الجھن جیون میں آ پڑتی ہے اور اس کے سلجھانے میں اڑچن پیدا ہو جاتی ہے تو میں اب گیتا ماتا کی شرن میں جاتا ہوں اور وہاں سے مجھے اس معمہ کا حل مل جاتا ہے۔ یہ ہے اس چھوٹے سے گرنتھ کی مہانتا۔

گیتاجی کا بہترین شلوک

ایک موقعہ پر مجھے آدرنیہ سوامی پرکاش تیرتھ جی ویر سوامی کے ست سنگ بھون انبالہ شہر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک دن ست سنگ کے دوران سوامی جی نے سوال اٹھایا کہ شری گیتاجی کا سرووتم شلوک کون سا ہے۔ وہاں پر موجود سجنوں نے قدرتی طور پر ہی گیتاجی کے اٹھارہویں ادھیائے کے اس شلوک ۶۶ کا ہی نام لیا کہ جو عام طور پر اس گرنتھ کا افضل ترین شلوک مانا گیا ہے۔ اس شلوک کو اس پستک کا سرتاج کہا جاتا ہے۔ وہ شلوک جیسا کہ گیتا کے پاٹھک جانتے ہیں اس طرح پر ہے۔

सर्वधर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज।
अहं त्वा सर्व पापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुच: ॥ गीता 18-66

ارتھ۔ اے ارجن! تو سارے دھرموں کو یعنی سارے کرموں کے آشرے کو چھوڑ کر میری ننا مد شرن کو پراپت کر تو میں تجھ کو تمام پاپوں سے چھٹکارا دلاؤں گا۔ تو شوک مت کر۔

تب ویر سوامی جی نے میری طرف رخ کر کے پوچھا کہ میں بھی اپنا وچار پرگٹ کروں۔ میں نے عرض کیا کہ اول تو یہ بات ہے کہ شری گیتاجی مجھے تو مصری کی ایک ڈلی کی مانند محسوس ہوتی ہے۔ جس طرح مصری کی ڈلی کو جہاں سے بھی چکھا جائے وہاں سے ہی وہ یکساں طور پر میٹھی ہوتی ہے۔ اسی طرح گیتاجی کا ہر ایک شلوک ایک سے ایک اعلیٰ ہے۔ لیکن جس شلوک کا ذکر ہوا ہے چونکہ اس میں ایک بڑا زوردار یقین دکھوں سے نجات دلانے کا دلایا گیا ہے اس لئے واقعی یہ شلوک بہت اعلیٰ ہے اور اس میں بتایا گیا سادھن بھی اتی اتم ہے۔۔۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اس پر سوامی جی نے پھر فرمایا کہ سوال بہت اعلیٰ کا نہیں بلکہ سوال ہے سب سے اعلیٰ کا۔ تو اس لئے مجھے واضح طور پر اس بارہ میں اپنا وچار پیش کرنا چاہئے کہ کیا میں بھی اس کو بہترین شلوک اس پستک کا مانتا ہوں تب میں نے عرض کیا کہ میں ایک اور شلوک کو بھی اس سے کم اہمیت نہیں دیتا اور وہ شلوک ہے آٹھویں ادھیائے کا ساتواں شلوک جو کہ اس طرح پر ہے

तस्मात्सर्वेषु कालेषु मामनुस्मर युध्य च।
मय्यर्पित मनोबुद्धिर्मामेवैष्यस्य संशयम् ॥ 8-7

ارتھ۔ اس لئے اے ارجن! ہر وقت میری یاد رکھ اور جنگ بھی لڑ۔ اس طرح سے تو اپنے من اور بدھی کو میرے میں ہی محو کر کے تو بلاشبہ میری ذات کو ہی پراپت کرے گا۔

یہ سن کر سوامی جی نے مجھ سے پوچھا کہ اس شلوک کو میں پہلے شلوک جیسی اہمیت دیتا ہوں۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ نہ صرف اُس پہلے شلوک جیسی بلکہ ایک نقطۂ نگاہ سے اس سے بھی قدرے زیادہ اہمیت دیتا ہوں اور اب میں اپنے اس وچار کی وضاحت عرض کرتا ہوں۔

منشیہ جنم کی پورن سپھلتا کی شرائط کہی گئی ہے۔ موکش دلانے کا وعدہ ان دونوں شلوکوں میں ہی موجود ہے۔ بلکہ دوسرے شلوک میں لفظ "بلاشبہ" کا بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے تو یہ دونوں شلوک یکساں ہیں۔ اب سوال آتا ہے سادھن کا۔ پہلے شلوک میں آگیا دی گئی ہے کہ انسان دیگر سارے دھرم یعنی کرموں کے آشرے چھوڑ کر صرف ایک پرمیشور کی شرن لے لے تو اسکی سب پاپوں سے رہائی ہو جائیگی۔ عام لوگ کرموں کے آشرے چھوڑنے کے گوڑھ رہسیہ کو نہ سمجھ کر اس غلط فہمی میں پڑ سکتے ہیں اور حقیقی طور پر پڑتے بھی ہیں کہ اس شلوک کا منشے یہ ہے کہ بس دنیا میں کرنا کرانا کچھ نہیں بس نکمے بیٹھ کر بھگوان کی شرن لے لو۔ تو بیڑا پار ہو جائیگا۔ کیونکہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ بھگوان نے صریح طور پر فرمایا ہے کہ سب دھرم یعنی کرموں کے آشرے چھوڑ دو۔ اس غلط فہمی کے باعث کئی لوگ واقعی کرم کرنے کی ضرورت نہ سمجھ کر نکمّا رہنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا اس لئے دلیل بھی دیتے ہیں کہ بھگوان نے خود اس امر کی تلقین اس شلوک میں کی ہے یہی وجہ ہے کہ اس غلط فہمی میں پھنسے ہوئے ایسے لوگوں کو نکمے بیٹھے دیکھ کر پنجابی کی ایک ضرب المثل بن گئی ہے۔ کہ

جنہاں پڑھی گیتا ۔ اونہاں گھر دا کم نہ کیتا

یعنی جو لوگ گیتا کے بھگت ہیں وہ گھر کا کام کاج کرنا چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اس طرح سے اس شلوک کے الفاظ سے لوگوں کا نکمّا اور آلسی بننے کی غلط بھاونا بننے کا صرف امکان ہی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔

شلوک کی مہانتا

لیکن اس کے خلاف دوسرا شلوک جو آٹھویں ادھیائے کا ہے آگیا دیتا ہے کہ اے انسان! اگر تو پربھو تک رسائی کا خواستگار ہے تو دو باتیں کرنی ہونگی۔ پہلی یہ کہ تو پرمیشور کو بھول نہ جانا۔ اسے سدا یاد رکھنا۔ اور دوسرے یہ کہ جنگ کرتے رہنا اس سے نہ کبھی جی چرانا نہ منہ موڑنا۔ جنگ سے مراد صرف فوج کا جنگ نہیں ہے بلکہ اس دنیا کے جیون سنگرام سے بھی ہے۔ یہ سنسار بھی ایک یدھ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کھشیتر ہے۔ اس میں رہتے ہوئے سارے دنیاوی فرائض پورے طور پر ٹھیک طرح سے سرانجام دینا ہی اس سنسار میں یُدھ کرنا ہے۔ ایسی صورت میں اس شلوک کی تعلیم میں وشواس رکھنے سے انسان کے دل میں کرم چھوڑنے کی بھاونا پیدا نہیں ہوسکتی بلکہ وہ اور زیادہ دڑھ ہوتی ہے اور ساتھ ہی کرم کرنے میں کوئی غلطی بھی نہ ہوگی۔ کیونکہ اس شلوک میں آگیا ہے کہ پرمیشور کو یاد رکھتے ہوئے اور من اور بدھی کو اس میں لاکر کرم کرنا یا فرائض منصبی کو ادا کرنا ہے ایسا کرنے سے انسان غلط راہ پر نہ جائیگا۔ کیونکہ پرمیشور کو یاد رکھنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اول تو انسان ان احکام کو یاد رکھے کہ جو وید اور دوسرے شاستروں میں دیئے گئے ہیں اور پھر ان کے انوسار ایک وچار۔ ہر ایک کتھن اور ہر ایک کرم یہ نشچے رکھ کر کرے کہ پرمیشور ہر جگہ ہر وقت موجود ہے اور اس ملئے اسے ہمارے ہر ایک خیال کا بھی علم ہے۔ وہ ہمارے ہر ایک بولے ہوئے لفظ کو بھی سنتا ہے اور ہر ایک کئے گئے کرم کو بھی دیکھتا ہے۔ ایسے نشچے سے اور ایسی بھاونا سے گذرا ہُوا جیون لازمی طور پر انسان کے کلیان کا سادھن بنیگا۔

یہ وجوہات تھیں جن کی بنا پر میں نے انبالہ کے ست سنگ میں دوسرے شلوک کی اہمیت جتلائی تھی۔

کیا سنیاس لینا جائز ہے؟

اب ایک سوال ہوتا ہے کہ کیا سنیاس لینا کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے۔ بلاشُبہ زیادہ اچھا تو یہی ہے کہ جب تک شریر چلے انسان سنسار کے یُدھ کھشیتر میں ڈٹا رہے۔ اگر شریر کام نہ دے تو مجبوری ہے ہاں بعض حالات میں تیبر ویراگ اُتپن ہو جانے سے انسان سے معمولی دنیاوی کرم از خود چھوٹ جاتے ہیں لیکن حقیقی معنوں میں ایسا ویراگ خال خال بہت اونچی روحانیت کی منزل میں پہنچے ہوئے خوش نصیب جیووں کو ہی ہوتا ہے اور وہ پھر ان سنسارک دھندوں سے بہت اوپر اُٹھ جاتے ہیں اور قدرت انہیں سنساری جیووں کے ادھیاتمک کلیان کی رہبری کرنے کا کام سونپتی ہے لیکن جیسا کہ پہلے عرض ہُوا ہے ایسی پوجا کے یوگیہ آتمائیں خال خال ہی اس دنیا میں آتی ہیں۔ ایسی اُتم آتمائیں لاکھوں میں ایک ہوتی ہیں۔ وہ ویراگ کو ارادتاً دھارن نہیں کرتے قدرت ان کو ایسا کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ اس لئے وہ بھی قدرت یا پربھو کی آگیا کے انوسار ہی آچرن کرتے ہیں۔ وہ تو اپنے جینے رہنے کے متعلق بھی بے نیاز ہوتے ہیں۔

لیکن عام طور پر دیکھا یہ جاتا ہے کہ کام کاج سے جی چُرانے والے بھگوت گیتا کے ۱۸-۱۹ شلوک کی تعلیم کے غلط معنی سمجھکر ویراگ کی آڑ لے کر بھگوا پہن کر اور سر منڈا کر دلبتی اور جاتی کے لئے نہ صرف خود بوجھ ہی بنتے ہیں۔ بلکہ وہ بسا اوقات اپنے سمپرک میں آنے والے استری پرشوں کے اخلاق و چلن کی بھی تباہی کرتے ہیں! ور کئی دیگر قسم کی بدعنوانیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔

شلوک ۶۶ کی غلط فہمی کی وجہ

میں نے ایک سے زیادہ بار یہ اعادہ کیا ہے کہ گیتاجی کے اٹھارویں ادھیائے کے شلوک ۶۶ کے ارتھ جسکو افضل ترین شلوک مانا جاتا ہے کم فہمی کی وجہ سے غلط لئے جاتے ہیں۔ اسکی وضاحت بھی لازمی ہے۔ وہ شلوک کہتا ہے کہ "تمام دھرم چھوڑ کر محض ایک بھگوان کی شرن لینے سے سارے پاپوں سے رہائی مل جاتی ہے۔" اب سوال یہ ہے کہ "دھرم" شبد کے ارتھ کیا ہیں کیونکہ اس شلوک

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہیں تمام دھرم چھوڑنے کی تلقین ہے۔ سنسکرت کے کوش میں دھرم شبد کے یہ ارتھ لکھے ہیں :-

دھرم :- شرتی سمرتی پرتی پادک کرم۔ کرم سے اُتپن ہوا ہُوا اشبھ پھل اور ادرشٹ۔ آتما سوبھاؤ جیو۔ اُپما۔ مثال۔ ست سنگتی۔ دان۔ پنیہ۔ یم راج۔

ہندی کے کوش میں دھرم شبد کے یہ ارتھ دیئے گئے ہیں۔

دھرم۔ پنیہ۔ پوتر۔ کام۔ نیائے۔ نیکی۔ پنتھ۔ مت۔ مذہب۔ جاتی ویوہار کرتویہ کرم۔ کرنے یوگیہ کام۔ یم راج۔ قانون کا پھل

ان دونوں کوشوں میں دھرم شبد کا ارتھ کرتویہ کرم بھی ہے اور کرم کا پھل بھی۔ اس شلوک میں دھرم شبد کرتویہ کرم کے ارتھ کو ویکت نہیں کرتا بلکہ کرم پھل کو ویکت کرتا ہے۔ یعنی کرموں کا تیاگ نہیں کرتا ہے۔ بلکہ کرموں کے پھل کا تیاگ کرتا ہے کیونکہ اگر یہاں دھرم شبد کا ارتھ کرتویہ کرم کیا جائے اور ان کے چھوڑنے کی آگیا سمجھی جائے تو گیتا کے باقی شلوک جو کرم فلاسفی کے متعلق ہیں بالکل غلط اور بے معنی بن جاتے ہیں۔ انکی کچھ تفصیل آگے چلکر دیجائیگی۔ اس طرح جیسے کرم ہیم لوگ یا کام سے جی چرانے والے لوگ اس شلوک میں دھرم چھوڑنے کے معنی کرتویہ سے لیتے ہیں اور نکمے بن جاتے ہیں۔ اسی لیئے میں نے عرض کیا تھا کہ اس شلوک کے ارتھوں کے متعلق نہ صرف غلط فہمی کا امکان ہے بلکہ غلط فہمی حقیقی طور پر ہو بھی رہی ہے اور اس شلوک کی آڑ لیکر ان بھیکاری لوگ سنیاسی بنے ہیں

شلوک ۳ کی فضیلت ۔ ان وجوہات کی بنا پر میں ہر عام انسان کو دوسرے شلوک یعنی آٹھویں ادھیائے والے شلوک کی تعلیم کے مطابق جیون بسر کرنے اور اسی کا زیادہ پرچار کرنے کو افضل سمجھتا ہوں۔ اگر لوگ پہلے شلوک کے مطابق نیک بھاؤ سے بھی نیاگی بنتے ہیں تو بھی ان کا مقصد تو موکش پراپتی ہی ہوتا ہے لیکن موکش کا یقین

۱۸-۶۶

تو دوسرا شلوک بھی دلاتا ہے۔ تو پھر کیا یہ زیادہ بہتر نہیں ہے کہ انسان دنیاوی فرائض کو سرانجام دیتے ہوئے ہی موکش پراپت کرے۔ اس کے کئی لابھ ہونگے مثلاً۔

(۱) ایک تو انسان خود نکما نہیں بنیگا۔ اس سے اس کا شریر اور من بھی سوستھ رہیں گے۔

(۲) وہ انسان دوسروں کے لیئے اپنے کھان پان وغیرہ کے لیئے بوجھ نہ بنے گا۔

(۳) دوسروں کے لئے نکما رہنے کی بُری مثال پیش نہ کریگا۔ بلکہ دوسروں کے لئے کرم یوگ کی مثال سامنے رکھے گا۔

(۴) خود بدعنوانیوں سے بچ کر دوسروں کو بھی گراوٹ کی طرف جانے کی پریرنا نہیں دیگا۔

سادھو مہاتماؤں کے اپدیش۔ کہا جاتا ہے کہ سادھو مہاتما انیک بھولے ہوئے لوگوں کو اپنے اپدیش سے راہ راست پر لگاتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے وہ لوگوں کو یہ شکشا دیتے ہیں کہ نیک کام کرو۔ اپنے کاروبار میں ایمانداری سے کام لو دویش چھوڑکر دوسروں سے پریم کرو۔ کسی کا نقصان نہ کرو بلکہ انکی سیوا اور بھلائی کرو۔ خود غصہ اور نفس پرستی سے باز رہ کر شانت اور پریت رہو۔ لوبھ لالچ سے بچ کر سنتوشی ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن محض کہنے سے وہ مقصد برابری نہیں ہو سکتی جو ایک زندہ مثال پیش کرنے سے ہو سکتی ہے اگر انسان آٹھویں ادھیائے کے شلوک کے پرو شواس رکھتا ہوا لوگوں کو بھی نہیں بھٹکائے گا۔ اور سنسار کے بابہ کشیتر میں اپنے فرض بھی پوری ایمانداری اور تندہی سے سرانجام دیگا تو اس کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دوسروں پر زیادہ اچھا اثر ہوگا جب آچرن کی مہاتما لوگ زبانی طور پر تعلیم دیتے ہیں۔ کرم یوگی اس آچرن کی زندہ مثال بن کر ایسے ہی آچرن کی پریرنا دیگا۔ زبانی کہنے اور کرکے دکھلانے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ زبانی کہہ لینا تو بالکل آسان کام ہے اس میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ کرکے دکھانا سچا اپدیش ہے۔ اسی لئے کبیر جی نے کہا ہے۔ ؎

کتھنی کے سورے گھنے کرنی کا ہے کوئے ٭ جو کرنی کا سورما تو ہمارا سوئے

کتھا اور اپدیش سننے کے بعد کئی لوگ یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ مہاتما لوگ خود تو کچھ کرتے کراتے نہیں مگر دوسروں کو کرم مارگ کی تعلیم دیتے ہیں اگرچہ ان لوگوں کا خیال مہاتماؤں کے متعلق بالکل درست تو نہیں لیکن یہ خیال بن ضرور جاتا ہے۔ لیکن ایک کرم یوگی کے بارے میں ایسا خیال بننے کا کوئی امکان ہی نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ آدربیہ شری گورکھ ناتھ جی نندہ نے مجھے لکھا تھا کہ انکی آیو اب ستر سال کی ہونے والی ہے اسلئے ان کا ارادہ دنیاوی دھندوں سے فارغ خطی لینے کا ہے۔ میں ان سے دست بستہ نویدن کرونگا کہ وہ ہرگز یہ بھول نہ کریں۔ جو سیوا وہ اپنے پیارے آدم کے ذریعہ دیش اور جاتی کی کر رہے ہیں۔ کیا وہ رشی کیش جاکر کسی مہاتما کے مٹھ کے ایک کونے میں بیٹھ کر کرسکیں گے۔ ہرگز نہیں۔ آخر انکا اس تیاگ کا اُدیش تو یہی ہوگا کہ اپنا ادھیاتمک کلیان میں لگائیں اور موکش کے ادھیکاری بنیں لیکن موکش کا یقین تو وہ شلوک بھی دلاتا ہے اور وہ یقین بھی "بلاشبہ" لفظ کے ساتھ جو کہتا ہے کہ پربھو کو یاد کرتے ہوئے من بدھی کو بھگوان کے ساتھ جوڑ کر رکھتے ہوئے یدھ کھشیتر یعنی کرم مارگ میں ڈٹے رہو پھر کیوں اس مارگ کا تیاگ کیا جائے پھر اس مارگ گرہن کرنے کے خاص فوائد بھی اس سے پیشتر بیان ہو چکے ہیں۔

مہاتماؤں کی روحانیت کی مثال۔ کہا جاسکتا ہے کہ مہاتما لوگ بھی تو ادھیاتمکتا کا آدرش پیش کرکے روحانیت کی مثال یا نمونہ بنتے ہیں۔ یہ بات ٹھیک ہے لیکن کرم مارگ اور ادھیاتمک مارگ کا آدرش بننے میں بڑا فرق ہے کئی لوگ یہ بات کہتے ہیں ان کا خیال ہے کہ ادھیاتمکتا میں لین لوگوں کو دیکھکر دوسرے لوگ بھی ادھیاتمک بن جائینگے لیکن یہ ایک خام خیالی ہے۔ یا خوش فہمی کیونکہ روحانی جیون کی اوستھا پراپت کرنے کے لئے پہلے کئی اور سیڑھیوں پر اوپر اٹھنا ہوتا ہے۔ روحانیت کا جیون یک لخت کسی سچے مہاتما کے جیون کو دیکھ کر پراپت نہیں کیا جاسکتا ہاں اس طرف لگن ہو سکتی ہے لیکن کرم کشیتر کے جیون کی بات مختلف ہے۔ اس کے لئے تو ایک کرم یوگی کا جیون دیکھنے سے بھی دوسروں کے لئے قابل پیروی بن سکتا ہے۔ روحانیت کے جیون کے سمبندھ میں تو یہ ہوا ہے کہ ایک مہاتما کو آدرش مان لیتے ہوئے دیکھکر لوگ بغیر ادھیکاری ہونے کے بھی بھگوا پہن کر جاتی اور دیش کے لئے بوجھ بنتے ہیں اور بسا اوقات بد عنوانیوں کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔ اسلئے یہ کہنا کہ ایک سچے مہاتما کو آدرش بناکر اور اسے دیکھ کر دوسرے سب لوگ بھی مہاتما بن سکتے ہیں۔ ایسی کوئی ایک آدھ مثال کبھی ہی ہو لیکن اس صورت میں بھی دیکھکر مہاتما بننے والے کے اندر سچے تیاگ اور ویراگ کی زمین سابقہ جنموں کے سنسکاروں کی وجہ سے تیار ہوتی ہے ورنہ سچے مہاتما کو دیکھکر ہی سچے مہاتما بن جانا ممکن نہیں لیکن ایک کرم یوگی کو دیکھ کر کرم کشیتر میں جُٹ جانا ممکن ہے اور ہمارے سامنے گورو گوبند سنگھ جی کی اور مہاتما گاندھی جی کی مثالیں ہیں۔ کہ ان کے سچے کرم مارگ کی پیروی لاکھوں آدمیوں نے انہیں دیکھکر کی اور دیش کی حالت کو سدھار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کر دکھا دیا۔ مہاتما گاندھی نے تو اپنے پیروؤں کے سہیوگ سے برطانیہ جیسی طاقتور حکومت کو دیش سے اس طرح باہر نکال پھینکا جس طرح مکھن میں سے بال نکال دیا جاتا ہے۔ اس لئے اس غلط فہمی میں نہ رہنا چاہئے کہ ایک سچے مہاتما کو دیکھکر عام آدمی تنکال سچا مہاتما بن سکتا ہے۔ کرم کھشیتر میں یہ بات ممکن ہے۔

شاستر وکت سنیاس

شاستر کہتا ہے کہ ۷۵ سال کی عمر میں انسان کو سنیاس لینا چاہئے۔ یہ نیم اس وقت بنایا گیا ہوگا کہ جب انسان کی طبعی عمر سو سال یا اس سے زیادہ کی ہوتی ہوگی۔

اور اس کا مقصد یہ تھا کہ اس عمر میں انسان سنیاسی بن کر دوسروں کو کلیان اور نیکی کا اپدیش دیکر انکی رہنمائی کرے لیکن موجودہ حالات میں تو یہ نیم قابل عمل نہیں ہے کیونکہ بھارت واسیوں کی اوسط عمر ہی کچھ سال پہلے تو تیس سال سے بھی کم تھی۔ اب کچھ اوپر بڑھی ہے۔ تو ایسی صورت میں مشاہدہ بتلاتا ہے کہ اول تو ۷۵ سال کی عمر تک بھارت کے لوگ پہنچتے ہی نہیں لیکن اگر اس عمر کے ہو بھی جاتے ہیں تو ان کے جسم میں اتنی نقاہت اور کمزوری آجاتی ہے کہ وہ تو اپنے آپ کو ہی نہیں سنبھال سکتے بلکہ اپنے پریوار والوں کے لئے مصیبت بن جاتے ہیں وہ تو بول ہی نہیں سکتے تو ایسے حالات میں انہوں نے دوسروں کو اپدیش کیا خاک دینا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ہمالیہ پربت کی کندراؤں اور گپھاؤں میں بڑی لمبی عمروں والے مہاتما تپسیا کر رہے ہیں۔ اول تو یہ بات مشکوک ہے لیکن اگر دو چار ہوں گے بھی تو اتنی چھوٹی تعداد کی بنا پر نیم قائم نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن گرہستی تو کہیں چھپے ہوئے نہیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ایران کا سید ابو طالب ۱۹۵ سال کا ہے اور اس نے آخری شادی اسی سال کی عمر میں کی تھی۔ ملکی ۱۰۷ سالہ سب سے چھوٹی بیوی بھی حیات ہے۔

فرانس میں ڈاک خانہ کی ملازمت سے ریٹائر ہوئی ایک عورت ۱۹۵ سال کی ہو کر مری (دیکھو اخبار ٹریبیون مورخہ ۴ جولائی اور ۷ جولائی ۱۹۶۵ء) روس میں بھی ایک ۱۶۰ سالہ آدمی گھوڑے پر چڑھکر اب تک کھیتوں میں جاتا ہے۔ میرے پاس اور بیسیوں انسانوں کے نام اور ٹھکانے ہیں جنہوں نے سو سال سے اوپر کی عمر پائی ہے بلکہ ان میں سے بہت اب بھی جیوت ہیں لیکن ان سب کی تفصیل اس مضمون میں دینا ممکن نہیں۔ بڑھاپے میں تندرستی قائم رکھنے کے متعلق مضمون رسالہ آدم کو قلمبند کر کے بھیجا جا چکا ہے جو کہ وہ اگلے کسی پرچہ میں شائع کرینگے

کچھ اپنی بات

جو کچھ میں اپنے جیون کے متعلق اب عرض کرنے جا رہا ہوں اس کے بارہ میں مجھے سنکوچ ہو رہا تھا کہ شائد اس کو خود نمائی اور خود ستائی سمجھا جائے لیکن پھر خیال آیا کہ چونکہ ان حقائق کا اس مضمون سے سیدھا تعلق ہے تو پھر حقیقت بیان کرنے سے گریز کیوں کروں پھر بھی میں اپنی یہ باتیں پاٹھکوں سے کشما چاہتے ہوئے انکی جانکاری کے لئے لکھنے کی جسارت کرتا ہوں۔

میری عمر کا اب چھیاسیواں سال شروع ہے۔ کافی عرصہ سے مجھے کئی دوستوں نے فرمایا کہ مجھے سنیاس لے لینا چاہئے اور سنیاسی بنکر جٹا داڑھی رکھکر اور لوک سیوا کرنی چاہئے لیکن مجھے تو یہ بات جچتی ہی نہیں کیونکہ اول تو میں اس بات کا قائل ہوں کہ سنسار کے یدھ کھشیتر میں یدھ کرتے کرتے ہی اس سنسار کو چھوڑنا چاہئے اور اس میں شری گیتاجی کا پرمان

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تو پہلے ہی عرض کر چکا ہوں اور وید مقدس کا بھی یہی فرمان ہے جو آگے چل کر عرض کرونگا۔ دوسرے میں سمجھتا ہوں کہ جو آدمی سنیاسی بنکر لوگوں کے درمیان رہے اس کی تو لوگ عمر ہی جلدی ختم کر دیتے ہیں۔ ایک تو اُن کو اچھے اچھے ثقیل کھانے کھلا کر انہیں کئی روگوں کا شکار بنا دیتے ہیں۔ دوسرے ان سے تقریروں کا کام لے لے کر ان کے دماغ کو ختم کر دیتے ہیں۔ کئی سجن سٹیج پر بولتے بولتے ہی گر پڑے اور پرلوک سدھار گئے۔

اکثر مہاتما لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ گھر بار چھوڑنے سے وہ آزاد ہو رہے ہیں لیکن حقیقت یہ نہیں ہوتی۔ اُن کو تو اپنے کھانے پینے۔ بولنے چالنے۔ اُٹھنے بیٹھنے۔ سونے جاگنے اور دیگر ہر کام میں اپنے مہاتماپن کو برقرار رکھنے کیلئے سترک (ساودھان) رہنا پڑتا ہے۔ ان کو ہر وقت سنجیدہ بن کر رہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ایک تو ماتھا جھکانے والے لوگوں کا ان کے پاس تانتا لگا رہتا ہے۔ اور دوسرے باہر کے لوگ بھی ان کے ہر کردار کی سبھاوک روپ سے ٹوہ لگاتے رہتے ہیں اور ان کے پاس آنے جانے والے استری پرشوں پر نگاہ رکھتے ہیں۔ مہاتما لوگ چونکہ سنجیدہ رہنے کیوجہ سے زور کا قہقہہ لگانے سے بھی سنکوچ کرتے ہیں۔ بس زیادہ سے زیادہ وہ مسکراتے ہیں۔ کیونکہ قہقہے لگانے والے کو لوگ مہاتما ہی نہیں سمجھتے حالانکہ قہقہہ لگانا صحت کے لئے بہترین ٹانک ہے۔ کیا آپ نے کبھی کسی ہنستے ہوئے مہاتما کا چتر دیکھا ہے۔ مہاتماپن تو سنجیدگی سے ہی برقرار رہتا ہے۔ پھر مہاتما لوگوں کا کھانا پینا بھی دوسروں کے آدھین ہوتا ہے۔ درشن کرنے والے لوگ ان کو چلنے پھرنے کا بھی موقعہ نہیں دیتے اس طرح سے انکی ہر قسم کی آزادی تو سلب ہو جاتی ہے۔ اس لئے وہ آزاد نہیں ہوتے بلکہ اپنی آزادی کھو بیٹھتے ہیں اور اپنے بھگتوں کے پورے قیدی بن کر رہ جاتے ہیں۔ اول تو میں سنیاس کا قائل ہی نہیں جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا اور شری گیتا جی اور وید کی ساکشی بھی موجود ہے پھر مہاتماؤں کی یہ حالت دیکھ کر میں دوسروں کا قیدی کیوں بنوں اسوقت میں اپنی اچھا انوسار اپنے دنیاوی فرائض سرانجام دیتا ہوں۔ اپنی خواہش کے مطابق کھاتا پیتا ہوں پوری آزادی سے حالات کے مطابق اٹھتا بیٹھتا سوتا جاگتا ہوں۔ اور صبح شام ورزش اور سیر کرتا ہوں۔ اپنی مرضی کے مطابق لکھتا پڑھتا ہوں۔ جی چاہے تو کبھی سبھا سماج میں بھاشن کیلئے چلا جاتا ہوں ورنہ نہیں۔ بچوں کے ساتھ ہنستا کھیلتا ناچتا گاتا ہوں۔ پریوار کے ساتھ ملکر ست سنگ کرتا ہوں اور پریوار کے لوگوں کے ساتھ بیٹھکر خوشی کے قہقہے بھی لگاتا ہوں۔ اپنی اچھا انوسار کھان پان کرتے ہوئے ورزش کرتے رہنے اور ہنستے کھیلتے رہنے کا پرنام یہ ہے کہ اس آیو میں بھی پربھو کی کرپا سے شریر من اور دماغ ٹھیک چل رہے ہیں اور وید کے کتھن انوسار سو سال کی آیو تک کی پربھو کی دیا سے بھرپور آشا رکھتا ہوں لیکن یہ بھی عرض کر دوں کہ جہاں وید کی آدھارت کی ہوئی سو سال کی آیو پراپت کرنیکی پوری امید رکھتا ہوں وہاں موت سے ڈرتا بھی نہیں۔ اسکے لئے بھی تیار رہتا ہوں کیونکہ ایک تو مرتیو اٹل ہے۔ دوسرے اس جیون کا سکھ لے لیا ہے۔ اب تو جینا ہے تو اپنے مزید کلیان کے لئے ہی جینا ہے۔ اس لئے جینے کی اُمنگ نہیں چھوڑتا۔"

اب آپ سوچیں کہ اگر میں سنیاس لے لوں تو پہلے تو چلنا پھرنا اتنا کہاں ہو سکے پھر بھگت لوگوں سے ٹانگیں دبواؤں (اگرچہ پرمیشور کی دیا سے میں نے یہ عادت آجتک نہیں ڈالی) پھر ہر وقت سنجیدہ چہرہ بنائے رکھوں میرا ہنسنا کھیلنا اور قہقہے سب بند۔ کھانا پینا سب دوسروں کے رحم پر۔ بولنے کے لئے بھی دوسروں کا آدھین لوگوں کی سی۔ آئی۔ ڈی اپنے کرداروں پر لگواؤں۔ بھلا یہ ساری بلائیں اپنے ذمہ کیوں سہیڑوں اور اپنی آزادی کیوں ختم کروں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اور اس طرح سے اپنی سب خوشیاں اور پورن آیو پانے کی تمام آشائیں ختم کر بیٹھوں۔

چونکہ شری گیتا جی کی آگیا انوسار کرم کشیتر کا یدھ کرنے کے ساتھ ساتھ بھگوان کو بھی یاد رکھنا ہے اس لئے ہر کام اُس کا ہی سمجھ کر کرتا ہوں۔ پربھو پر پورا وشواس ہے اس لئے من یا دماغ پر کوئی بوجھ نہیں رکھتا اور یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ سے

جو ہونا ہے سو ہوتا ہے جو ہونا ہے وہی ہوگا ۔۔۔ گھٹائیں کیوں خوشی اپنی بڑھائیں کیوں پھر رنج اپنا

پربھو کی ہر آگیا کو بخوشی شیروِدھارن کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ بھی ہمیں دکھائی دینے والا بھلا یا بُرا ہوتا ہے "سب پربھو کی اِچھا سے ہوتا ہے۔ اور جو کچھ بھگوان کرتے ہیں وہی ٹھیک ہے اور اسی میں انسان کی بھلائی اور بہتری ہے۔ کیونکہ سے

رضا میں اسکی نہیں جو راضی وہ عمر بھر مضطرب رہیگا ۔۔۔ کبھی نہ اسکو سکون ملیگا بنوں میں بے شک لگائے ڈیرے

چونکہ جو کچھ ہو رہا ہے سب پربھو کی آگیا سے ہو رہا ہے اس لئے میں کبھی نہیں کہتا کہ زمانہ بُرا آگیا ہے دُنیا والے خراب ہو گئے ہیں۔ دُنیا والے اور کون ہیں؟ ہم ہی تو ہیں۔ ہم نے ہی زمانہ کو بُرا بنایا ہے پھر شکایت کیوں؟ طرفہ یہ کہ ہر ایک چھوٹا بڑا کہہ رہا ہے کہ دنیا والے بُرے ہو گئے ہیں۔ جب سبھی یہ کہہ رہے ہیں کہ لوگ خراب ہو گئے ہیں تو وہ دُنیا والے یا لوگ کون رہ گئے؟ اگر سب ہی اپنے آپ کو اچھا بتلاتے ہیں تو تو کوئی خراب نہ ہونا چاہئے۔ چونکہ سب اپنے سوائے باقی سبھی کو بُرا بتا رہے ہیں، تو سب بُرے ہیں اور اگر سب اچھے ہیں تو کوئی بُرا نہ ہونا چاہئے لیکن اگر ہم دُنیا والوں کو اور زمانہ کو بُرا کہنے کی بجائے اپنے آپکو سُدھار لیں تو سب اچھے ہو جائیں اور دُنیا کا نقشہ ہی بدل جائے۔ اگر ہر ایک آدمی یہ عہد کرے کہ بجائے دوسروں کے نقص دیکھنے کے یا دوسروں کو سُدھارنے کا اُپدیش دینے کے یا اس کی کوشش کرنے کے خیال کو چھوڑ کر میں اپنے آپ کو سُدھارلونگا تو آج زمانہ اور دُنیا دونوں شیشے کی طرح صاف اور شفاف بن جائیں۔ دُنیا اور زمانہ کو بُرا کہتے رہنے سے نہ تو اپنا سدھار ہو سکتا ہے اور نہ دُنیا کا۔

تو میں تو پربھو کی دیا سے شری گیتا جی کی آگیا انوسار اس اصول کا قائل ہوں سے

نہ جگ تیاگو نہ ہر کو بھول جاؤ زندگانی میں ۔۔۔ رہو دُنیا میں یوں جیسے کمل رہتا ہے پانی میں

نہ ہو یہ جان کی پھانسی نہ وہ گردن کا پھندا ہو ۔۔۔ ادھر ہو رام سے پریتی اُدھر دُنیا کا دھندا ہو

اس لئے میں شری گیتا جی کے اس شلوک کو زیادہ اہمیت دیتا ہوں۔ جو کہتا ہے کہ سنسار کشیتر کا یدھ کرو۔ یعنی کرم یوگی ہو لیکن ساتھ ہی بھگوان کو بھی نہ بھولو۔ تاکہ تمہارا ہر ایک کرم شدھ اور شبھ ہو اور من اور بدھی کو پربھو میں لگائے رکھو۔ ایسا جیون بسر کرنے سے یہ شلوک موکش کا بھی یقین دلاتا ہے۔ اور وہ بھی بلا شبہ۔ چونکہ کرم کرتے ہوئے اور اپر وِرکت رہتے زندگی گذارتے ہوئے انسان مکتی کا بھی ادھکاری بن سکتا ہے۔ اس لئے میں تو اس شلوک کی تعلیم کو زیادہ لابھ پرد سمجھتا ہوں اور اسی کی پیروی کرتا ہوں۔ میں یہ دعویٰ تو نہیں کرتا کہ میرا جیون اپدون رہتا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گیتا کی اس آگیا کے انوسار ہے۔ اس میں خامیاں بھی ہیں لیکن یہ جیون اگر موکش نہ دلا سکا تو کوئی بات نہیں کم از کم اس جیون کو تو بڑی خوشی و خرمی سے بسر کر رہا ہوں اور اگر موکش نہ بھی ہو تو یہ باور کرتا ہوں کہ دوبارہ منش جنم تو ضرور ملیگا۔ اور دوسرا مانو جنم لیکر پھر سو سال تک اس جیون کا لطف لینے کا موقعہ اس جیون کی طرح ملیگا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے تو مکتی کی اتنی خواہش بھی نہیں ہے۔ مجھے تو گوسائیں تلسی داس جی کے کتھن انوسار ایسا مانو جیون ہی زیادہ سکھ پرند ہوتا ہے۔ گوسائیں جی نے فرمایا ہے۔ ؎

ارتھ نہ دھرم نہ کام رُچی گتی نہ چھوں نربان

جنم جنم رتی رام پد یہ وردان نہ آن

ارتھ:- مجھے نہ تو دنیاوی مقاصد کی ضرورت ہے نہ کسی مذہب بننے کی۔ نہ کوئی خواہشات ہیں اور نہ ہی مجھے مکتی درکار ہے۔ مجھے تو یہ وردان ملنا چاہئے کہ بھلے ہی میں جنم کے بعد جنم لیتا رہوں لیکن میرا پریم پربھو کے چرنوں میں بنا رہے۔ بس اس کے علاوہ میں کوئی اور ور نہیں مانگتا۔

مکتی پراپتی کی کیفیت یہ بھی کہی جاتی ہے کہ انسان کی آتما میں لین یا لئے ہو جاتی ہے۔ اگر مکتی کی واقعی یہی تعریف ہے تب مجھے تو یہ منظور نہیں۔ میں تو اپنی ہستی ختم کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ ایسی مکتی کی خواہش بھی کرم کشیتر کے بھاگنے کی بھاونا کی مانند ہے۔ اس لئے میں تو چاہونگا کہ میری پریتی بھگوان کے چرنوں میں بنی رہے اور میرا کرم مارگ ٹھیک طرح سے قائم رہے۔

سچ تو یہ ہے کہ میں تو اپنی موجودہ حالت کو بھی ایک طرح کی مکتی مانتا ہوں کئی سجن یہ پڑھ کر ضرور کہینگے کہ بچارے چاؤ کو پرم آنند کا کیا علم۔ ان کا کہنا درست ہوگا لیکن اپنے جیون میں سنتشٹ ہونے سے میں پربھو کی دیا سے کافی مطمئن ہوں اور اس دیا کو بتا سانس سانس کے ساتھ دھنیاد دیتا ہوں۔"

خوش رہنے کی اہمیت

"میں یہ عرض کردوں کہ میں پورن گیانی نہیں ہوں۔ اس لئے اونچے گیان کی باتیں کہنے کے میں قابل نہیں ہوں۔ میں تو سادھارن آدمی کے لئے اس دنیا میں سکھی رہنے کے متعلق اپنی زندگی کے تجربات اور شاستروں کے وچار نویدن کرتا ہوں"۔ میں نے اپنے خوش رہنے اور ہنسنے کھیلنے کی بات کہی ہے۔ کئی سجن اسے بھی طفلانہ سی بات کہینگے۔" وہ کھیل اور خوشی سے کھیلیگا میں خوش رہنے کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہوں اور پھر یہ طفلانہ یا مذاق کی بات نہیں اس بارہ میں وید ساکشی ہے

ॐ इहैवसत मा वियौष्टं विश्वमायुर्व्यश्नुतम् ।

क्रीडन्तौ पुत्रैर्नप्तृभिर्मोदमानौ स्वे गृहे ॥ ऋग - 10-85-42

ارتھ۔ اس سنسار میں رہتے ہوئے کسی سے دور یا دویش نہ کرو۔ پورن آیو (سو ورش کی) پراپت کرو۔ اپنے پتروں اور پوتروں کے ساتھ کھیلتے ہوئے اور آنند مناتے ہوئے اپنے گھر میں رہو۔

وید مقدس کا یہ فرمان کتنا شندر سپشٹ ہے۔ پرسن رہنے کی اہمیت شری گیتا جی میں بھی یہ کہہ کر جتلائی گئی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہے کہ پرسن رہنے سے سارے دکھوں کی نورتی ہو جاتی ہے۔ دیکھئے گیتا کیا کہتی ہیں۔"

प्रसादे सर्व दुःखानां हानिरस्योप जायते ।
प्रसन्न चेतसो ह्याशु बुद्धि पर्यवतिष्ठते ॥ गीता 2-65

ارتھ۔ پرسنتا کے ہونے پر منشیہ کے سارے دکھوں کا ناش ہو جاتا ہے۔ اور پرسن چت والے انسان کی بدھی بھی بہت جلد ٹک جاتی ہے۔

اس لئے میں ہر حالت میں ہر وقت خوش رہنا ایک پرم دھرم سمجھتا ہوں۔ کیوں کہ وید اور گیتا دونوں اس کی تاکید کرتے ہیں۔ ایک شاعر نے ٹھیک کہا ہے۔ ~

کھلکھلانا چہچہانا رات دن ... زندگی گویا خوشی کا نام ہے
رنج و غم سہہ کر کے جینا شان ہے ... غم سے مرجانا بھی کوئی کام ہے
ہر گھڑی ہر وقت جو کہ خوش رہے ... بس وہی دنیا میں شاد کام ہے

ایک اور شاعر نے بھی اس حقیقت کو ان الفاظ میں جتلایا ہے۔ ~

خوشی زندگی ہے تو غم موت ہے ... ڈرے جو اسے ہر قدم موت ہے
خوشی کو بنا زندگی کا اصول ... کہ سب چھینا نٹتے ہیں مرجھائے پھول
جو غمگیں ہے وہ عقل سے دور ہے ... ہے دانا وہی جو کہ مسرور ہے

جو انسان خوش رہنا اپنا اصول بنا لیتا ہے اور خوش رہنا اس کا سوبھاؤ بن جاتا ہے تو پھر کوئی بھی دُرگھٹنا یا ناخوشگوار واقعہ اس کی خوشی پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ نہ وہ زمانہ کی برائی کی شکایت کرتا ہے نہ زندگی کو برا کہتا ہے بلکہ ایسا کہنے والے لوگوں کو بھی حق بجانب نہیں سمجھتا۔ وہ ہر وقت سنجیدہ رہنے والے لوگوں کو بھی غلط فہمی کا شکار جانتا ہے۔ اور اس طرح سے اپنے سوبھاؤ کی وضاحت کرتا ہے۔ ~

اب یہ عالم ہے کہ ہر بات پر ہنس دیتا ہوں ... ناخوشگوار سے حالات پہ بھی ہنس دیتا ہوں
زمانہ و زندگی کی جو کرتے ہیں برائی ... میں انکی بوسیدہ شکایات پہ ہنس دیتا ہوں
سنجیدہ ہی رہنے میں جو سمجھتے ہیں بڑائی ... سب ان کے ایسے خیالات پہ ہنس دیتا ہوں
میرے ہنسنے پہ وہ کہتے ہیں کہ یہ سنجیدہ نہیں ہے ... پر میری عادت ہو کہ میں ہر بات پہ ہنس دیتا ہوں
دنیا کے غم و رنج سے کوئی بچ نہیں سکتا ... پر میں تو دکھ درد و آفات پہ بھی ہنس دیتا ہوں

ایسی بھاونا والے انسان کا سرور و مسرت سے اتنا پکا سمبندھ بن جاتا ہے کہ وہ یہ نعرہ لگاتا ہے۔ ~

مجال کس کی کہ کوئی آ کے مجھ سے چھینے خوشی یہ میری ❊ رگ رگ کے اندر سما گئی ہے رفیق پکی بنی یہ میری

اس لئے شری گیتا جی کے ان دو شلوکوں کی تعلیم کو جو اپنا جیون آدھار بنائیگا۔ یعنی

۱۔ بھگوان کو سدا یاد رکھتے ہوئے اپنے جیون سنگرام میں ڈٹے رہو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

۲- خوش رہنے سے سارے دُکھوں کا ناش ہو جاتا ہے اور بُدھی بھی ٹِک جاتی ہے۔
اس کی بھاؤنا یہاں نظیر کے الفاظ میں یوں بن جائیگی۔ سہ

جو مرد ہیں پورے وہ ہر حال میں خوش ہیں — ہر کام میں ہر دام میں ہر حال میں خوش ہیں
جو مال دیا رب نے تو وہ مال میں خوش ہیں — بے زر جو کیا اُس نے تو اس حال میں خوش ہیں
گر غم دیا اُس نے تو غم میں رہے خوش — ماتم جو دیا اُس نے تو ماتم میں رہے خوش
کھانے کو ملا کم تو کم میں رہے خوش — جس طرح بھی رکھا اُسی عالم میں رہے خوش
چہرے پہ ملامت نہ جگر میں بھی کچھ غم — ماتھے پہ کہیں چیں نہ ابرو میں کہیں خم
شکوہ نہ زباں پر نہ چشم ہوئی نم — غم میں بھی وہی عیش اور الم میں بھی وہی دم
جینے کا نہ اندوہ نہ مرنے کا ذرا غم — یکساں ہے انہیں زندگی اور موت کا عالم

دُکھ درد میں آفات میں جنجال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

جس انسان کی یہ سُندر بھاونا بن جاتی ہے وہ سچّے معنوں میں جیون مکت ہوتا ہے۔ پربھو کرے کہ ہم شری گیتا جی کے احکام کی تعمیل کرتے ہوئے ایسی بھاؤنا بنا کر اسی جیون میں مکتی کا سکھ لیں۔

کیا تیاگ غیر ضروری ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حقیقی تیاگ تو ضروری ہے لیکن جھوٹا تیاگ غیر ضروری ہے۔ جھوٹا تیاگ ہے کرم کا تیاگ اور سچّا تیاگ ہے کرم کے پھل کا تیاگ۔ کرم کو نہ تیاگنے کے متعلق تو شری گیتا جی کی تعلیم بالکل صاف اور صریح ہے۔ دیکھئے کیا کہا ہے۔

नियतं कुरुकर्म त्वं कर्म ज्यायो हयकर्मण:।
शरीर यात्रापि च ते न प्रसिद्धयेद कर्मण: ॥

ارتھ۔ تو شاستر ودھی سے نشچت کئے ہوئے کرموں کو اوشیہ کر۔ کیونکہ کرم نہ کرنے کے مقابلہ میں کرم کرنا بہتر ہے اور کرم نہ کرنے سے تو تیرا شریر کا نرواہ بھی نہیں ہو سکتا (کھانا۔ پینا۔ نہانا دھونا کپڑے پہننا وغیرہ بھی تو کرم ہیں) گیتا جی کا یہ فرمان کتنا واضح اور سپشٹ ہے۔ جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ گیتا میں کرم نہ کرنے کا اُپدیش ہے وہ اس شلوک کو دھیان سے پڑھیں۔ اور اس غلط خیال کو اپنے دل سے نکال دیں۔ ہاں حقیقی تیاگ کی تلقین گیتا ضرور کرتی ہے۔ جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اس بارہ میں گیتا کا فرمان ملاحظہ ہو۔

न हि भृता शक्यं त्यकतुं कर्माण्य शेषत: ।
यस्तु कर्मफलत्यागी स त्यागीत्यभिविधीयते ॥ गीता 18/11

ارتھ۔ دیہہ دھاری پُرش کے دوارا پوری طرح سے کرم تیاگے جانے ممکن نہیں ہیں۔ اسلئے جو پُرش کرم کے پھل

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کا تیاگی ہے وہ ہی سچا تیاگی ہے۔ ایسا کہا گیا ہے (یہ ہے وہ تیاگ جو لازمی اور ضروری ہے۔)
ایسے تیاگ کے متعلق گیتا جی میں اور جگہ بھی کافی ذکر آیا ہے۔ گیتا کے اصل شلوک طوالتِ مضمون کے
خوف سے نہ لکھ کر ان کا صرف ارتھ پیش کیا جاتا ہے اور وہ بھی صرف تین شلوکوں کا۔
(۱) تیرا کرم کرنے ماتر میں ہی ادھیکار ہے اس کے پھل میں نہیں۔ کرموں کے پھل کی تو آرزو مت کر اور نہ ہی تو
کرم چھوڑنے کو اچھا سمجھ (گیتا ۲-۴۷)
(۲) یگیہ دان اور تپ رُوپ کرم تیاگنے کے قابل نہیں ہیں۔ ان کا تو ضروری طور پر کرنا ہی فرض ہے۔ یگیہ دان اور
تپ تو بدھی مان پرشوں کو پوتر کرنے والے ہیں (گیتا ۱۸-۵)
(۳) شاستر دوارا نصیحت کیا ہوا کرم تیاگنے یوگیہ نہیں ہے۔ موہ سے اس کا تیاگ کرنا تو جہالت ہے۔
(گیتا ۱۸-۷)
ان سب پرمانوں سے پورے طور سے واضح ہوتا ہے کہ گیتا نہ کرم کے تیاگ کی تعلیم دیتی ہے اور نہ ہی دُنیا
چھوڑنے کی۔ گیتا کا واضح اُپدیش تو پہلے بھی کہا جا چکا ہے یعنی मामनु स्मर युध्य च ॥
ارتھات بھگوان کو یاد رکھو اور جیون سنگرام کے جنگجو سپاہی بنے رہو۔
نہ صرف شری گیتا جی کا فرمان اس بارہ میں واضح ہے بلکہ وید بھگوان کا بھی یہی ارشاد ہے سُنئے
कुर्वन्नेवेह कर्माणि जिजीविषेच्छत ँ समाः।
एवं त्वयि नान्यथेतो ऽस्ति न कर्म लिप्यते नरे ॥ यजु -४०-२
ارتھ۔ انسان سو سال تک کرم کرتا ہوا جینے کی اچھا کرے۔ ایسا کرنا ہی انسان کے لئے لازمی ہے اس کے
خلاف نہیں ٹھیک طرح سے کرم کیا ہوا (پربھو نمت پھل کی بھاونا چھوڑ کر) بندھن کا کارن نہیں بنتا جو لوگ
دُنیا کو چھوڑنے کی بات کہتے ہیں وہ ذرا بتائیں کہ دُنیا چھوڑ کر انسان جا کہاں سکتا ہے! ایک شاعر کہتا ہے ۔ع
اچھی کہی ہے شیخ نے کہ دُنیا کو چھوڑ دو کیا اس کو چھوڑ کر ہم رہیں آسماں پر؟
جو بھولے ہوئے بھائی کہتے ہیں کہ ہم نے دنیا چھوڑ دی وہ تو انکی خود فریبی ہے۔ صرف ایک جگہ چھوڑ دی
اور دوسری جگہ جا بیٹھے تو کیا اس سے دُنیا چھوٹ گئی۔ دُنیا تو مرنے کے بعد ہی چھوٹتی ہے۔ ہاں دُنیا کا اصل
چھوڑنا تو دل میں اس کا موہ چھوڑنا ہوتا ہے۔ اور ایسا آدمی ہی کہیں بھی بیٹھ کر کر سکتا ہے۔ اگر ایک چھوٹا سا گھر چھوڑ کر
کسی تیرتھ ستھان پر ایک مٹھ بنا لیا تو یہ تو تیاگ کی ایک آتم وچنا ہے۔ یا اپنے بال بچے چھوڑ کر کسی دوسری
جگہ جا کر بھگت اور بھگتنیاں بنا لیں تو ہم ایسے تیاگ کو کیا نام دیں۔ ایک جگہ سے موہ ہٹایا دوسری جگہ قائم کر لیا اور وہ بھی
پہلے موہ سے زیادہ زبردست اور زیادہ گراوٹ کی طرف لے جانا والا۔ اس سے دُنیا چھوٹی تو نہیں بلکہ پیر اور لمبے پسار لئے
تیاگ کیا ہونا چاہئے اور کس چیز کا ہونا چاہئے۔ ایک کوی کی بات سُنئے ۔ع
سہج رُشی سو جانئے کرے کٹنب پرتی پال انتر گت نیارا رہے جیوں دھائے کھلاوے بال

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ارتھ۔ سمتا کی بھاونا اُسی شخص کی ٹھیک کہی جا سکتی ہے کہ جو اپنے پریوار کو تو ودھی وت پالن پوشن کرے لیکن ہردے میں موہ نہ رکھے جس طرح ایک تنخواہ دار دایہ دوسرے کے بچے کا پالن پوشن کرتی ہے۔

وہ دایہ بچے کو پالتی بھی ہے۔ اسے پیار بھی کرتی ہے۔ اسے اپنا بچہ کہہ کر پکارتی بھی ہے۔ لیکن من میں یہ نشچے بنا رہتا ہے کہ یہ بچہ غیر کا ہے۔ اسی طرح سے ایک سم درشی پُرش اپنے پریوار کو اپنا کر تو یہ سمجھ کر پالتا ہوا بھی انوبھو یہ کرتا ہے کہ گھر بار اور بال بچے حقیقتاً پرمیشور کی ملکیت ہیں میں تو صرف امانی ہوں۔ ان کی سیوا اور رکشا کا فرض پربھو نے میرے سپرد کیا ہے۔ ایسا سمجھ کر وہ اپنا فرض بھی احسن رُوپ سے سرانجام دیتا ہے اور موہ میں بھی نہیں پھنستا۔

دنیا کے چھوڑنے کی کوئی بھی شاستر ہدایت نہیں کرتا اور نہ ہی دُنیا کو چھوڑا جا سکتا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے

کس نے کہا ہے تجھ سے کہ دُنیا کو چھوڑ بیٹھ ؎ اپنی طرف سے باتیں نہ ایسی تو جوڑ بیٹھ!

پہلے ہم کو سمجھنا واجب ہے کہ دُنیا حقیقتاً ہے کیا چیز۔ ایک فارسی صوفی شاعر اس کا یہ جواب دیتا ہے

چیست دُنیا از خدا غافل بُدن ؎ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

ترجمہ۔ روزی کمانے۔ روپیہ پیسہ پاس ہونے اور بیوی بچوں کے ساتھ رہنا دُنیا نہیں کہلاتا۔ دُنیا کہلاتا ہے ان کے موہ میں پھنس کر پرمیشور کی طرف سے غافل ہو جانا۔"

دُنیا چھوڑنا کسے کہتے ہیں۔ اس کی وضاحت بھی ایک صوفی سے سُنئے۔ ؎

ترکِ دُنیا نیست ترکِ دولت و فرزند و زن ؎ بلکہ دِل را پاک کردن از محبتِ ایں و آں

ترجمہ:۔ زر و مال اور بیوی بچوں کو چھوڑ دینے سے دُنیا چھوڑی گئی نہیں کہی جا سکتی بلکہ حقیقی دُنیا چھوڑنا تو یہ ہے کہ انسان دُنیا کی اِس یا اُس چیز یعنی ہر چیز کے موہ سے دِل کو پاک کر لے۔"

ایک ہندی کوی نے بھی اس حقیقت کو بڑی خوبی سے واضح کیا ہے۔ لکھا ہے۔ ؎

مان دھام دھن ناری سُت ان میں نہیں جو آسکت
رام بھگت تیہہ جانئے گھر ہی ماہیں ورکت

ارتھ۔ جو شخص اپنے گھر میں رہتا ہوا نہ تو عزت کا خواہاں ہو نہ ہی اسے اپنے گھر۔ زر و مال اور بیوی بچوں سے موہ ہو تو وہ ہی سچا پربھو بھگت ہے اور وہ گھر میں رہتا ہوا ہی سادھو ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کا گھر میں رہتے ہوئے زندگی بسر کرنا بھگوا پہننے کی نسبت افضل ہے۔ کیونکہ گھر میں رہتے ہوئے بہت سی ترغیبات۔ پرلوبھنوں اور کھیلاہٹوں کا مقابلہ کرتے ہوئے نرموہی رہنا سچا تیاگ ہے۔ اپنے فرائض سے کنارہ کشی کر کے اور اپنی ذمہ داریوں سے بھاگ کر تیاگی کہلانا تو اُس شخص کی مانند ہے کہ جو ندی کے وار کے کنارے پر بیٹھ کر ہی کہے کہ میں ندی پار کر چکا ہوں۔ ایسا کرنا تو اپنے آپ کو بھی اور دوسروں کو بھی دھوکہ دینا ہے۔ اصل تیاگ تو شری گیتا جی کی آگیا انوسار سنسار کشیتر کا یُدھ کرتے ہوئے الپت اور اچھوتا رہنا ہے۔ سنسار میں رہتے ہوئے ہانی لابھ دونوں ہی کی حالت میں سمتا رکھنا سچا تیاگ اور سچا یوگ ہے جیسے کہ کہا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آوت پرش نہ اوپجے جاوت شوک نہ ہوئے ۔ ایسی رہنی جو رہے گھر میں یوگی سوئے

سمتا کا بھاو بنا رہے تو اس بات کا کوئی فرق نہیں پڑتا کہ انسان کہیں رہے اسلئے کبیرجی نے فرمایا ہے۔

پریم بھاو ایک چاہئے بھیش انیک بناؤ ۔ بھاوے گھر ما ہے رہو بھاوے بن میں جاؤ

دادوجی نے بھی اس بارہ میں بڑی سندر بات کہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

جن پیرانی ہے جانیا گھر بن ایک سمان ۔ گھر بھیتر بن جیوں رہے سو ہے سادھو سوجان

گیتا ہرگز دنیا کو چھوڑنے کا اپدیش نہیں کرتی بلکہ کرم کرنے کی تاکید کرتی ہے۔ ہاں ایک شرط ضرور لگاتی ہے کہ سب کچھ کرتے ہوئے من کو پربھو پریم میں مخمور رکھو جیسا کہ پنجابی کی بھی ایک ضرب المثل ہے۔

"ہتھ کار وَل دِل یار وَل"

یعنی ہاتھ تو اپنے فرائض کی ادائیگی میں لگے رہیں لیکن من کی تار بھگوان کے چرنوں کے ساتھ جڑی رہے۔

ایک فارسی شاعر نے بھی اس حقیقت کو نہایت اچھی طرح سے واضح کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ

نمی گویم کہ از دنیا جدا باش ۔ بہر کارے کہ باشی با خدا باش

ترجمہ۔ میں تم سے کبھی یہ بات نہیں کہتا کہ دنیا کو چھوڑ دو۔ بلکہ یہ کہتا ہوں کہ جو بھی کام کرو وہ بھگوان کو یاد رکھتے ہوئے کرو۔ من کو بھگوان میں لگائے رکھنے سے انسان اپنے سارے فرائض نبھاتا ہوا بھی دنیاوی چیزوں کے موہ میں نہیں پھنستا۔ ایسے من کی حالت کو ایک صوفی نے اس طرح بیان کیا ہے۔

بگیر رسمِ تعلق دلا ز مرغابی ۔ شود در آب چوں برخاست خشک پر برخاست

ترجمہ۔ اے دل تو اس دنیا میں اپنے تعلقات رکھنے کے بارے میں ایک مرغابی سے سبق سیکھ جو کہ ہر وقت پانی میں رہتی ہے لیکن اپنے پروں کو گیلا نہیں ہونے دیتی۔ جس وقت بھی باہر آئیگی اس کے پر خشک کے خشک ہونگے۔ گیتا جی تو جا بجا اس امر کی تاکید کرتی ہے کہ کام بھی کرو اور رام کو بھی نہ بھولو! ایک مہاتما نے کیا ٹھیک کہا ہے

سرس رہے سنسار میں من راکھے جھ پاس ۔ لپت نہ ہو سنسار میں وہی جانو ہم داس

بھگت دریا صاحب کا اس بارے میں فرمان ہے کہ

جو کوئی سادھو گرہ میں ماہیں رام بھرپور ۔ کہے دریا وا سادھو کی میں چرن کی دھور

جو لوگ جھوٹا تیاگ کرتے ہیں اور بناوٹی سادھو بنتے ہیں اور گھربار اور اپنے فرائض سے بھاگ کر تیاگی یا گیانی بننے یا کہلانے کی چیشٹا کرتے ہیں۔ ان کے متعلق گوسائیں جی نے فرمایا ہے۔

برہم گیان اُپجیو نہیں کرم دیئے چھٹکائے ۔ تلسی ایسی آتما سہج نرک میں جائے

گوسائیں جی فرماتے ہیں کہ جھوٹا تیاگ تو انسان کو نرک کا بھاگی بناتا ہے۔ محض گھر چھوڑنے کا نام تیاگ نہیں ہے۔ جیسے کہ کہا ہے۔

کہا بھیو گھر چھوڑ کے تجیو نہ مایا سنگ ۔ ناگ تجی جیوں کینچلی تجیو نہ وِش کا انگ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

یعنی اگر انسان کا دُنیا سے موہ دُور نہیں ہوتا تو گھر چھوڑنے سے کیا بن جائیگا۔ کیونکہ ایسا کرنا تو اس سانپ کی مانند ہے کہ جو اوپر کی کینچلی کو تو دُور پھینک دیتا ہے لیکن اس کے اندر کا زہر جوں کا توں بنا رہتا ہے"۔

ایک خاص بات جو بہت سے لوگوں کو جھوٹا تیاگ لینے کے لئے اُکساتی ہے وہ ہے بھارتی لوگوں کا بھگوے ویش کے لئے آدر اور سنمان۔ بھگوا ویش پہنکر جو بھی جا رہا ہوگا لوگ اس کے چرنوں پر سر جھکا دینگے پھر بھگوے ویش والوں کے لئے بڑے بڑے تیرتھ استھانوں پر لنگر لگے ہوئے ہیں جہاں انہیں آہار مل سکتا ہے اس طرح سے اگر بھگوا ویش پہننے سے کھانا بھی بغیر کام کئے مل جائے اور آدر سنمان بھی پراپت ہو تو کام سے جی چرانے والے لوگوں کو جھوٹا تیاگی بننے کی پریرنا کیوں نہ ملے کسی نے ٹھیک کہا ہے۔ ؎

مونڈ منڈائے تین گُن مٹ جائے سر کی کھاج　　لوگ تو باباجی کہیں اور ملے کھان کو ناج

یعنی سر منڈوا کر سادھو بننے کے تین لابھ ہیں ایک تو سر میں بال نہ رہنے سے سر میں خارش ہونے کا کوئی امکان نہیں رہتا۔ دوسرے لوگ عزت ستکار کرتے ہیں اور تیسرے کھانے کو روٹی مفت مل جاتی ہے۔

اسی لئے کبیرجی نے ایسا کرنے کے خلاف زبردست تنبیہ کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے۔ ؎

داڑھی مونچھ مونڈا کے ہُوا ہے گھوٹم گھوٹ　　ارے من کیوں نہیں مونڈیا جا میں سارا کھوٹ
केसन کیسن کہا بگاڑیا جو مُونڈو سو بار　　من کو کیوں نہیں مونڈتے جا میں وِشے وِکار

بھارتیوں کی اس اندھ شردھا نے نئے نئے جھوٹے گوروؤں کا تانتا لگا دیا ہے۔ وہ سبھی اپنے آپ کو پرمیشور کا اوتار بتلاتے ہیں اور حیرانی یہ ہے کہ بہت سے ایسے لوگ بھی ان کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں جن سے ایسے جھوٹے گوروؤں کے پیرو بننے کا گمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔ ایسے لوگ بھگوا وستر بھی نہیں پہنتے بلکہ بگلے کی طرح بالکل سفید وستر پہنتے ہیں۔

اس لئے شری گیتا جی کے آٹھویں ادھیائے کے ساتویں شلوک کا زیادہ پرچار ہونا چاہیئے اور اسی کی تعلیم پر زیادہ بل دینا چاہیئے کہ جو کہتا ہے کہ پرمیشور کو یاد رکھتے ہوئے سنسار کے یدھ کشیتر کے سپاہی بنے رہو۔ ایسا پرچار ہونے سے لوگوں کے دلوں میں کام کرنے والوں کی زیادہ عزت ہوگی نہ کہ کام چھوڑنے والوں کی۔ اس کا شُبھ پرینام یہ ہوگا کہ جھوٹا تیاگ کرنے کی بھاونا مٹیگی۔ اور دنیاوی فرائض نبھاتے ہوئے شری گیتا جی کے انا سکتی روپی تیاگ کی بھاونا اُتپن ہوگی۔ جھوٹے گورو بھی پھر بہت کم بن سکینگے۔ بھگوان کرے کہ ہم اس سنہری اُپدیش

मामनुस्मर युध्य च ॥

پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے مانو جنم کو سپھل بنا سکیں۔" اوم شم۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(اوم)
تیاگ یا سنیاس
(ایڈیٹر)

کرم یوگی مہان آتما شری چاولہ جی کا مضمون بڑا مدلل مفصل اور موجودہ زمانہ کے انوسار ہے۔ انہوں نے گیتا کے صحیح مفہوم کو واضح کیا ہے۔ آج تیاگ کے نام پر پاکھنڈ زیادہ ہے۔ اور عمل بہت کم۔ اسلئے شری چاولہ جی کا خیال بالکل درست ہے۔ کہ ہمیں تیاگ ورتی کو پروتساہن دیکر لوگوں کو کرم کھشیتر سے متنفر کرنا عقلمندی نہیں ہے۔ انکے اس مضمون کو پڑھکر کئی ودوان سادھو مہاتما لتاڑ آکھشیپ کریں۔ لیکن ایسے سچے شروتری برہم نشٹھی مہاتماؤں کی سیوا میں میرا نمر نویدن ہے کہ اس مضمون کو پڑھکر کسی غلط فہمی میں نہ پڑیں۔ یہ مضمون آدی جگت گورو شری سوامی شنکر آچاریہ جی سوامی رام اور سوامی وویکانند اور سوامی دیانند جی سرسوتی کے وچاروں کے ورُدھ نہیں ہے۔ میں ذاتی طور پر ورن اور آشرم کے دھرموں کا انویائی ہوں۔ شاستر کے ورُدھ ایک قدم بھی چلنا نہیں چاہتا۔ براہمن۔ کھشتری۔ ویش اور شودر۔ برہمچریہ۔ گرہست۔ بان پرست اور سنیاس یہ چاروں ورن اور چاروں آشرم۔ ہر انسان کے لئے ضروری ہیں۔ ان کا دھرم پالن کرنے کیلئے تمام وید۔ تمام شاستر اور بھگوتی گیتا سب کے سب حکم دیتے ہیں۔ اور جو شخص ورن اور آشرم کے دھرموں کا پالن نہیں کرتا۔ اُسکو نرک گامی اور ورن سنکر کہا گیا ہے۔ اس لئے تمام ویدک دھرمی ہندوؤں کو ورن اور آشرم کے دھرموں پر پورن شردھا رکھتے ہوئے اپنے اپنے ورن اور اپنے اپنے آشرم کے نیموں کا ہرگز النگھن نہیں کرنا چاہئے۔ جیسا کہ پراچین کال سے ہی تمام رشی منی اور مہاتما کرتے آئے ہیں۔

لیکن

سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ براہمن۔ کھشتری۔ ویش اور شودر۔ اپنے اپنے دھرموں پر قائم ہیں۔ جواب صاف ہے۔ کہ نہیں۔ بہت کم لوگ رہ گئے ہیں۔ جن کو اپنے دھرم پر شردھا ہے۔ براہمن اپنا کرتویہ چھوڑ چکے ہیں۔ کتنے براہمنا ہیں جو کرم کانڈی ہیں جو روزانہ سندھیا اور گائتری کا جاپ کرتے ہیں۔ نیز وید اور شاستروں کی ودیا کو حاصل کرتے ہیں۔ اور اُن کا پرچار کرتے ہیں۔ براہمن کا کام تھا ودیا کو پڑھنا اور پڑھانا۔ دان لینا اور دان دینا۔ گرہست میں رہتے ہوئے تپسوی جیون بسر کرنا۔ اور لوگوں کو دھرم مارگ پر آرُڑھ کرنا۔ اِس طرح کھشتری کا بھی دھرم تھا کہ تمام دشمنوں وکاروں کا تیاگ کرنا۔ اپنے دھرم اپنی جاتی اپنے دیش نیز سادھو براہمن اور استری جاتی کی رکھشا کے لئے اپنے پرانوں کا بھی بلی دان کر دینا۔ کتنے ویش ہیں جو نیک کمائی کرتے ہیں اور اُس کو اپنے دھرم اور دیش کی اُنتی کے لئے صرف کرتے ہیں۔ یہ تو ہے ہمارے ورن کا حال۔ اب آشرموں کی طرف بھی نگاہ ڈالئے۔ پہلا آشرم

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تھا۔ برھمچریہ آشرم ۔۔۔ یہی سب سے ضروری تھا۔ یہ ہمارے ہندو دھرم کی گویا جان تھی۔ یہی درن اور آشرم پتی تلنہ کی بنیاد تھی۔ انہی آشرم میں برھمچریہ کو پورن روپ سے دھارن کرکے تمام وید اور شاستروں کی تعلیم کو حاصل کیا جاتا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اپنا راجیہ نہ رہا۔ غیر حکومتوں نے ہمیں ہر طرح سے تباہ و برباد کرکے رکھدیا۔ ہمارا برھمچریہ آشرم اور گوروکل سسٹم ختم ہوگیا۔ اور ہم ودّیا سے محروم ہوگئے۔ شری سوامی دیانند جی سرسوتی نے اس بنیادی خامی کو دور کرنے کے لئے گوروکل جاری کئے۔ اور کچھ عرصہ آریہ سماج کے نیتاؤں نے اس طرف دھیان بھی دیا۔ لیکن مکار دشمن انگریز کے پروردہ لوگ دھرم کا لبادہ پہن کر دھارمک سنستھاؤں میں گھس گئے۔ اور سوامی دیانند جی اور دیگر دھارمک لیڈروں کی محنت رائیگاں چلی گئی۔ اب تو موجودہ گوروکل برائے نام رہ گئے ہیں۔ وہ پہلی سی سپرٹ ہی نہیں رہی۔ لوگوں کا رجحان ہی دھارمک تعلیم سے بدل گیا ہے۔ کیا براہمن کیا کھشتری اور کیا ویش سب کے سب اپنے لڑکوں کو شودر (یعنی سیوک نوکر۔ ملازمت پیشہ) بنانے میں لگے ہوئے ہیں۔ انگریزی تعلیم اور مغربی تہذیب کو حاصل کرنے کے لئے ہی کوشاں ہیں۔ دھارمک نشان۔ چوٹی اور جنیؤ کو خیرباد کہکر گلے میں حضرت مسیح کا نشان ٹائی پہننے میں فخر سمجھتے ہیں۔ آج تو ہر طالب علم سائنس کا پڑھنا ضروری خیال کرتا ہے لیکن گیتا اور اپنشد کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اس پوتر بھارت بھومی سے الوداع ہوتے وقت انگریزوں نے حکومت کی باگ ڈور اپنے مغرب زدہ چیلوں کے ہاتھ میں سونپ دی۔ جنہوں نے ولائیت کی نقل کی اور مخلوط تعلیم CO-EDUCATION کو کالجوں میں رائج کردیا۔ انگریزوں نے تو اس لئے ہماری عورتوں کو مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب کی طرف راغب کیا تھا کہ ہمارا تمام گرہست آشرم جوکہ ہماری ستی برتا عورتوں کی بدولت ابھی تک قائم ہے۔ اس کو نیست و نابود کیا جاوے۔ لیکن ہمارے مہربان موجودہ حکمران تو اپنے گورو انگریزوں اور کمیونسٹوں سے بھی دو قدم آگے بڑھ گئے ہیں: یہ لوگ اس دیش میں دوبارہ وام مارگ لانے کے لئے کوشاں ہیں۔ چنانچہ بوسہ بازی کا قانون پاس کرکے انہوں نے ثابت کردیا ہے کہ یہ لوگ۔ ہندوستان کی تہذیب اور تمدّن کو بالکل ختم کرنا چاہتے ہیں۔ دیش کے ان خطرناک حالات میں ہندوستانی مسلمانوں اور ہندوؤں کا اہم فرض ہے کہ وہ اپنی تمام نسل کو اس وام مارگ سے بچانے کے لئے گوروکل جاری کریں۔ مسلمانوں کے چند جہاں دیدہ علمائے دین نے دیوبند ضلع سہارنپور میں مسلمان لڑکوں کیلئے جو درسگاہ (سکول) تقریباً ایک صدی سے جاری کیا ہوا ہے وہ قابلِ تعریف ہے اس میں جہاں مذہب اسلام کی مکمل تعلیم دیجاتی ہے اور قرآن شریف کو زبان زد کراکر حافظ قرآن بنایا جاتا ہے۔ وہاں لڑکوں کو کتابت۔ پریس۔ جلد سازی۔ کپڑے بُننے بجلی اور کئی طرح کی مشینوں کا کام سکھایا جاتا ہے لڑکوں کے لئے رہائش اور خوراک کا معقول فری انتظام ہے۔ غریب اور ہوشیار مسلمان لڑکوں کو وظیفے بھی دیئے جاتے ہیں۔ یہ ہے اپنے مذہب اور اپنی قوم کی صحیح معنوں میں خدمت۔ لیکن جب ہم ہندوؤں کے برسرِ اقتدار امیر لوگوں کی طرف نگاہ ڈالتے ہیں تو ان کو اور ان کے برخوردار لڑکوں کو عیش وعشرت اور کلبوں کے شوقین دیکھتے ہیں۔ غنڈا گردی اور قانون شکنی کے زیادہ واقعات ان امیر گھرانوں کے نونہال اور بدبختوں سے ہی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سرزد ہوتے ہیں۔ اس دیش میں سیکولرزم لانے کیلئے تو ضروری تھا کہ امیر اور غریب میں امتیاز نہ کیا جاتا۔ جیسے کرشن اور سُدامان ایک جگہ پڑھتے اور ایک جگہ کھیلتے اور ایک جیسا کھاتے پیتے تھے۔ اسی طرح آزادی حاصل کرنے کے بعد برھمچریہ آشرم کیلئے گوروکل سسٹم جاری کیا جانا چاہیئے تھا۔ لیکن کتنے دُکھ کا مقام ہے کہ تمام ہندستانی نسل کو۔ (کو ایجوکیشن۔ سینما۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن۔ نیز شارع عام اخلاق سوز تصاویر چسپاں کر کے اور بوسہ بازی کے قانون بنا کر) وام مارگی بنانے میں ہی سرتوڑ کوششیں ہو رہی ہیں۔ برھمچریہ سکھانے کی بجائے فیملی پلاننگ ہو رہی ہے جس سے نوجوانوں کا اخلاق رساتل کو جا رہا ہے کیونکہ کئی عیوب اس میں چھُپ رہے ہیں۔ مسلمانوں نے اعلان کر دیا ہے کہ یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ اس لئے وہ گورنمنٹ کے اس قانون کی پرواہ نہیں کرتے۔ چونکہ ہندوؤں کا کوئی دھرم ایمان نہیں رہا اس لئے وقت آ رہا ہے کہ اس دیش میں اُنکی اکثریت کم ہو جائیگی اور حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں چلی جاویگی۔"

اگر ہندوؤں نے اپنے دیش اور اپنے دھرم اور اپنی جاتی کو سُوکھشت رکھنا ہے تو اُن کیلئے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ اپنے دھرم پر شردھا رکھکر ورن اور آشرم کے نیموں کا پالن کریں۔"

جن لوگوں کا پہلا برھمچریہ آشرم ہی محفوظ نہیں۔ جن کو اپنے دھرم شاستروں کی تعلیم سے ہی واقفیت نہیں۔ وہ نہ گرہست آشرم۔ نہ بان پرست آشرم اور نہ ہی سنیاس آشرم کے قابل بن سکتے ہیں۔

70 یا 80 سال کی آیو ہو جانے پر جبکہ شریر اور اندریاں شتھل ہو جاتی ہیں اور سردی۔ گرمی۔ بھوک۔ پیاس۔ بیماری نا داری وغیرہ کے تھپیڑوں کو برداشت کرنے کی شکتی ہی نہیں رہتی۔ اس وقت سنیاس آشرم کا خیال کرنا بے معنی ہے۔ روگی اور کمزور شریر رکھنے والے کیلئے سنیاس کی آگیا شاستر بھی نہیں دیتا۔ ؎

اے مرغِ دل اُکھڑ گئے جب بال و پر تیرے
کہو کیا کرے گا دام سے چھُٹ کر پھنسا ہُوا

اب تو لوگ سنیاس اس خیال سے لینا چاہتے ہیں کہ گھر والے اُن کے آگیا کار نہیں، اور سنیاس لیکر اُن سے چھٹکارہ مل جائیگا۔ لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ جن استری پُتر آدک کے لئے تم نے ہزاروں روپیہ تمام عمر کمایا اور اُنکی سیوا بھی کی۔ بال بچّوں کی شادیاں کیں۔ اُنکے لئے کئی پاپ کر کے دھن اکٹھا کیا۔ اُن کیلئے عالیشان مکان بنائے۔ اُن کو مغربی تعلیم دیکر عیش و عشرت سکھائی۔ اگر وہی تمھارے نہیں بنتے تو دوسروں سے آپ کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔ آج تو خود غرضی کا زمانہ ہے کسی آشرم میں آپ کو روپیہ ادا کئے بغیر نہ ہی رہائش کا انتظام معقول مل سکتا ہے۔ اور نہ ہی بھوجن کا۔ اگر آپ چاہیں کہ سوامی رام کی طرح آپ رشی کیش سے دُور برہم پوری کے سنسان جنگلوں میں یا گنگا کے تٹ پر صرف ایشور کے بھروسے اپنا جیون و تیت کر لیں۔ تو یہ ناممکن ہے اُن جیسا ایشور وشواس تو پہلے پیدا کرو۔

پریم کا رستہ نہیں تلوار کی یہ دھار ہے
وہ ہی اس پر چل سکے جو ہر سے کھیلے پار ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہم نہیں کہتے کہ سنیاس آشرم بُری چیز ہے۔ یا اُس کی ضرورت نہیں ہے۔ چاروں آشرم منش ماتر کیلئے بہت ضروری ہیں۔ لیکن جب تک برہمچریہ آشرم کو مضبوط نہ بنایا جاوے تب تک نہ ہی گرہست آشرم ہی صحیح معنوں میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی سنیاس۔ اس لئے ہندوؤں کو چاہئے کہ وہ اپنی آئندہ نسل کو دھرم مارگ پر آروڑھ کرنے کیلئے گوروکل قائم کریں۔ جہاں غریب اور امیر سب لڑکوں کو یکساں تعلیم ملے۔ اور وہ ۲۵ سال تک پورن رِیتی سے برہمچریہ کو دھارن کر کے۔ وید۔ شاستر۔ اُپنشد۔ پُران۔ گیتا۔ اور یوگ کی وِدّیا کو حاصل کریں۔ بصورت دیگر نہ یہ آزادی ہی رہیگی۔ اور نہ ہمارا دھرم۔ اور یہی ہماری نسل سب کی سب نا ننگ غنڈے اور جہاں انتیاچاری بن کر ہرنا کش۔ راون۔ اور کنس کیطرح اپنے ہی دھرم اور اپنی ہی ستا تن بھارتیہ سبھیتا کا قلع قمع کرنے میں فخر سمجھینگے۔ موجودہ تعلیم انسان کو محض پیٹ پوجا سکھاتی ہے۔ اور نوکری یعنی غلامی کی طرف رجوع کرتی ہے۔

شری چاولہ جی نے آجکل کے عام سادھوؤں پر جو آکھشیپ کیا ہے۔ وہ شروتری برہم نِشٹھ یعنی ودوان اور برہم گیان میں نِشٹھ مہاتماؤں پر لاگو نہیں ہو سکتا۔ جب ایسے مہان آتما سادھو اور برہمن اس سنسار پر نہ رہینگے تو دھرم کا پرچار نہ رہنے سے رجوگن اور تموگن بڑھیگا اور لوگ مہان دُکھی ہونگے ایسے مہان سنیاسیوں کے تپ اور تیاگ سے ہی ابھی ہمارا دیش سُو رکھشت ہے۔ آدجگت گورو شری ۱۰۸ سوامی شنکر آچاریہ نے سنیاس آشرم کو تقویت دی تمام دیش میں مٹھ بنائے۔ سادھوؤں کیلئے وِدّیالیں کھولیں۔ جگہ جگہ مندر بنوائے اور ہر مندر میں سنسکرت پاٹھشالاؤں کا پربندھ کیا۔ اور برہمنوں کو کرم کانڈ کی تعلیم دی۔ اور اُن میں سے ہی بعد میں سنیاسی بنے۔ اس لئے اب بھی ہمارے دیش کو سچّے تیاگی مہاتماؤں کی ضرورت ہے۔ مہاتماؤں کے آشرم ہی ہماری یونیورسٹیاں تھیں۔ یہاں سے ہی برہمن اور سادھو پڑھکر باہر نکلتے تھے اور تمام دیش میں دھرم کا پرچار کرتے تھے۔ "شری سوامی دیانندجی نے جہاں دھارمک سنسکاروں کو کرنا لازمی قرار دیا ہے وہاں ورن اور آشرم کے دھرموں کو بھی ضروری سمجھا ہے۔ چنانچہ اُن کا فرمان ہے کہ پچیس 25 سال برہمچریہ۔ 25 سال گرہست اور پچیس ۲۵ سال بان پرست آشرم اور بعد میں پچیس ۲۵ سال سنیاس لیکر وید وکت ریتی سے سو سال تک جینے کی آشا کرے۔ سنیاسی بن کر آلس۔ نِدرا اور شریر کے پالن پوشن میں ہی نہ لگا رہے۔ بلکہ ویدک دھرم کو تمام سنسار میں پھیلانے کا یتن کرے۔"

جو سادھو (سوادُو) اپنے شریر اور اِندریوں کے بھوگوں میں ہی اپنا جیون نِشپھل گنوا رہے ہیں اور سوسائٹی پر بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ اُن کے لئے ہی شری چاولہ صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ ایسے لوگوں کا سنیاس اور تیاگ ایک ڈھونگ ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل کتھا سے واضح ہو جاتا ہے۔

روایت ہے کہ ایک روز شام کے وقت مہاراج شری کرشن جی رادھا جی کے ساتھ جمنا کنارے سیر کر رہے تھے۔ کہ ویدمنتروں کے گانے کی صدائے دلکش کان میں آئی۔ رادھا نے متعجب ہو کر کرشن جی سے پوچھا۔ یہ آواز

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کہاں سے آتی ہے۔ فرمایا کہ قریب کے جنگل میں ایک کٹی ہے۔ جسمیں ایک سنیاسی مشغول عبادت ہے۔ رادھا نے کہا۔ درحقیقت سنیاسی جو گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں رہ کر عبادت کرتے ہیں۔ بڑے شریشٹھ ہیں۔ گھر میں رہکر کتنا ہی بڑا پارسا کیوں نہ ہو۔ پرماتما کا بھجن نہیں کر سکتا۔ ایکانت کا لُطف تو جنگل میں ہی آتا ہے۔ شری کرشن جی نے فرمایا۔ رادھے! ایسی بات نہیں ہے۔ یہ تو ہر ایک کے من پر منحصر ہے۔

اگر دل گرفتار ہے مخمصوں میں تو جنگل بھی بازار سے کم نہیں ہے

اگر تیرے دل کو ہے یکسوئی حاصل تو بازار میں بھی تو خلوت نشیں ہے

رادھا نے کہا۔ کہ مہاراج! اس مہاتما کے درشن کرنے کو دل چاہتا ہے۔ آپ کرپا کر کے ان کے پاس چلیں بھگوان نے فرمایا۔ کہ اچھا! ایسا کرو۔ کہ میں ایک شکاری کا رُوپ دھار لیتا ہوں! اور تم خوبصورت شہزادی کا رُوپ بنالو۔ یہ کہکر کرشن جی نے ایک بُڈھے تھکے ماندے۔ نحیف۔ شکاری کا رُوپ بدلا اور نوجوان شہزادی کے ہاتھ کے سہارے چلنا شروع کیا۔ اور سادھو کی کٹیا کے نزدیک پہنچکر سادھو کو پرنام کیا۔ اور کہا۔ کہ مہاراج! یہ ایک راجہ کی لڑکی ہے۔ اس کا باپ بڑے سازوسامان سے شکار کھیلنے جنگل میں نکلا تھا اور سیر و تماشہ دکھانے اس کو بھی ساتھ لایا تھا۔ آج صبح ایک شیر نے اُسکو کھالیا۔ میں شکاری ہوں۔ میں نے اس شیر کو اپنے زہریلے تیر سے مار کر اس کو بچا لیا۔ ہم ایک رات آپ کی کُٹیا میں نواس کرینگے اور صبح ہوتے ہی میں اس شہزادی کو اس کے گھر پہنچا آؤنگا۔ مہاتما نے شہزادی کی مصیبت پر بہت ہمدردی ظاہر کی اور خوشی سے ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔ بڈھے شکاری کو اُس نے نشہ آور شربت پلایا۔ اور وہ آدھے گھنٹے کے اندر سو کر خراٹے لینے لگا شہزادی بھی کُٹیا کے ایک کونہ میں جا لیٹی۔ ابھی ایک گھنٹہ بھی گذرنے نہ پایا ہوگا کہ مہاتما دبے پاؤں شہزادی کے پاس آیا اور دھیمی دھیمی آواز سے اُسے جگایا۔ اور اپنی خواہش برگٹ کر کے کہا کہ تم چنتا مت کرو۔ اس بڈھے شکاری کو ایسی نشہ آور شراب پلائی ہے کہ یہ 24 گھنٹے تک ہوش و حواس میں نہیں آئیگا۔

شہزادی بولی۔ ائے غضب! یہ تیری پرہیزگاری۔ یہ زاہدانہ لباس محض بناوٹ۔ اور نری دھوکے کی ٹٹی۔"

سنیاسی۔ (ہاتھ جوڑ کر) شہزادی میری گستاخی معاف کر۔ میں نے ایسی صورت اپنی زندگی میں نہیں دیکھی۔ تیری نظر کا جادو کس سے رُک سکتا ہے۔ جبکہ ایسا بے بہا خزانہ سامنے ہو۔ تو صبر محال ہے۔ میں نے گھر کے تفکرات سے جان چُرا کر یہ گوشۂ تنہائی اختیار کیا تھا۔ مگر یہاں جو جو تکلیفات ہوتی ہیں بس میرا ہی جی جانتا ہے۔ اے حسن و جمال کی متوالی۔ اے نازو نعمت کی پالی۔ تو نہیں سمجھ سکتی کہ نفس کو قابو میں رکھنا کیسی کڑی منزل ہے۔ اے فرشتہ صفت میرے حال زار پر رحم کر۔ میں تو ایک نظر عنایت کا طالب ہوں۔

شہزادی۔ (غضبناک ہو کر بولی) او کمبخت — " یہ لفظ ابھی ختم نہ ہونے پائے تھے کہ متوالا بڈھا شکاری جو بظاہر سو رہا تھا ایک خونخوار اژدھا بنکر پھنکاریں مارتا اُٹھا اور بدکار فقیر کی طرف اپنا پھن

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کر کے کھڑا ہو گیا۔ اب تو فقیر کے اوسان خطا ہو گئے۔ کاٹو تو لہو نہ تھا بدن میں۔ گرتا پڑتا وہاں سے بھاگا۔ کرشن جی اصلی صورت میں آ گئے۔ رادھا جی بولیں۔ مَیں بڑی بھولی نادان ہُوں کہ ظاہری صورت پر دھوکا کھا گئی۔"

آجکل بھگوے وستر دھارن کرنے والے سنیاسیوں کی بات تو کُجا۔ اب تو سُندر سُندر سفید کپڑے پہننے والے شادی شُدہ۔ بے علم (جنکو دھرم شاستر کا مُطلق کوئی گیان نہیں۔) دمبھی اور کپٹی لوگ بھولے بھالے اندھی شردھا رکھنے والے لوگوں کے گورو بن گئے ہیں۔ وہ خود کو ایشور کا اوتار کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق اُن سے بیزار ہوئے اُنکے ہی شِشیہ کئی قسم کی افواہیں پھیلاتے ہیں۔ کئی ہندو عورتیں اُنکے جال میں پھنسکر اپنا جیون برباد کر لیتی ہیں۔ وہ لوگوں کو دُنیا کی بے ثباتی کا سبق دیتے ہیں لیکن خود لاکھوں کی جائیداد بنا رہے ہیں۔ اُنکے گلے میں نوٹوں کے ہار پڑتے ہیں۔ اور وہ مان پرتشٹھا سے پھُولے نہیں سماتے ہمارے دیش میں یہ گرہستی سادھو۔ اب نیا نیا پنتھ چلا کر راجاؤں کی طرح عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ کیا ان لوگوں سے تپسوی تیاگی بھگوے وستر پہننے والے سادھو بُرے ہیں؟ آشرم تو کوئی بھی بُرا نہیں۔ انسان کے اعمال ہی بُرے ہیں۔ جو لوگ اپنے من اور اندریوں کو قابو میں رکھتے ہیں اور دھرم شاستر کے مطابق اپنا جیون ویتیت کرتے ہیں۔ وہ ہی صحیح معنوں میں سادھو اور مہاتما ہیں۔ جو شخص اپنے من اور اندریوں کے آدھین ہیں اُنکا سنیاس لینا یا سُندر وستروں میں گورو بننا سراسر فریب ہے۔ چند دنوں کی زندگی کیلئے لوگوں کو دھوکا دینا اور پتی برتا عورتوں کو اُن کے دھرم سے پتیت کرنا اِس سے بڑھکر گناہِ عظیم اور کیا ہو سکتا ہے۔ پرماتما اِن دمبھی لوگوں کو راہِ راست پر لاوے۔" اوم شم"

گورکھ ناتھ نندہ

قطعہ

(شری لکشمی چند گرووَر۔ شاہد)

حیات چند روزہ ہے ناز نہ کر | راہِ حقیقت چل تو واعظ نہ کر
طلبگار ہے گر امن و راحت کا | عبث اِس پہ شاہد کی تو ناز نہ کر

تصویرِ انساں

کرے خدمت جو بندوں کی وہی انسان ہوتا ہے
مصائب میں یہ لازم ہے بٹانا ہاتھ بیکس کا
محبت ہی محبت ہے یہ شیوہ مردِ ایماں کا
ستانا بے گناہوں کا گناہ ہے بس گناہ یکسر
رسوائے زماں ہے وہ جو کرتا چاک دل کو ہے
کسی کا غم مٹاوے جو وہی مولےٰ کو پیارا ہے

دُکھائے دل کسی کا جو وہی حیوان ہوتا ہے
گر یزاں ہو جو نیکی سے وہی نادان ہوتا ہے
حقیقت میں وہی ہے دین وہی ایمان ہوتا ہے
ستائے بن کے انساں جو وہی شیطان ہوتا ہے
سیئے جو چاک دل کو ہی وہی انسان ہوتا ہے
ہاں عابد ہے وہی شاہد وہی ذیشان ہوتا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہیچ کنج بے دَد و بے دام نیست
جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست

ارتھ۔ کوئی ایکانت بغیر درندوں اور دام کے نہیں۔ اور سوائے ایکانت حق کے آرام نہیں ہے۔
یعنی کہیں کوئی جاوے سخت ایکانت میں بھی۔ وہاں بھی کئی دوش ملیں گے۔ اس لئے شائق کو چاہیئے۔
کہ جہاں اُس کا چِت ٹھہر جاوے اور بستر روٹی اور رہائش۔ وغیرہ میں سنکلپ نہ دینا پڑے۔ اُسی کو ایکانت سمجھے
اگر کہیں زیادہ ایکانت ہونے پر طبیعت نہ برداشت کر سکی یا کئی اور نقص پیدا ہو گئے۔ یا زیادہ شہرہ (شہرت)
ہی ہو گیا۔ یا چِت میں فخر ہی پیدا ہو گیا۔ اس ایکانت کا نتیجہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ اس لئے سدا ایسی حالت میں
رہنا جہاں جس میں کوئی جان پہچان نہ سکے۔ اور اپنے چِت کی حالت بدستور بنی رہے۔ یا کسی اور سنکلپ
کا موقعہ نہ ملے۔ ایسی سادگی ہی بناوٹ یا زیادہ سختی جھیلنے سے اچھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ کُل بناوٹوں
سنکلپ اور واسناؤں کو گیان اگنی سے بھسم کرنا ہے۔ جہاں اُسکے نیک سامان ہوں وہ ہی کوہ ہمالیہ
اور واشِشٹ آشرم ہے۔ نہیں تو اُلٹا معاملہ ہے۔ اس بات کو بڑے غور سے سوچنا اور عمل میں لانا چاہیئے۔ فقط۔

از حافظ آباد۔ مورخہ ۴ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء

آتم اَنُبھو کی ایکتی اور پختہ حالت کیلئے

ابھیاس

از قلم شری ۱۰۸ اسوامی گوبند آنند جی مہاراج
(خطوط گوبند سے)

خط نمبر ۱۲۶

از پٹیالہ۔ ۲۰ ہاڑ سمت ۱۹۸۷ء

پریے آتمن۔ اوم آنند۔ آپ کا کارڈ مل گیا۔ جس میں آتم انُبھو کی ایکتی آپ نے لکھی ہے۔۔ کہ
"برتی کو نہ کھتے ہوئے برتی کے دیکھنہار ساکھشی آتما کا انُبھو ہو کر پھر اُسی برتی کے ذریعہ اپنے آپ کو پورن آنند

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

باقی کو منفیا سمجھتے ہوئے اُس کو دور کر کے اپنے آپ کو ادوتی (ایک) انوبھو کیا جاتا ہے۔"
پیارے یہی اصلی کھیتی آتم انوبھو کی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بہتر تکنیک نہیں۔ اسی کا ابھیاس رہنا چاہیے
اسی سے جگت کا ناش (ابھاو) ہو کر کیول برہم کا اپنا آپ کر کے انوبھو ہوتا ہے۔ یہی جب پختہ ہو جاتا ہے۔
یعنی اس سے یقین نہیں بدلتا۔ یہی پورن گیان کہلاتا ہے۔ اس برہم آتم گیان سے پرش مکت اوستھا کو
پراپت ہوتا ہے۔ گو اس کا سروپ ہمیشہ سبھاوک بندھ موکھش سے رہت ہے۔ مگر جو کلپنا اگیان سے
اٹھی تھی۔ وہ اس گیان سے دور ہو جاتی ہے۔ اور پرش دکھوں سے تر جاتا ہے۔ یعنی دکھوں، جنم مرن ہرکھ شوک
بھوک پیاس وغیرہ کا وہم جو سروپ میں جانتا تھا۔ دور ہو جاتا ہے۔
یہی ابھیاس سب سے اعلیٰ ترین ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس کا پرواہ قائم رہے۔ دن میں تین وقت
تو مقرر رہنا چاہیئے۔ باقی اگر ہو سکے تو ہر موقعہ بموقعہ خواہ ایک ایک منٹ ہی حالت ہو جاوے۔ اس کو ہر وقت یعنی
تمام دن اور رات موقعہ ملنے پر کیا جاوے اُس کا تھوڑے عرصہ میں وہ نتیجہ ہو گا جس کا بیان حد سے باہر ہے
جب چت ابھیاس سے تھک کر باہر مکھ ہونے لگے۔ تب ہی کسی ست گرنتھ کا وچار ہونا چاہیئے۔
اس حالت کو چھوڑ کر کوئی کام ست سنگ بیرونی یا گرنتھ وچار نہ کیا جاوے۔ (گویا اس ابھیاس کو مقدم سمجھا
جاوے) کیونکہ اصلی ست سنگ اور سب کا پھل یہی ہے۔ جب اس ابھیاس سے برتی تھک جاوے
اُس وقت گرنتھ وچار یا ست سنگ کی باتیں ہوں خاص حالت میں اور کچھ نہ کیا جاوے۔ کیونکہ اصلی
حالت وہی ہے۔ اپنے سروپ سے کبھی یقین نہ بدلو۔ خیالات کی پرواہ نہ کرو۔ خود بخود اس ابھیاس
سے بند یا کمزور ہو جاوینگے۔" فقط

آتم گیان کیلئے افضل گرنتھ

۱۔ یوگ واشسشٹ۔ اشٹاوکر گیتا۔ اودھوت گیتا۔
۲۔ آتم پُران۔ مانڈوکیہ اُپنشد و دیگر اُپنشد بمعہ شنکر بھاشیہ۔ شریمد بھگوت گیتا شنکر بھاشیہ۔
آتم بودھ ووِیک چوڑامنی پستکیں مصنفہ آدجگت گورو سوامی شنکر آچاریہ جی۔

دفتر رسالہ اوم سے مندرجہ ذیل پستکیں مل سکتی ہیں

یوگ واشسشٹ (سار) اردو قیمت ۴/- روپئے۔ وویک چوڑامنی (اردو) مترجمہ بخشی نرسنگھ داس جی ۳/- روپئے
آتم بودھ اردو 50 پیسے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

"یوگ شبد کا ارتھ ہے جوڑ یا ملاپ یا دوسرے لفظوں میں وہ سادھن یا ذرائع جن سے کسی وستو کی پراپتی ہو سکتی ہے"۔

عام طور پر بھگوت پراپتی کے بھن بھن سادھنوں کو ہی یوگ کہا جاتا ہے! اور جو ان سادھنوں کا آچرن کرتے ہیں وہ ہی یوگی کہلاتے ہیں۔ شریمد بھگوت گیتا میں "یوگ" شبد کا پریوگ زیادہ تر نشکام کرم یوگ کیلئے ہی کیا گیا ہے جو واستو میں گیتا اپدیش کا مکھیہ ادیشیہ ہے کیونکہ شری بھگوان کرشن نے ارجن کو یدھ کرنے کیلئے پریرنا کرنے کیلئے ہی یہ سنواد آرمبھ کیا تھا، اگر یہ بات نہ ہوتی تو جب ارجن نے ہتھیار رتھ کے پچھلے حصے میں رکھکر بھگوان سے کہدیا تھا کہ مہاراج میں یدھ نہیں کرونگا کیونکہ ایسا کرنے سے مجھے اپنے بندھوؤں کو ہی موت کے گھاٹ اتارنا ہوگا۔ میں اس مہا پاپ کا بھاگی نہیں بننا چاہتا، اگر بھگوان اسکی اس تیاگ۔ برتی کی پرسنشا (تعریف) کرتے ہوئے اسے یہ کہدیتے کہ ارجن بالکل ٹھیک ہے۔ تم چپ چاپ بن (جنگل) میں تپسیا کرنے کیلئے چلے جاؤ اور آتمک انتی کے سادھنوں میں لگ جاؤ کیونکہ اس سے بڑھکر اور کوئی کام سریشٹھ نہیں ہے لیکن بھگوان نے ایسا نہ کیا اور ارجن کو جو واستو میں موہ وش ہو کر پتھ بھرشٹ ہو گیا تھا، کو دھرم مارگ پر لانے کے لئے ہی اسے دھرم کا تتو بتایا یا دوسرے لفظوں میں اسے وہ طریقہ بتایا جس سے وہ یدھ میں حصہ لیکر بھی پاپ کا بھاگی نہ بن سکے۔ جس کا اسے بھے ہو گیا تھا، یہی منشیہ کیلئے کرم کرنے کا صحیح اور اُچت طریقہ ہے، اور اسے ہی نشکام کرم یوگ کہا جاتا ہے اور ایسی استھتی میں سے اکثر ہر ایک منشیہ کو گذرنا ہی پڑتا ہے۔ جب وہ "کم کرتویہ موڑھ" (کیا کرے کیا نہ کرے) ہو کر یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اب میرے لئے کیا کرنا اُچت ہے اسکے ہردے میں ایک اندھکار چھا جاتا ہے اور وہ کچھ نرنے نہیں کر پاتا۔ ایسی استھتی میں اسے کسی پتھ پردرشک یعنی رہنما کی اوشیکتا (ضرورت) ہوتی ہے جو اسے دھرم کا راستہ بتا دیتا ہے یعنی اس مشکل کے وقت اور دھرم سنکٹ کے سمے کہ وہ کیا کرے کیا نہ کرے۔ اور جو راستہ وہ اختیار کرے وہ دھرم یکت ہو وہ اس پر عمل کرنے سے پاپ کا بھاگی نہ بنے اسی راستہ کو شری بھگوان یوگ فرماتے ہیں"

"یوگہ کرمسو کوشلم"

ارتھات اُچت کام کرنے کی ودھی ہی دراصل یوگ ہے! اس یوگ کی اصلیت کیا ہے؟ وہ یہ ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کہ جو کرم بھی ہم کریں ارتھات اپنے من بدھی، شریر سے اُن میں اپنے کرتا پن کا ابھیمان نہ ہو اور یہ سمجھ کر اُن کرموں میں پرورت ہونا کہ پرکرتی کے سمپورن گن ہی گنوں میں ورت رہے ہیں،، ہمارے جیو آتما کا اُن سے کچھ سمبندھ نہیں ہے۔ وہ اِن سب کرموں سے نرلیپ ہے۔ گیتا کے پانچویں ادھیائے میں بھگوان ایسے یوگی کا یوں ورنن کرتے ہیں۔ (شلوک ۸ - ۹)

جس کا ارتھ یہ ہے۔ ہے ارجن! تتو کو جاننے والا سانکھیہ یوگی تو دیکھتا ہوا، سُنتا ہوا، اور سپرش کرتا ہوا، سونگھتا ہوا، بھوجن کرتا ہوا۔ گمن کرتا ہوا، سوتا ہوا، سانس لیتا ہوا، بولتا ہوا، تیاگتا ہوا، گرہن کرتا ہوا، آنکھوں کو کھولتا ہوا، اور میچتا ہوا، بھی اس کی سب اندریاں اپنے اپنے ارتھوں میں ورت رہی ہیں،، اس طرح سمجھتا ہوا نسندیہ ایسا مانے کہ میں کچھ بھی نہیں کرتا ہوں،، یہ بالکل کمل کے پتے کی طرح پانی میں سنتھت ہو کر بھی اُس سے نرلیپ رہنے کی بات ہے۔،،

آگے چل کر پھر بھگوان فرماتے ہیں: کہ ارجن۔ دیہہ ابھیمانی پُرشوں کے لئے یہ سادھن بہت کٹھن ہے ارتھات یہ گیان یوگ سادھن تو کرم کرنے کا سادھن ہی سُگم اور آسان ہے۔ یعنی نشکام کرم یوگ جس کا مطلب ہے کہ کرم کرنے سے تجھے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (اس خیال سے کہ یہ بندھن میں پھنسا دینے کا کارن ہو جاتا ہے) واستو میں منشیہ کے لئے کرم کرنا اوشیک (ضروری) ہے۔ اس سے وہ بچ ہی نہیں سکتا صرف اس میں اتنی ساودھانی کی ضرورت ہے کہ جو کرم کیا جائے وہ بھگوت ارتھ ہو یعنی بھگوان کے لئے ہی کیا جائے اور اس کے پھل کی ابھلاشا (خواہش) نہ ہو۔ اسی کرم یوگ کی ویاکھیا کرتے ہوئے آگے بھگوان فرماتے ہیں۔ گیتا ادھیائے ۵ شلوک ۱۱ - کرم یوگی مہا پُرش کیول اپنے انتہ کرن کی شُدھی کے لئے ہی کرم کرتے ہیں سنسارک پدارتھوں کو پراپت کرنے کا انکا کدابی اُدیش نہیں ہوتا۔ کامنائیں تو سکامی پرشوں کو باندھتی ہیں جو کیول پھل پراپتی کی اچھا سے کرم کرتے ہیں۔ سانکھیہ یوگی سب کرموں کو من سے تیاگ دیتا ہے۔ اس لئے وہ کرم کرتا ہوا بھی نہیں کرتا، اور ہمیشہ پرماتما کے سروپ میں ہی سنتھت رہتا ہے۔ اس کے لئے اونچ نیچ، پُن پاپ، ہرش شوک آدی 'دوند' کچھ ہستی نہیں رکھتے لیکن یہ سنتھتی مشکل سے پراپت ہوتی ہے اور اس کے لئے انتہ کرن کی شُدھی ہی کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ انتہ کرن کی شُدھی سے منشیہ کے اندر آتم گیان جھلک مارنے لگتا ہے۔ اور سب اگیان نشٹ ہو جاتا ہے۔ گیان روپی سوریہ کا پرکاش ہو جانے سے سچدانند گھن پرماتما کا ساکشات کار ہو جاتا ہے۔ یعنی مشاہدہ غیبی یا دوسرے لفظوں میں وہ پرماتما کے درشن کر لیتا ہے۔ اور اس طرح سے اُسے پورا یقین ہو جاتا ہے کہ وہ یا اس کی ذات اس مہان آتما کا ایک انگ ہے۔ اس سے بھن نہیں، اسی کو وصال حقیقی کہا جاتا ہے۔ یہ وہی حالت ہے۔ جس کو فارسی کے مشہور شاعر خسرو نے بدیں الفاظ بیان کیا ہے۔

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بود ازیں، من دیگرم تو دیگری

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو بن گیا اور تو میں۔ میں جسم بن گیا اور تو میری جان یعنی میرے پران،
ہمارے اس طرح سے ایک دوسرے میں ملجانے یا جذب ہوجانے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی یہ
نہ کہہ سکے کہ میں اور تھا اور تو اور یعنی اگرچہ بظاہر ہم دو ہستیاں دکھائی دیتی ہیں لیکن ہمارے درمیان
یہ جسم کی علیحدگی کوئی فرق پیدا نہیں کرسکتی، یہی حالت لیلےٰ اور مجنوں کے پریم کی بابت ایک شاعر
نے بدیں الفاظ بیان کی ہے۔ ؎

چناں در یادِ لیلےٰ محو گشتم ۔۔۔ کہ از پندار ہستی در گزشتم
بجستن جوئے مجنوں گر شتابند ۔۔۔ عجب نہ بود کہ لیلےٰ را بیابند
سراپا یم سرایت کرد لیلےٰ ۔۔۔ ز مجنوں سر بروں آورد لیلےٰ
کسے کو محو شد در صورت دوست ۔۔۔ بچشم اہل معنی صورت اوست

ترجمہ :۔ مجنوں کہہ رہا ہے کہ میں لیلےٰ کی یاد میں اتنا محو یا لین ہو گیا کہ مجھے اپنی ہستی کا بھی
احساس نہ رہا یعنی میں اپنی شخصیت کو بھی بھول گیا، اگر لوگ مجنوں کی تلاش میں نکلیں تو تعجب نہیں
کہ وہ لیلےٰ کو جا پکڑیں، میرے بالوں میں لیلیٰ اس طرح سما گئی ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجنوں کے
جسم سے لیلیٰ ہی دکھائی دے رہی ہے کیونکہ در اصل بات یہ ہے، کہ جو شخص اپنے محبوب کی صورت
کے دھیان میں ہی محو یا لین ہو جاتا ہے وہ حقیقت میں یعنی تتو گیا تاؤں کی نگاہ میں وہ اپنے محبوب
کی صورت ہی اختیار کر لیتا ہے اسی کو بھگتی مارگ میں تن میتا یا پریم پرا کاشٹھا کہتے ہیں۔
جیسے رادھا موہن، موہن رادھا جگل ایک ہی روپ جب عشق مجازی میں عاشق اور معشوق
یعنی پریا پریتم ایک دوسرے میں جذب ہو سکتے ہیں تو عشق حقیقی میں تو اسکے امکانات اور بھی زیادہ
ہیں۔

وصالِ حقیقی اس دھیان یوگ کا پھل ہے جس کا گیتا جی میں ذکر ہو رہا ہے۔ اسی وصالِ حقیقی کو
برہم سنپرش یا سچدانند برہم کے ساتھ چھو لینا کہا گیا ہے۔ یعنی ایکی بھاو میں سنھتی اور جو اس کو پراپت کر لیتا ہے
اسے انی اتم اور اکھنڈ برہم کی پراپتی ہوتی ہے۔"

صحیح تشخیص باقاعدہ علاج عمدہ دوائیں
کے
لئے
حب خاص الخاص
پٹھوں کی کمزوری رعشہ اور بلغم کی زیادتی کیلئے
قیمت دس گولی تین روپئے
دافش
نزلہ۔ زکام۔ اور دماغی تھکاوٹ کے لئے
قیمت ایک شیشی چار روپئے
گاندھی دوا خانہ 152 ڈی کملا نگر دہلی 229929

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لمعاتِ گیتا

مکالمۂ ششم

تارکُ العمل و عاملِ حقیقی

۱	ور کار ہائے کردنی مشغول دائما	از ثمرۂ اعمالِ اللّلا بے نیاز او
۲	زارادتِ عمل نہ کشند گاہے دستِ او	اُورا بداں تو تارکِ العمل اے نیک خو
۳	در نگاہ او ہمہ اشخاص نیک و بد	بالا و پست ادنیٰ و اعلیٰ مساوی اشد
۴	در عاکفاں و عاصیاں نہ او کند تمیز	غریب و امیر عاجز و مغرور سربلند
۵	یکساں نماید دوست و دشمن ہمہ ورا	خویش و اقارب جاہل و دانا و عقلمند
۶	ہر عاملے کہ ضابطِ حواس خود شود	و محو در تصورِ حق روح خود کند
۷	خلوت نشین و عاکف و بے زر و بے نیاز	مشرف بہ فضلِ مالکِ ارض و سما بود
۸	چوں محو در تصورِ ذاتم شود چناں	و منہمک او در عمل صبح و مسا شود
۹	مشرف شود از راحتِ ابدی آں مرد نیک	
	سکونِ قلب یافتہ محو خدا شود	

—— ※ ——

ترجمہ:- (۱) وہ اپنی ادا کیئے فرائض میں ہی ہمیشہ مشغول رہتا ہے۔ ارتھات اپنے کرتویہ کرم کرنے میں ہی سدیو لگا رہتا ہے۔ اور ان کرموں کے پھل کی اُسے کبھی بھولکر بھی اچھا نہیں ہوتی۔

(۲) وہ کرم کرنے کی بھاونا کو اپنے من سے کبھی بھی دُور نہیں کرتا یعنی کرم کرتے رہنے سے کبھی نہیں چوکتا، ایسے شخص کو ہی واستو میں کرموں کا تیاگی سمجھنا چاہیئے۔

(۳) وہ اچھے اور بُرے آدمیوں میں کوئی تمیز نہیں کرتا یعنی اُسکی نگاہ میں سب یکساں ہوتے ہیں اونچے اور نیچے درجے کے ویکتیوں میں وہ کوئی فرق نہیں سمجھتا۔

(۴) اسی طرح سے پُنیہ آتما اور پاپی میں بھی وہ کوئی تمیز نہیں کرتا۔ اور غریب اور امیر، نمر اور گھمنڈی وہ سب کو ایک جیسا ہی سمجھتا ہے۔

(۵) متر اور شترو، اپنے اور بیگانے، مُورکھ اور بُدھی مان اُسکی درشٹی میں سب سمان یعنی ایک جیسے ہی ہوتے ہیں وہ انمیں کوئی انتر نہیں سمجھتا۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

(۶) جوگی اپنی اِندری : من میں سپھل ہو جاتا ہے۔ (یعنی اپنے حواس پر ضابطہ ہو جاتا ہے) اور مالک کُل کی یاد میں ہی تلین رہتا ہے، اور (۷) ایکانت نواس کرکے پربھو بھجن میں لگ جاتا ہے، اُسے دھن کی کوئی اِچھا نہیں ہوتی۔ اور وہ پربھو پرماتما کی کرپا کا پاتر بن جاتا ہے۔

(۸) جب اِس طرح وہ میرے ہی دھیان میں لین ہو جاتا ہے۔ اور دن رات اِس شغل میں اپنا سمے وتیت کرتا ہے

(۹) تو اِس طرح سے وہ بھلا پُرش پرمانند کو پراپت کرکے شانت چِت ہو کر پربھو بھجن میں لین رہتا ہے۔"

(جگن ناتھ کھنہ صفی)

اوم

شری ادھیاتم گیتا

اوم

از قلم شری سوامی رامانند جی چدا کاشی مہاراج

شلوک

چار وید کھٹ شاستر کا — شُنو ساد سدھانت

کرم شُدھ دھارو ہر بھجو — پاؤ سُکھ ار شانت

چوپائی

چوراسی لکھ جُون بکھان — تانمیں مانش سرلیشٹ پچھان

مانکھ بیں بُدھی ادھکائی — جس نے سب پر راج کمائی

بارہ شُدھ کر راکھو پیارے — کشٹ دُور ہوں سکل تمہارے

کرم وکاری سکلے تجو — گُور اپدیش سرُودا بھجو

نندت کرم دُکھ کا مُول — ویدیں شوک روگ اور شُول

دُرجن کی سنگت کو تیاگو — آگ ناگ وت تس تے بھاگو

گہو ایکانت شاستر ویچارو — من وِرتی اندرے کرم شُدھارو

پھرنے منتھیا سکل تیاگو — ساتنک پھُرنا رکھو سبھاگو

راجس تامس دُکھ کی کھان — ساتنک سکھد ایک کرمان

شانتی ترپتی دھیرج دھارو — سرت سنتوکھ وچار سنبھارو

کھما دیا مرد وانی بالکھو — جت ویراگ نمرتا راکھو

نیائے دھرم دھارو نت ہیتا — کب ہوں کُرت نہ آوے چیتا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بھگوت گیتا کا سندیش

از قلم پنڈت ستیہ پال جی بھاردواج عارف

بھگوت گیتا کے شبدوں کا ارتھ ہے "بھگوان کا گیت"۔ آہا۔ کتنا پیارا نام ہے۔ اس اپدیش کا جو بھگوان کرشن نے کورکھشیتر کے میدان میں اپنے متر ارجن کو مہابھارت کا یدھ شروع ہونے سے پہلے دیا تھا اگر ہم بھگوت گیتا کے پاٹھ کا پورا آنند اٹھانا چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے "بھگوان" اور "گیتا" کے شبدوں کے اصلی ارتھ کی کھوج کرنی چاہئے۔ گیتا کا بھگوان صرف ہندوؤں کا بھگوان نہیں ہے۔ بلکہ بھگوان سے مراد دونوں جہان کے اس مالک سے ہے۔ جو صرف سب انسانوں میں ہی نہیں بلکہ جاندار اور بے جان سب چیزوں میں موجود ہے۔ اور ہندوؤں۔ سکھوں۔ پارسیوں۔ مسلمانوں۔ عیسائیوں اور دوسرے سب مذہب والوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ شروع سے لے کر آخر تک آپ ساری گیتا پڑھ جاویں۔ آپکو ایک بھی ایسا شبد نہیں ملیگا۔ جس سے یہ ظاہر ہو۔ کہ گیتا کسی خاص مذہب والوں کے لئے لکھی گئی ہے یا کسی خاص مذہب کا پرچار کرتی ہے۔ گیتا تو پکار پکار کر کہتی ہے۔ کہ گیتا کا بھگوان وہ پرم ہستی ہے۔ جو سارے برہمانڈ میں چھپائی ہوئی ہے۔ جو ایک ہے اور کل ہے۔ جو شروع سے موجود ہے۔ اور جس کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔ اور اس کی تقسیم بھی کبھی نہیں ہو سکتی۔"

سنسار بھر میں گیتا ہی ایک ایسی پستک ہے جو برہمن میں چنڈال میں۔ گائے میں ہاتھی میں اور کتے میں ایک ہی ہستی کا اعلان کرتی ہے۔ دیکھئے (ادھیائے ۵ شلوک ۱۸)

گیتا ہمیں بتاتی ہے۔ کہ ہمیں اپنی یا اپنے سمبندھیوں اور اپنے دیش کی یا سب انسانوں کی ہی بھلائی میں نہیں۔ بلکہ سب جانداروں کی بھلائی میں لگے رہنا چاہئیے۔ گیتا ہمیں قوم کی حد سے اوپر اٹھا کر وشو پریم کا سندیش دیتی ہے اور صاف شبدوں میں بتاتی ہے۔ کہ گیتا کا دھرم کسی خاص مذہب یا کسی خاص دیش کے لئے نہیں۔ بلکہ پرانی ماتر کے لئے ہے۔

اسی طرح "گیتا" کا سمبندھ آنند اور مٹھاس کے ساتھ بہت گہرا ہوتا ہے اگر گیت اچھا ہو۔ تو اسکے سننے والوں کے دل میں خوشی کی ترنگ اٹھنے لگتی ہے اور اس کی مٹھاس دل پر اپنا اثر کئے بنا نہیں رہ سکتی۔ یہی کارن ہے۔ کہ گیتا کے پڑھنے یا سننے والا پرش ایک ایسی خوشی محسوس کرنے لگتا ہے جس کو بیان کرنا مشکل ہے لیکن اس کے شبدوں کی مٹھاس کو وہی شخص پوری طرح سمجھ سکتا ہے۔ جو سنسکرت بھاشا جانتا ہو۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اچھے گیت کی ایک یہ بھی خوبی ہوتی ہے۔ کہ اُسکے سُننے والے کا سمجھاؤ کیسا بھی ہو اُسکے دل پر کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوگا۔ شبد ایک ہی ہوتے ہیں پر سُننے والا اُن کا ارتھ اپنی سمجھ کے مطابق لیتا ہے۔ ایک ہی گیت کو کوئی پرش پرماتما کے سچے پریم کی طرف لے جا کر مستی کا آنند اُٹھاتا ہے۔ اور کوئی اُس کے دوسرے ارتھ نکالکر اپنے من کو خوش کر لیتا ہے۔ یہی حال بھگوت گیتا کا ہے۔

عام تجربہ کی بات ہے۔ کہ اگر گانے والا اپنے کام میں ماہر ہو تو اُس کے گیت کو سُننے والے سچ مچ خوشی سے جھومنے لگتے ہیں۔ پھر جو گیت بھگوان نے آپ گایا ہو اُس کا تو کہنا ہی کیا۔ اس کو سُنکر ہر سُننے والے کے دل میں ضرور خوشی کی لہر پیدا ہوگی۔ اور اس کی زبان سے اپنے آپ ہی گیت گانے والے کی تعریف نکلنے لگے گی۔ بھگوت گیتا کو جس پرش نے بھی شردھا کے ساتھ پڑھا ہے یا سُنا ہے۔ وہ اُس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا چاہے وہ کسی بھی مذہب کا پیروکار ہو۔

گیتا کسی خاص مذہب کا پرچار نہیں کرتی۔ بلکہ کھلے شبدوں میں بتاتی ہے کہ مذہب سب ٹھیک ہیں صرف اُن پر شردھا سے عمل کرنے کی ضرورت ہے جس طرح دہلی پہنچنے کیلئے ہم ریل گاڑی میں بھی سفر کر سکتے ہیں۔ اور بس میں بھی۔ پنجاب کی طرف سے بھی وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ اور اُتر پردیش کی طرف سے بھی پھر بھی اُن چیزوں یا راستوں کے صرف نام دہرانے یا اُن کی تصویریں دیکھنے سے ہم دہلی نہیں پہنچ سکتے۔ بلکہ کسی نہ کسی ایک راستہ پر لگاتار چل کر ہی وہاں پہنچ سکیں گے۔ اسی طرح سب مذہب ہی اصل میں سچے ہیں اور بھگوان کو پانے کے الگ الگ راستے ہیں۔ ان راستوں کے بارے میں ہمیں آپس میں لڑنے یا جھگڑنے کا کوئی لابھ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جس مذہب کو بھی ہم پسند کرتے ہیں اُس پر سچے دل سے شردھا کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ گیتا میں کسی خاص مذہب کا ذکر تک نہیں۔ بلکہ اس میں سچائی بھلائی اور خوبصورتی کا آدرش دکھایا گیا ہے۔ نیچے گیتا کے چند شلوکوں کا ترجمہ دیا جاتا ہے جن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ بھگوان کرشن کی رائے میں سچی زندگی اور سچی خوشی اسی بات میں ہے۔ کہ ہم کسی خاص مذہب کسی خاص قوم۔ یا کسی خاص دیش کے بندھن میں نہ پڑیں۔ اور سب انسانوں کی بھلائی کے لئے ہی نہیں بلکہ سب پرانی ماتر کی بھلائی کیلئے کام کرتے رہیں۔"

ادھیائے ۳ شلوک ۲۵۔

"جس طرح کرموں کے پھل میں پھنسے ہوئے بے سمجھ لوگ کرم کرتے ہیں۔ سمجھدار لوگوں کو کرم کر کے پھل کو تیاگ کر اور پرانی ماتر کی بھلائی چاہتے ہیں اُسی طرح کام کرتے رہنا چاہئے۔"

ادھیائے ۵ شلوک ۲۵۔

"جن کے سب پاپ نشٹ ہو چکے ہیں۔ جن کو کسی پرکار کا شک نہیں رہا۔ اور جنہوں نے یوگ دوارہ آتما کو بس میں کیا ہوا ہے سب جیون کی بھلائی میں لگے ہوئے ایسے رشی لوگ برہم کا درجہ پا کر موکش کو پراپت ہوتے ہیں۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ادھیائے ۵ شلوک ۲۹ -

اس طرح سب یگیہ اور تپ کے بھوگنے والا۔ سب کا سوامی اور سب پرانی ماتر کا ہتکاری متر سمجھتے ہوئے۔ وہ یوگی شانتی کو پا لیتا ہے۔ "

ادھیائے 6 شلوک 32

ہے ارجن۔ جو یوگی سب جیووں کو اپنے آتما کی طرح سمان بھاؤ سے دیکھتا ہے۔ اور سکھ و دکھ کو بھی برابر سمجھتا ہے اس کو سب سے اُتم یوگی کہا گیا ہے۔ "

ادھیائے ۱۲ شلوک ۳ و ۴ -

جو پرش اندریوں کو اچھی طرح سے بس میں کر کے اس نراکار برھم کی پوجا کرتے ہیں۔ جو من اور بدھی سے باہر ہے اور سدا ایک رس رہتا ہے۔ ابناشی ہے اور کبھی چلائمان نہیں ہوتا سب کی بھلائی میں لگے ہوئے اور سب کو ایک سا سمجھتے ہیں۔ وہ لوگ مجھ کو ہی پا لیتے ہیں۔ "

ادھیائے ۱۶ شلوک ۲ -

کسی کو دکھ نہ دینا - سدا سچ بولنا اور کرودھ نہ کرنا۔ من کی شانتی اور کسی کی نندا نہ کرنا۔ سب جیووں پر دیا کرنا۔ اور لوبھ نہ کرنا۔ یہ سب گن اس پرش میں ہوتے ہیں۔ جو دیوتاؤں جیسے سبھاؤ کو پا چکا ہو۔ "

اوپر کے شلوک پڑھنے سے ایک عام سوال کا جواب بھی مل جاتا ہے۔ ہمارے جیون کا آدرش کیا ہونا چاہئے یہ تو سب دھرم کہتے ہیں کہ ہمارے جیون کا آدرش روحانی ترقی ہے۔ اور اس روحانی ترقی کو پانے کیلئے ہمیں اچھے کرم کرنے چاہئیں۔ پر یہ سندیش صرف بھگوت گیتا ہی دیتی ہے کہ انسان کو صرف روحانی ترقی پر ہی سنتوش نہیں کرنا چاہئے بلکہ اُسے ہمیشہ ایسے کاموں میں لگے رہنا چاہئے۔ جن سے سب انسانوں کی ہی نہیں بلکہ سب جیووں کی زیادہ سے زیادہ بھلائی ہو سکے بھگوت گیتا کو پڑھ کر اگر آپ اُسے ٹھیک سمجھنے کی کوشش کرینگے تو آپ کو صاف پتہ چل جاوے گا۔ کہ اس میں دیئے ہوئے اُپدیش پر عمل کرنے سے ہم صرف سچی خوشی حاصل کر سکتے ہیں۔ بلکہ ساری سنسار میں اس وقت جو ہلچل اور لڑائی جھگڑا ہے۔ وہ بھی ختم ہو سکتا ہے۔ "

بھگوت گیتا کے سترھویں ادھیائے میں ایک شلوک آتا ہے جس کا ارتھ یہ ہے کہ انسان شردھا کا پتلا ہے۔ جیسی اس کی شردھا ہو۔ ویسا وہ آپ ہوتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہمیں شبدوں کی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ جو کچھ بھی ہماری سمجھ میں آئے اس پر پوران شردھا اور وشواس کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ "

اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی

عارف

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اوم

تو خود خدا ہے خود پہ گر تجھ کو ہو اعتبار

(از پنڈت رام لعل سالک۔ چنڈی گڑھ)

آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار
ہوتا ہے یقیں تو بھی ہے ملنے کو بیقرار

بیٹھے ہیں تیری یاد لئے تیری راہ میں
تیرے سوا کسی کو نہ لائیں نگاہ میں
آ جائیے صنم کہ نہیں تاب انتظار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

میں جانتا ہوں جب تلک آنکھیں یہ نم نہیں
ہوتی نصیب دید تمہاری صنم نہیں
رکھتا ہوں اسلئے میں سدا چشم اشکبار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

محفل تیری میں بیٹھے ہیں دل کو دبائے ہم
پاس ادب ہے لب پہ جو شکوہ نہ لائے ہم
اک بار سن تو لیجئے اس دل کا حال زار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

ہونا نصیب یوں تیرا جلوہ محال ہے
لیکن خوشی ہے تیرا کرم حسب حال ہے
ہو جائے وصل گر کہیں قسمت ہو سازگار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

ہم دور تک پکارتے تجھ کو چلے گئے
جذبات سے سنوارتے تجھ کو چلے گئے
جب مٹ گئی تلاش تو نکلا تو ہمکنار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

ساحل سے جو بھی لیتے ہیں طوفاں کا نظارہ
اور کودنے کے واسطے ڈھونڈیں ہیں سہارا
اپنے حبیب سے نہ کبھی ہوں وہ ہمکنار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

اب کس طرح سے راز محبت چھپائیں ہم
مٹنے کی آرزو کو کہاں تک چھپائیں ہم
جب کر دیا جنوں نے گریباں کو تار تار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھیجا تھا کس لئے مجھے اپنے جہان میں　　اُلجھا دیا ہے کیوں مجھے اِس گلستان میں
واجب ہے اب کہ تو بھی کرے میرا انتظار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

اب میرے دل نے سیکھ لیے طرز فغاں نوازیاں　　بیشک نہ ہو کرم نہ ہوں اب چارہ سازیاں
بیمارِ عشق کو ہے خزاں بھی سدا بہار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

مخزن سے جو الگ ہوا اُسے چین ہو کہاں　　پتھر کے دل کو چیر کے سوتے بہہ رہے رواں
تجھ کو پکارتی یہ چلی جاتی ہے آبشار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

ہم بادۂ الست کو پیتے چلے گئے　　کچھ ہوش میں کچھ لغزشیں کھاتے چلے گئے
چھوڑے گئے اس راہ میں ہر نقش پائے یار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

تو میرے روبرو ہے سدا میرے پاس ہے　　آخر یہ بات کیا ہے جو پھر بھی تلاش ہے
ہوگا بجا اگر اسے سمجھوں رضائے یار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

اب جوش پہ جنوں ہے الٰہی یہ خیر ہو　　ارشادِ کن فیکوں ہے الٰہی یہ خیر ہو
بہتر ہے آپ کیجئے سامان رسن و دار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

جرم اتنا تو ایک بہانہ تھا عشق میں　　منصور نے یہ نعرہ لگانا تھا عشق میں
وہ جانتا تھا اسکی صدا ہے صدائے یار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

جب تو ہی ابتدا میں تو ہی انتہا میں ہے　　جب تو ہی جستجو میں تو ہی مدعا میں ہے
اب ذکرِ دیگراں کون کرے کس کو فکر کار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

سالک یہ کائنات تیرا ہی ظہور ہے　　اس راز کو سمجھ لے گر عقل و شعور ہے
تو خود خدا ہے خود پہ گر تجھکو ہو اعتبار
آتا ہے جو زباں پہ تیرا نام بار بار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لوک اور پرلوک کے سدھار کیلئے ہمارے دھرم شاستروں میں تین چیزوں کو ازحد مہتو دیا گیا ہے ان میں پہلی ہے گیتا (۲) گائتری اور تیسری گنگا جی یہ تینوں ہی جن سادھارن کے پورے کلیان کیلئے سمرتھ ہیں پر) شرددھا سے ان میں سے کسی کا بھی سہارا لیا جاوے تو یہ بھگتی اور مکتی کا ذریعہ ثابت ہوتی ہیں۔ پنڈت جن ان تینوں میں بھی گیتا کو اسلئے سرشیٹھ مانتے ہیں کہ وہ بھگوان کے شری مکھ سے گیتا مہابھارت کے بھیشم پرب کا ایک حصہ ہے۔ مہابھارت اٹھارہ پربوں پر مشتمل ہے اور اسکے ایک لاکھ شلوک ہیں۔ اسکے نرماتا شری پاراشر نندن ویدویاس جی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ دنیا بھر کے کل مسائل مہابھارت میں موجود ہیں اور اگر کوئی بات اس میں نہیں آئی تو اس کا وجود ہی نہیں ہے اور انکا یہ دعویٰ آجتک مسلمہ ہے۔ یہ گیتا گیان مہابھارت کے عین درمیان ایک نایاب ہیرے کی طرح چمک رہا ہے جیسے ایک بے مثال ہار میں جڑاؤ نامہ ہو۔ اسکے بھی اٹھارہ ادھیائے ہیں اور ودوان ان کو تین حصوں میں تقسیم کر کے پہلے چھ ادھیاؤں کو کرم پردھان دوسرے چھ کو بھگتی پردھان اور آخری چھ کو گیان کا پردرشک مانتے ہیں۔

گیتا کا گیان بتاتا ہے کہ کرم اپنا پھل ضرور دیتا ہے سوائے ان مہان آتماؤں کے جنکے کرم اکرم ہو چکے ہیں جو بھنے ہوئے بیجوں کی طرح کسی نوع بھی اُگ نہیں سکتے۔ بنابریں نیک کرم کرنے والوں کو اس سنسار میں اتم پھل اور وبھوتیاں پراپت ہوتی ہیں۔ پنجابی کی ایک ضرب المثل ہے "تپوں راج اور راجوں نرک" یعنی تپ سے راج کی پراپتی ہوتی ہے اور راج کے بعد نرک کی۔ کورو کھشتر کے پنڈے ایک کتھا سناتے ہیں کہ بادشاہ اکبر ایک دفعہ کورو کھشتر میں سورج گرہن کے موقعہ پر آیا تو اسنے گیتا گیان سنکر پوچھا کہ میں کس پن کے پرتاپ سے بادشاہ بنا ہوں۔ برہمنوں نے بتایا کہ پچھلے جنم میں اے بادشاہ سلامت تو ایک گھسیارہ تھا اور گھاس کھود کر اسی کورو کھشتر تالاب پر سورج گرہن کے وقت آیا تھا۔ تیرے پاس سوائے اس گھاس اور کپڑے اور کھرپے کے اور کوئی وستو نہیں تھی۔ سورج گرہن کا پھل سنکر تم نے وہ ساری چیزیں دان کر دیں۔ اسی پنیہ کے پھل کے پربھاؤ سے تم اب راجہ بنے ہو۔ اس نے ہر طرح سے تسلی کرنی چاہی اور ودوان پنڈتوں نے اسکے سارے بھرم نوارن کر دیئے۔ اسکے دربار میں نورتن یعنی نو بڑے وزیر تھے۔ ان میں دو سگے بھائی تھے ابوالفضل اور فیضی۔ موخرالذکر دونوں بھائی کی دماغی طاقت کا یہ حال تھا کہ جو بات، شعر، قصہ یا کہانی وہ ایک دفعہ سن لیتا وہ اُسے ازبر ہو جاتا جو بھی شاعر اکبر کے دربار میں کوئی قصیدہ پیش کرتا تو فیضی جھٹ سے کہہ دیتا کہ یہ تو اس کا بنایا ہوا ہے اور پھر وہ شروع سے آخر تک من وعن سنا دیتا۔ آپ نے فیضی کو اکبر نے گیتا گیان کو فارسی جامہ پہنانے کے لئے حکم دیا چنانچہ فیضی نے تھوڑے ہی عرصہ میں مقامی پنڈتوں سے سنسکرت کا گیان پراپت کیا اور پھر جنیئو پہن اور دھوتی لگا کر کاشی میں سب سے ودوان برہمن کے پاس جا کر بنتی کی کہ میں فلاں کل اور گوت کا برہمن ہوں مجھے کرپا کر کے ویدوں اور شاستروں کا گیان پردان کریں۔ اسکی شیریں گفتار اور قابلیت سے متاثر ہو کر اور اسکو برہمن سمجھکر پنڈت جی نے اُس کو شاگردی میں قبول کر لیا اور دل و جان سے اسکی تعلیم میں مصروف ہو گئے۔ بادشاہ متواتر خرچ کیلئے روپیہ بھیجتے رہے۔ جب تعلیم ختم ہوئی اور گورو دکھشنا کا وقت آیا پنڈت جی نے کہا کہ میں دھن نہیں چاہتا ہوں بلکہ تم میری اکلوتی بیٹی سے بیاہ کر لو۔ اس پر فیضی کو بڑی گھبراہٹ ہوئی۔ اس نے گڑگڑا کر پنڈت جی سے کہا کہ وہ برہمن نہیں بلکہ مسلمان ہے۔ آپ میرے گورو ہیں آپ کی بیٹی میری بہن ہے ہیں اس سے شادی کر کے نرک کا بھاگی نہیں بن سکتا۔ ...

عطائے ایزدی

جا تیری خودی کو مٹا دیا ہے یہ رازِ عشق جو وا کیا

پنڈت نریندر ناتھ شرما نریندر ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس بنگرور

نہ ادائے فرض میں کر سکا نہ ہی خود سے کچھ ہوئی آگہی — تیرے عشق سے نہ ہٹیں غفلتیں اُف عبث یہ عمر گزر گئی

ہے سیاہ کام وہ کونسا جسے بار بار نہ ہو کیا — تیری بخششوں سے رجوع کیا جو ثمر گناہ کا مجھے ملا

نہ کوئی جہاں میں ہے ہم نوا نہ کوئی یہاں میرا آسرا — کیا کرم سے تیرے بعید ہے جو عطا کرے مجھے خاکِ پا؟

سہی جو بھی میں نے اذیتیں میرے بخت کی تھی وہ ذہنیتیں — مجھے صبر و ضبط کی چارہ گر گئے کر رہے ہیں نصیحتیں

کیا تو خوش نصیبوں کا ہے خدا نہیں بد نصیبوں سے واسطہ — کہاں جائے پھر وہ ذرا بتا جو ہو مجھ سا بندۂ پُر خطا؟

ہے کہاں تیری وہ خوئے رحم ہوا کیا وہ آج تیرا کرم — ذرا آکے دیکھ مجھے صنم کیوں روا ہے مجھ پہ یہ کیا ستم؟

کہیں ڈھونڈ لینا تو آ سخی نہ گناہ میں ہے میری ہمسری — نہ کیا کرم تو مجھے ہے ڈر رہے تشنہ خوئے رحم تیری

جو رضا ہوئے تو سفر اجرا۔ تو یہ سن کے بولا وہ دلربا — جا تیری خودی کو مٹا دیا ہے یہ رازِ عشق جو وا کیا

مجھے عشق اُس نے کیا عطا بکمالِ شوق اسے پڑھا — کر ادائے شوخ پہ جاں فدا ہے یہ شانِ بندۂ باوفا

جو کبھی دستِ ناز سے جام دے بکمالِ ذوق اُسے تھام لے — ذرا عقل و ہوش سے کام لے شب و روز رام کا نام لے

غمِ ہجر میں بھی ہیں راحتیں ہے عشق کی ہیں یہ برکتیں — یہ نگاہِ یار کی دعوتیں ہیں یا سرور کی یہ عنایتیں

ہے عجیب عالمِ بے خودی۔ نہ وہ روشنی ہے نہ تیرگی — نہ وہ ہست ہے نہ وہ نیستی ہے وہ ذاتِ شبو جو بقا رہی۔

یہ اُسی مقام کی بات ہے جہاں عقل و ہوش کو مات ہے
جہاں جاودانی حیات ہے اے نریندر شبو کی وہ ذات ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

افلاطون!

(پنڈت جگن ناتھ شرما پربھاکر)

سقراط۔ افلاطون، ارسطو یہ تینوں یونان کے مشہور زماں فلسفہ داں ہو گزرے ہیں۔ ان تینوں کو موجودہ درشن
وگیان (فلسفہ) کے بنیاد رکھنے والے سمجھا جانا چاہیئے۔ چار شاستر (علم الاخلاق (ETHICS) بنا سقراط اور اُنکے شاگردوں
نے ڈالی۔ بستا شاستر (DUTOLOGY) کا افلاطون اور اُسکے پیرؤوں نے نیز وگیان (NATURAL
PHILOSOPHY) کی تقریباً سب شاخوں کا سنگ بنیاد ارسطو اور ان کے پیروؤں نے ڈالی۔

افلاطون سقراط کا شاگرد تھا۔ وہ فلسفہ یونان کے گلدستہ میں سب سے زیادہ لطیف اور شاداب پھول ہے۔ وہ
ایتھنز کے ایک عالی نسب گھرانے میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم یونانی دستور کے مطابق نہایت اعلیٰ ہوئی جسمانی نشو و نما
ورزشی کھیلوں سے ہوا۔ اُسکے سڈول جسم اور گول چکلے بازوؤں کی بدولت ہی اس کا نام پلاٹو (افلاطون) پڑا۔ دماغی تربیت
میں شاعری اور موسیقی کا زیادہ مفید رہا۔ ایسی حالت میں کسی کو کیا گمان ہو سکتا تھا کہ افلاطون ایک دن فلسفہ کا ایک جہاں پُرشش
مشہور ہوگا لیکن ہونہار طبیعت اُبلتے ہوئے چشمہ کی طرح اپنا رستہ خود پیدا کر لیتی ہے، چنانچہ افلاطون کی وچار شیلتا غور رسی
کا بہاؤ خود بخود فلسفہ کی طرف پلٹ گیا۔ بیس برس کی عمر میں وہ سقراط کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے پورے دس سال
(سقراط کی موت) تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد سفر کو نکلا اور مختلف وقتوں میں اُس نے دُنیا کے ایک بہت وسیع حصہ کی سیاحت
کر ڈالی وطن میں واپس آکر اس نے ایک تعلیم گاہ (پاٹھ شالا) کھولی جس میں بہت گہرے مسائل پر تعلیم دیا کرتا تھا لیکن اُسکے
یہاں پڑھنے والوں میں ہر کس و ناکس شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ پڑھنے والوں کے لیئے یہ لازمی شرط تھی کہ پہلے ریاضی (گنت حساب)
میں مہارت حاصل کر چکے ہوں جسکی وجہ صرف یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ ریاضی میں جذبات کُشی (سنیم) کی زبردست شکتی موجود ہے۔
اتہاس کے پنڈتوں کا کہنا ہے کہ افلاطون کی زندگی فلسفہ دانوں کی طرح خشک تھی۔ غم اور مسرت کے جذبات سے وہ برائے
نام متاثر ہوتا تھا۔ چنانچہ مشہور ہے۔ کہ تمام عمر میں اس کو صرف ایک بار ہنسی آئی۔ اس کے وقت کا بہت بڑا حصہ غور و فکر
میں خرچ ہوتا۔ وہ غور و فکر میں اس طرح محو ہوتا جس طرح یوگی سمادھی میں۔"

ان دنوں سسلی پر شاہ ڈیونیسیس حکمران تھا پرلے درجے کا ظالم جلاد تھا۔ افلاطون کبھی کبھی اپدیش کرنے اور انصاف
و عدل کی غرض سے اُسکے دربار میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ڈیونیسیس اسکی صاف گوئی سے بہت ناراض ہوگیا۔
یہاں تک کہ اُسکے قتل کا ارادہ کر لیا۔ افلاطون مایوس ہوکر وطن واپس چلا آیا۔ اب بادشاہ کو خیال ہوا کہ شائد افلاطون اپنی تقریروں
سے تمام اہل یونان کو مجھ سے بدظن کر دے اسلئے اس نے ایک چٹھی کے ذریعہ اس سے معافی چاہی اور یہ لکھا کہ میرے
بُرے کاموں کا تذکرہ اپنے شاگردوں سے نہ فرمائیگا۔ افلاطون نے جو جواب دیا اسکا نچوڑ یہ ہے کہ گفتگو اور تذکرہ تو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بڑی چیز ہے۔ میرے پاس اپنے کاموں سے اتنی فرصت بھی نہیں کہ اپنے ودیالیہ میں بیٹھ کر تیرا خیال تک کر سکوں۔"
ارسطو جس کے فلسفہ (اصول مشائیہ) کی پوجا دنیا کے مختلف حصوں میں دس پانچ سال نہیں بلکہ صدیوں تک ہوا کی اور جس کا تمام اکثر قدیم عربی سکولوں میں آج تک منزلہ وحی اور الہام سمجھا جاتا ہے۔ اسی افلاطون کا شاگرد تھا۔ اور اسکی تعلیم کے امرت رس سے فیضیاب ہوا تھا۔

افلاطون کا مت ہے کہ سچا گیان وارتنک ودیک (فلسفانہ سمجھ بوجھ) سے ہوتا ہے۔ اندریوں (حواس) سے بدھی (عقل) پر ویکتی (فرد) سے، جاتی (قوم) پر پہنچکر مسنونت (IDEA) کا علم ودیک۔ کہلاتا ہے معمولی وشواس یا سہج گیان کے ذریعے وچار کرنے سے انسان سنونت (IDEA) تک پہنچ سکتا ہے سنسار میں بہت سے لوگ بہادر اور فراخدل (بیر اور اُدار) ہیں۔ ان سب میں بہادری اور فراخدلی نام کے سامانیہ دھرم (عام یا ساجھے اوصاف) ہیں جنکے ذریعے ہم سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کون کتنا بہادر یا فراخدل ہے۔ وہی سامانیہ بیرتا اور اُدارتا — عام بہادری اور فراخدلی کے آکار (IDEA) تخیل حقیقی ہیں۔ اُسی کے ہونے پر سبھی بہادر (بیر) اور فراخدلی (اُدار) بنیں۔ یہ ویرتا۔ اُدارتا وغیرہ کے آکار (تخیلات) محض انسان دیوتا وغیرہ کے من میں ہیں۔ ایسا نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہ آکار۔ تخیل یا وچار سوئم بھو اور سناتن، قائم بالذات اور ابدی ہیں۔ ان کی بقا یعنی ستھتی کسی کے ماتحت نہیں ہے۔ ان اکاروں یا تخیلوں میں نیکی (GOOD) کا تخیل سب کی بنیاد ہے۔ دوسرے سب اسکی مختلف شکلیں یا بھید ہیں۔ غرض اگرچہ اشدھ (ناپاک) اپورن (ادھورا) غیر مکمل) ہے تو بھی اُن میں جو سامانیہ دھرم — عام اوصاف ہیں۔ وہ پُورن اور شدھ ہیں۔ یہی نیکی افلاطون کے مت سے ایشور کا سروپ ہے۔ تخیل (IDEA) سب چیزوں کا ازلی یا شروع کا نمونہ ہے۔ اور دنیاوی چیزیں اسی نمونے کی نقلیں ہیں۔ اور تخیلی اور خیالی اور مجسم چیزوں کے فرق کو ملانیوالی چیز آتما (DEMIURGUS) سنسار میں گتی (تحریک) اور حیوان زندگی دیتا ہے۔ اس نے جل، وایو۔ اگنی۔ پرتھوی سے مجسم چیزیں (مخلوقات) بنائیں۔ کرۂ زمین، تارے وغیرہ دوسرے لوک سے جیو آتما یہاں آئے ہیں۔ نیچوں کی نیچ (ادنیٰ و پست) جیوں کی نیتی کیطرف گتی ہوتی ہے۔ پہلے جنم میں جیووں نے تخیل (IDEA) کے سروپ دیکھے ہیں۔ اس لئے چیزوں کو سنسار میں دیکھتے ہی انکا بنیادی سہج گیان پیدا ہو جاتا ہے۔ آتما کا مکھیہ روپ ودیک (گیان، فہم و ادراک) ہے۔ لیکن جسم میں داخل ہونے سے اُتساہ اور اِچھا دو دھرم اس کو اور نصیب ہوئے ہیں ودیک (بدھی یا گیان) کا استھان مستشک (دماغ) ہے۔ اتساہ کا دل اور اِچھا کا استھان جسم کے نچلے حصے میں واقع ہے۔ آتما چیت سوروپ ہے۔ مجسم پدارتھوں میں اس کا حقیقی کوئی خواہش کے لائق وشئے (مقصود) نہیں ہے۔ جسم سے مکت ہو کر آتما رام ہونا ہی اس کا سب سے بڑا مقصد ہو سکتا ہے۔ لیکن گیان کے ساتھ ہی ساتھ شدھ چِت سے دنیاوی آنند (EROS) ہی کا حاصل کرنا بھی انسان کا فرض ہے۔ کیونکہ دنیاوی چیزیں چِت پدارتھ ہی کی نقل ہیں، آرٹ، فنکاری وغیرہ کا شکھ چِت شدھی کا مخالف نہیں۔ گیان پورک دھرم کرنا انسان کے لئے مناسب ہے۔ دھرم سدا شکھ سروپ ہے۔ ادھرم دکھ دائیک ہے۔ دھارمک پُرش کو دھرم کرنے ہی میں آنند ہے۔ وہ دھرم کا انعام نہیں چاہتا۔ بڑا دھرم ہے۔۔۔۔ وچار۔ اُتساہ، اندریہ دمن اور انصاف پسندی۔" (ام شم)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ارسطو

بیکسی تیس الوری آسی نسیم

ارسطو ۳۸۴ قبل مسیح میں سٹیجیرا نامی شہر کے ایک مشہور دولت مند طبیب (وئید) کے یہاں پیدا ہوا وہ نامور فلسفی افلاطون کا شاگرد تھا ماں باپ کا سایہ بچپن ہی میں سر سے اٹھ گیا۔ اور ارسطو کی تربیت کرنے والا کوئی نہ رہا۔ دولت عام تھی اور وہ مطلق العنان تھا۔ اسے پوچھنے والا کوئی نہ تھا جو جی میں آتا کر گزرتا جس راستہ پہ چاہتا چل نکلتا۔ اس کھلی آزادی کے نتیجے کے طور پر وہ عیش و عشرت کی رو میں بہہ گیا۔ چند سال کے عرصہ میں باپ دادا کی ساری جائیداد اسی عیش و عشرت میں اڑ گئی آخر افلاس نے جلد ہی ہوش ٹھکانے کر دیئے! اور اٹھارہ سال کی عمر میں اسے پڑھنے لکھنے کا شوق شہر ایتھنز میں لے آیا یہاں آ کر افلاطون کی درس گاہ میں داخل ہوا سوال یہ تھا کہ ایتھنز کے سے شہر میں روٹی کا مسئلہ کیسے حل ہو۔ چنانچہ ارسطو نے اسکی صورت یہ نکالی کہ پڑھائی سے جو وقت بچتا اس میں اپنے ہاتھ سے کچھ دوائیں بناتا اور بازار میں جا کر فروخت کر ڈالتا۔ وہ خوشحالی کے گہوارے میں پلا ہوا اور عیش و عشرت کے گلزاروں میں کھیلنے والا ارسطو مفلسی کے تھپیڑے کھا کر اب ایک محنتی اور جفاکش طالب علم بن گیا۔ اگرچہ افلاطون کے شاگردوں کی تعداد اسوقت بہت زیادہ تھی لیکن ارسطو نے اپنے علمی شوق اور محنت کی بدولت سب سے ممتاز درجہ حاصل کر لیا چند سال کے بعد افلاطون کے دیکھتے دیکھتے اس نے ایک علیحدہ مستقل سکول کی بنیاد ڈالی جسمیں اُن اصولوں کی تعلیم دیا جو آج مشائی کے نام سے موسوم ہیں۔

اس کی دانائی، علمیت اور تعلیم کی وہ دھاک بیٹھ گئی کہ مقدونیہ کے بادشاہ فلقوس نے شہزادہ سکندر کی تعلیم اسکے سپرد کر دی۔ جس کو اس نے نہایت خوبی سے پورا کیا۔ یہی سکندر آگے چل کر سکندر اعظم ہوا اور زندگی کے آخری لمحوں تک برابر ارسطو کے مشوروں سے لابھ اٹھاتا رہا لیکن ملکی مسئلوں یا راج نیتی میں حصہ لینے سے ارسطو کی فلسفیانہ زندگی پر کچھ اثر نہیں پڑا۔ وہ پڑھانے اور تصنیف و تالیف کے کام میں بدستور پورے من سے لگا رہا۔ اگرچہ ایک بہت بڑے شہنشاہ سکندر اعظم کا گورو یا اتالیق ہونے کی حیثیت سے ارسطو کو جاہ و جلال، دھن دولت اور عیش و عشرت کے سب سامان میسر تھے۔ تو بھی اسکی زندگی کی فلسفیانہ، جفاکشی اور سادگی کی روش میں کچھ بھی فرق نہ پڑا۔ ان اس کے جاننے والوں کی متفقہ رائے ہے کہ ارسطو نہایت سنتوشی۔ قناعت پسند شخص تھا۔ اعتدال پسندی اور میانہ روی اسکے سبھاؤ کا نمایاں پہلو تھا غصہ اسے شاذ و نادر آتا۔ گفتگو کم کرتا۔ بحث میں مخالفوں کی تقریر نہایت توجہ کے ساتھ سنتا اور اس کا جواب نہایت سنجیدگی و خندہ پیشانی کے ساتھ دیتا۔ دن رات کا اکثر حصہ مطالعہ پر خرچ ہوتا۔ غذا بہت تھوڑی مقدار میں کھاتا۔ اور اس سے بھی تھوڑی مقدار اس کی نیند کی ہوتی جس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ارسطو جب تخت پر سونے کے ارادے سے لیٹتا تو اسکے پہلو میں دھات کی ایک طشت سی رکھ دیتا اور ہاتھ میں لوہے کا ایک گولہ لے لیتا۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ جب وہ نیند میں غافل ہونے لگتا تو وہ لوہے کا گولہ طشت میں گر کر ایک بلند آواز پیدا کرتا جس سے ارسطو کی آنکھ فوراً کھل جاتی، غرضیکہ، ارسطو، فلسفہ کو کوئی کھیل تماشا نہیں سمجھتا تھا۔ بلکہ اپنی زندگی کا وہ اعلیٰ مقصد خیال کرتا تھا جس پر اپنے وقت، اپنی قوت، اور اپنی ہمت کا بہترین حصہ صرف کرنا اس کا اہم ترین فرض تھا۔"

سکندر اعظم کے مرنے کے بعد ارسطو پر کچھ اخلاقی الزام لگائے گئے۔ اس لئے وہ کالکس نگر چلا گیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد وہیں مر گیا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایسا کوئی درشن یا سائنس کا موضوع پرانے زمانے میں نہیں رہ گیا تھا جس پر ارسطو نے کچھ نہ کچھ نہ لکھا ہو۔ اب تک دنیا بھر میں اس کے فلسفہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔"

ارسطو کے فلسفہ کا نچوڑ

(پنڈت شری رام دت بھاردواج۔ ایم اے، ایل ایل۔ بی)

ارسطو کے مت میں دس پدارتھ (عناصر) ہیں دروپہ (مادہ) (۲) گُن (وصف) (۳) پرمان (مقدار) (۴) تعلق۔ (۵) دیش (مکان)۔ (۶) کال (زمان) (۷) اوستھی (حالت) ۸۔ ستّا (قوت یا ہستی) (۹) کاریہ کارتا (قوت عمل) اور (۱۰) کاریہ گراہتا (فعل کو قبول کرنے کی طاقت)۔

درشن یعنی فلسفہ کا بڑا وشے (موضوع) ستّا (ہستی) ہے۔ افلاطون نے سامانیہ پرتیوں (عام عقیدوں) کو اشیاء سے الگ مانا ہے لیکن سامانیہ (عام) وشیش (خاص) سے کیسے جدا رہ سکتا ہے۔ اس کا جواب کچھ نہیں دیا۔ ارسطو کے مت میں سامانیہ (عام) واستو (حقیقت) ہے لیکن وہ وشیش کا ریہ کار ہے اس سے جدا نہیں۔ دونوں ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ قدرتی (اصلی) یا غیر قدرتی (نقلی) جتنی بھی چیزیں ہیں سبھی کے تیار کرنے کیلئے چار کارنوں یعنی اسباب یا علتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ سموائی (علت مادی) (MATERIAL) اسموائی (FORMAL) علت صوری) جیسے گھڑا بنانے میں سموائی کارن (علت مادی) مٹی اسموائی کارن (علت صوری) گھڑے کی شکل۔ نمت کارن (علت فاعلی) کمہار (چاک ڈنڈا وغیرہ) اوشیہ کارن (علت غائی) گھڑے میں پانی یا اناج بھرنا وغیرہ مقصد ہے۔ ان چاروں میں بڑے کارن علت مادی اور علت صوری ہیں۔ ان دونوں میں بھی آکار یعنی علت صوری اہم ہے۔

سب کچھ آکار (صورت) اور درویہ (مادہ) سے مل کر بنا ہے صرف پرمیشور شدھ پورن آکار ماتر ہے۔ اور جگت کا نمت (علت فاعل) اور اشیو کا ر (علت غائی) ہے۔ اس نے سنسار میں پہلے گتی (حرکت) پیدا کی۔ وہ غیر مجسم ہے! اسلئے اسمیں احساس، درد، بھوک، پیاس، خواہش وغیرہ نہیں۔ وہ شدھ گیان روپ (عرفان عین) ہے۔ ایشور ست روپ سے سنسار میں کارن آتما ہے اور سنسار سے باہر بھی ہے کیونکہ اسی کے سروپ کو حاصل کرنے کیلئے سارے سنسار کی پرورتی رجحان ہے تمام چیزوں کا سوابھاؤ کے دو نتیہ گیان آتما میں دو انش۔ وہ انوبھو سے حاصل ہوا۔ گیان اور دوسرا شدھ انش جو انوبھو کے بغیر ملا یا گیان سروپ ہے پہلا انش نشور (فانی) اور دوسرا انش امر (لافانی) ہے۔ یہ شدھ آتما ایک (واحد) ہے یا انیک (کثرت) یہ ساکنات اشیوہ ہے۔ یا کوئی اور پدارتھ، اس بات کا فیصلہ ارسطو کے فلسفہ کی تفسیریں کرنے والے نہیں کر سکے چھوٹے جانوروں میں عقل شعور نہیں ہوتا اس لئے انہیں جائز و ناجائز کا گیان بھی نہیں ہوتا۔ نیک و بد کی تمیز عقل اور سمجھ بوجھ انسان ہی میں ہوتی ہے۔ آچار (اخلاق) دھرم ہے درا چار (بداخلاق) ادھرم ہے۔ جس سے شخص اپنی پورنتا (تکمیل) کو حاصل کر لے وہی دھرم ہے۔ اور جس سے اپورنتا (ادھورا پن) حاصل ہو وہ ادھرم ہے اگر انوبھو انش دنیاوی انش کوئی بھی انش انسان کا ضائع یا کمزور ہو تو یہ ایک اپورنتا (ادھورا پن) ہے۔ اسلئے انوبھو (احساس) کے مول جسم کی حفاظت کرتے ہوئے دوسرا۔ نیک بد کے گیان کے ذریعہ بے فکر اور سکھی رہنا بھی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(یعنی عقل وغیرہ کو ضائع کر کے سنسار کے دکھوں سے بچنے کی خواہش۔ دونو ہی موز کھتا ہیں۔ دھرم کسی بات میں انتہا چاہتا ہے نہ کمی۔۔

مسرت[۱] زندگی میں یا ہے دل میں!

بہت دیکھا جہانِ آب و گِل میں
مسرت زندگی میں یا ہے دل میں

مسرت کوہساروں میں نہیں ہے
گلستاں کی بہاروں میں نہیں ہے

مسرت پردۂ دل میں نہیں گر
مسرت کی قسم پھر ہو کہیں گر

کہاں شاہراہ منزل کا پتہ ہے؟
یہاں ہر رہگذر کی راہ جدا ہے

بہت نکلے تلاش اور جستجو میں
مگر کھوئے گئے رنگ اور بو میں

نرالی حضرتِ زاہد کی راہ ہے
ریاضت میں وہ جانیں کیا مزہ ہے

ہیں جنت میں اگر عشرت کے خواہاں
تو حضرت کیوں یہاں اُلٹے ہیں کوشاں!

مسرت ہے ثواب ہے اور یہاں ہے
بشر کی عمر کے اندر نہاں ہے

ہے بچے کے لئے آغوشِ مادر
مسرت کی بہشت۔ آرام کا گھر

لڑکپن میں محبت کھیل سے ہے
لگا ہے دل، مسرت کھیل سے ہے

لڑکپن ناچتا ہے قہقہوں میں
ہو طائر مست جیسے پھول میں

جوانی سے جواں سرشار ہونگے
قدح عشق سے میخوار ہونگے

جوانی میں محبت ہے مسرت
جواں میں عشق ہے قانونِ فطرت

اگرچہ دوش پر بارِ جہاں ہے
مسرت کام میں ہے، گو جواں ہے

شبِ پیری کی ظلمت میں ہے آخر
چراغِ معرفت تسکینِ خاطر

مسرت کے یہ ساماں زندگی نے
مہیا کر دیئے روزِ ازل سے

درِ دُنیا پہ جا لیکن سنبھل کر
کہ سب کا آسرا ہے اک وہی در

ہوس کے دام سے آزاد ہو جا
ہمیشہ کے لئے دلشاد ہو جا

پروفیسر ملک راج ایم۔ اے

۱۔ فلاسفر Will Durant سے معذرت کے ساتھ جس کی تصنیف Mansion of Philosophy کے باب "تلاشِ مسرت" کی بنیاد پر یہ نظم لکھی گئی ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھگت کے بس میں ہے بھگوان

پرم بھاگوت شری بھیشم پتامہ

پہلا درشیہ

[مہاراج دریودھن کا شِوِر۔ دُشاسن۔ اشوتھامہ، وِکرن۔ کرن اور شکنی سب اداسی میں چُپ بیٹھے ہیں۔ دریودھن کا چہرہ اُترا ہوا ہے۔ دونو ہاتھوں کو مسلتا ہوا ٹھنڈی سانس لیکر اپنے اُدگار کہنے لگتا ہے]

دریودھن۔ آج یدھ کی نومی راتری ہوگئی۔ ان نو دنوں میں ہمارے پلے محض نا امیدی ہی پڑی۔ کبھی دن بھی اُمید کی ایک جھلک دیکھنے تک کو نہیں ملی۔ کل کیا ہوگا۔ اسی چنتا میں مجھے کل نہیں پڑ رہی۔ میرا جسم غم و الم کی تپش سے جھلسا جا رہا ہے۔ اگر یدھ کی گتی ایسی ہی رہی تو جیت کی چاہنا تو دُور پرانوں کا بھی ٹھکانہ نظر نہیں آئیگا۔ ارجن کے بان چھوٹتے ہی ہماری فوج میں ہاہاکار مچ جاتا۔ کشتوں کے پشتے لگ جاتے ہیں۔ اس پر مجھے کوئی ایسا یودھا نظر نہیں آ رہا جو ہماری کشتی کو بھنور سے باہر نکال سکے۔ نراشا کی گھنگھور گھٹا ہر سو سے اُمڈتی آ رہی ہے۔ افسوس کوئی مارگ سوجھ نہیں رہا

بان ارجن کے دھنش سے چھوٹتے جب آن ہیں
مچتی ہاہاکار ہر سو خشک ہوتے پران ہیں
پلک گرتے ہی ہزاروں کے جُدا ہوتے ہیں سر
بچتے ہیں جو بھاگتے وہ لے کے اپنے پران ہیں
اس طرح سینا ہماری اور جب کٹتی رہی
پھر رہا مارگ کہاں چل جس پہ ہمارا تران ہے

کرن۔ ایسا مت کہئے کہ کوئی یودھا اس بھنور میں پھنسی کشتی کو نکال ہی نہیں سکتا۔ اگر فوج کی کمان میرے ہاتھ میں ہوتی تو کشتی بھنور میں پھنستی ہی کیوں؟ سیناپتی ہوں بھیشم اور آپ یدھ میں وجے پراپت کرنے کی آشا کریں ناممکن۔

شکنی۔ بھیشم! وہ بوڑھا پتامہ!! نہ تو وہ من دیکر یدھ ہی کریگا۔ اور نہ ہی سیناپتی کے پد کو ہی چھوڑیگا۔

کرن۔ دل لگا کر یدھ کرنا بھلا کیا اُنکے بس کی بات ہے۔ آپ بھول جاتے ہیں کہ پانڈو بھی تو انہیں کے پوتے ہیں۔ وہ اُن سے یدھ تھوڑا کرتے ہیں۔ وہ تو اُنکو کھیل کھلاتے ہیں۔ اُن کا دل بہلاتے ہیں۔

دُشاسن۔ بات ٹھکانے کی کہی۔ بھیشم پتامہ جی کے ہاتھ سے بان چھوٹیں اور پانڈوؤں کا بال بھینکا نہ ہو۔ یہ تو کال میں بھی سمجھی نہیں۔

کرن۔ آپ کہتے ہیں کوئی مارگ نظر نہیں آتا۔ مارگ تو ہے مگر آپ اس پر چلیں بھی؟

دریودھن۔ جلے پر نمک لگانا اچھو کا کام نہیں۔ کونسا مارگ ہے جو تم نے مجھے دکھلایا ہو اور میں اس پر چلا نہیں

کرن۔ مارگ بتلاتا ہوں۔ چلو گے تو وجے مٹھی میں ہوگی۔ جب تک بھیشم پتامہ جی کے مرم پر کوئی چوٹ نہ پہنچے گی،

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

وہ آویش میں نہیں آسکتے اور بنا آویش میں آئے وہ کوئی الٹ کٹ گھٹنا کا نرمان نہیں کرینگے۔ اس لئے اگر آپ کا رج کی سدھی چاہتے ہیں تو اکیلے بھیشم جی کے شور میں جائیے۔ انکو صاف صاف کہدیجئے کہ آپ پانڈوؤں کے پکش پاتی ہیں اُن پر وجے پراپت کرنا آپ کے بس کی بات نہیں۔ یہ بدھ بھی سمان کا نہیں۔ آپ بوڑھے ہیں۔ اور پانڈو جوان ہیں اس لئے اب آپ گنگا جی کے تٹ پر بیٹھ کر پربھو بھجن کریں۔ میں آپ کے لئے سارا بندوبست کردونگا۔ داس داسیاں آپکی سیوا میں ہونگی۔ آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

زریودھن۔ اس سے کیا ہوگا۔؟"

کرن۔ اس سے تو سب کچھ ہوجائیگا۔ اگر وہ اس پرستاؤ کو مان گئے تو فوج کی کمان کو میں خود سنبھال لونگا۔ پہلے جی ارجن کی سہائتا کرشن جی کریں اور یدھشٹر اسکی رکشا کا بھار سنبھالے ہو۔ میں ایک سپاٹے میں ہی ارجن کا تن سر سے جدا کر دینے کی ہمت رکھتا ہوں۔ ارجن گیا تو باقی چاروں پانڈو مرے ہی سمجھو۔ وجے پراپت نہ کروں تو میرا نام نہیں۔

زریودھن۔ اور اگر بھیشم جی یہ پرستاؤ نہ مانیں تو؟"

کرن:۔ تو بھی بازی ہمارے ہی ہاتھ رہیگی۔ اُنکے مرم پر چوٹ پڑی تو وہ فوراً آویش میں آجائیں گے۔ پانڈوؤں کا پکش پاتی نہیں ہوں اس بات کو سدھ کرنے کے لئے وہ ضرور کوئی نیا سنکلپ کرینگے جس سے ہماری ڈوبتی نیّا کو پھر سے پتوار مل سکیگی۔"

زریودھن۔ بہت ٹھیک۔ میں ابھی جاتا ہوں اور یہی مارگ اپناتا ہوں۔ آپ سب یہاں ہی پر ٹھہرے رہئے۔

(زریودھن جاتا ہے۔ درشیہ پریورتت ہوتا ہے)

دُوسرا درشیہ

(بھیشم جی کا شور۔ پتامہ اپنے سُکھ آسن پر براجمان ہیں۔ دھیان مگن ہوکر پربھو کے گُنوں کا گان مدھر سوروں میں کر رہے ہیں۔ پہریدار باہر پہرا دے رہا ہے۔

بھیشم جی۔ بھگت بھئے موہن شری بھگوان!
ہے وِسومبھر ہے نٹ ناگر ارجن کے رکھوان!

میرو پرن جن لاکھن کے ہت — رنچ پرن دیتو جان
رتھ کا چکر لے کر کر میں — دھائے ویری سمان
تم بانوں سے بندھے کوچ تن — چھوڑ مان اپمان
نشدن بسو تم لوچن ماہیں — میرے جیون پران

بھگت بھئے موہن شری بھگوان

اے گوپی بلبھ! جنار دھن! اے جگنناتھ! اے پرشوتم۔ آپکی کیسی کرپا اس داس پر۔ دیا لو دیو! اپنے پرن کی پرواہ نہ کرکے میرے پرن کو پورا ان چڑھانے کیلئے آپنے رتھ کا چکر ہی ہاتھ میں لے کر جس انوکمپا سے مجھ پر وار کرنے کا سوانگ رچایا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وہ ذرہ شبہ میری آنکھوں میں ایسا بس جائے کہ اور کچھ نینوں میں سما ہی نہ سکے۔ آپ تو بھگتوں کے بھی بھگت بن جاتے ہیں۔ بھلا آپ جیسا سوامی پاکر کوئی اور کسی کا کب ہو سکتا ہے یا ہو سکے گا"۔

(پہرہ دار کا پرویش)

پہریدار ۔ پتامہ جی کی جے ہو۔ مہاراجہ دُریودھن پدھارے ہیں۔

بھیشم جی ۔ ہاں ہاں! آنے دو۔ اُنکو یتھا یوگیہ ستمان سے اندر لے آؤ"۔

(پہریدار چلا جاتا ہے اور دُریودھن کے ساتھ پرویش کر کے پھر سنمان پوروک باہر نکل جاتا ہے"۔

بھیشم جی ۔ آئیے آئیے۔ دسیودھن مہاراج آپکا سوگت ہے"۔ دریودھن ۔ پتامہ کے پوتر چرنوں میں اس داس کا پرنام ہو۔ جب ہر طرف سے نراشا کی گھٹا اُمڈھ آتی ہے۔ تب آپکی شرن میں آنا پڑتا ہے"۔

بھیشم جی ۔ کیا بات۔ نراشا کیسی۔ کہو؟ کہو؟ صاف صاف کہو۔

دریودھن = نراشا کے سوا اور نظر کچھ آتا ہی نہیں۔ ارجن نے آج جیسا پراکرم دِکھلایا ہے اس سے ہماری سینا کے تو اوسان ہی خطا ہو گئے ہیں۔ اَن گِنت سینا ماری گئی ہے۔ اور جو باقی بچی ہے وہ دل چھوڑ بیٹھی ہے۔ آپ ہی بتلایئے اگر اسی طرح سینا کٹتی رہی تو اور کتنے دن تک کام چلے گا۔ اس حالت میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ ایسا کچھ مجھ کو سوجھ نہیں رہا"۔

بھیشم جی ۔ بیٹا دریودھن! یہ یدھ ہے یدھ۔ اس میں تو کبھی یہ پلّہ بھاری ہو جاتا ہے اور کبھی وہ پلّہ۔ اس میں نراشا کیسی۔ مانو کا کام تو اپنے کرتویہ کو کرتے جانے تک ہی ہے۔ وہ میں پوری تن دہی سے کر رہا ہوں اپنی پرتگیا کے مطابق ہر روز دس ہزار رتھی مہارتھی۔ پیدل گھوڑسوار دس ہزار سینکوں کو موت کے گھاٹ اُتارتا جا رہا ہوں۔ بتاؤ اور کیا کروں؟"

دریودھن ۔ آپ بیر شرومنی ہیں یہ ٹھیک ہے۔ آپ کے بان اموگھ ہیں اس میں شک نہیں۔ تو بھی پتامہ! آپ اب بہت بوڑھے ہو گئے ہو۔ اور ادھر ارجن پوری جوانی میں ہے۔ پرم یودھا ہے۔ بان ودّیا میں نپُن ہے۔ اس پر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کے سر پر کرشن کا ہاتھ ہے۔ بھلا آپ اُسکی سمانتا کر بھی کیسے سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کا پانڈووں سے پوتر سنیہ بھی تو ہے۔ اَن جاہا پکش پات ہو جانا ٹالا نہیں جا سکتا۔ اسی کارن سے آپ من مانا یدھ کر بھی نہیں سکتے۔ اس میں آپ کا کوئی دوش بھی نہیں ہے۔ ہاں اگر آپ کی جگہ کرن سیناپتی ہوتا تو اب تلک پانڈووں کا نام ونشان بھی باقی نہ رہتا"۔

سوچئے تو! کیا اب آپکی اوستھا یدھ کرنے کی ہے میری مانیں۔ آپ سیناپتی کے پد کو چھوڑ گنگا تٹ پر آرام سے بیٹھکر پربھو کے دھیان اور ہری بھجن میں لگ جائیں۔ اگر آپ کو میرا یہ پرستاو منظور ہو تو اس کے لئے میں ابھی پورا انتظام کئے دیتا ہوں۔ آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے پائیگی"۔

بھیشم جی ۔ (کرودھ کو دباتے اور اپمان کو زہر کا گھونٹ سمجھ پیتے ہوئے سے)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بیٹا - یہ پانڈووں کی پکش پات کا لانچھن جو تو لگا رہا ہے. یہ بالکل بے بنیاد ہے. یہ تیرے ملن من کی ہی اُپج ہے. میں پورے اُتساہ سے کشاتر دھرم کے مطابق یدھ کر رہا ہوں. یدھ کے سمے پانڈووں کو میں بچا کر وار نہیں کرتا. تو ارجن کے بل پراکرم کو جانتا نہیں اسی سے مجھ پر دوش لگا رہا ہے. یدھ کرنے میں میں نے کسی وقت بھی ڈھیل نہیں دی. میرے یدھ کوشل کا ہی پربھاو تھا کہ سری کرشن جی کو بھی اپنے پرن کو تاک پر رکھ کر شستر اُٹھانا پڑا. اس بات کو کیا تو جانتا نہیں. یا اپنے اہنکار کے بس ہو کر بھول گئے ہو. تو اور تیرے سہایک کرن، شکنی وغیرہ، ویر ارجن کے پراکرم کو کیا جانیں. یہی کارن ہے کہ تم میرے یدھ اور پراکرم کا مول لگا نہیں سکتے. ارے کرن تو کیا اس کا پتا بھی اگر سامنے آ کر یدھ کرتے تو ارجن جس کے ساتھی سری کرشن خود ہیں اس سے لوہا لے سکتا ہے کیا؟ ترلوکی میں اس کو جیتنے والا مجھے کوئی نظر نہیں آ رہا. تم نے مجھ پر جھوٹا لانچھن پانڈووں کے پرتی پکش پات کا لگایا ہے. یہ میرے لئے سہنا کٹھن ہے. سن! میں پرتگیا کرتا ہوں کہ کل دسویں دن کے یدھ میں یا تو میں نہیں رہونگا یا پانڈو نہیں رہینگے.‘‘

(ذریودھن خوشی سے اُچھل پڑتا ہے)

دریودھن - بس بس! اب میں سنتشٹ ہوں. نراشا کے کارن اگر مجھ سے کوئی اشبھ بچن بولا گیا ہو تو پوجیہ پتامہ مجھے کھما کر دیجئے. مجھے آپ پر ہی بھروسہ ہے. نمسکار پرنام‘‘ (پردہ گرتا ہے)

تیسرا درشیہ

(بھگوان کرشن کا شبد - گھوڑوں کو سہلا رہے ہیں. اور پریم میں گا رہے ہیں -‘‘)

سری کرشن۔ بھگتوں کا میں بنیا ہوں ہیں ان سے لیتا ہوں — اُن کا ہی بنایا میں بھگوان کہلاتا ہوں
ماں باپ سکھا سوامی بھرت داس پتی جو بھی — ناطہ جو بناتے ہیں. بن وہی میں آتا ہوں
میں بھاؤ کا بھوکا ہوں. میں پریم کا پیاسا ہوں — وہ مجھکو رجھاتے ہیں. میں اُنکو رجھاتا ہوں
بندھن سے اچھوتا تھا. الفت سے بیگانہ تھا — بھگتوں کا ہی ہے بندھن بندھ جسمیں میں آتا ہوں
خلوت ہو کہ جلوت ہو. کچھ ایسا لگا چسکا — وہ مجھکو نچاتے ہیں میں اُنکو نچاتا ہوں
دنیا ہے میری اُن سے. اُنکا ہے جہاں مجھ سے — وہ مجھکو بساتے ہیں میں اُنکو بساتا ہوں
ٹیرا بھی بھگتوں نے ہوتا ہوں پرگٹ بس چھن — ذرا اُنکا مٹاتے ہیں. کب دیر لگاتا ہوں!
یہ دلیش ہے پریمی کا. یاں راج ہے پریمی کا — من دے جو مجھے ناصر. کنٹھ اسکو لگاتا ہوں

پریم کی دنیا کے بس ہو کر ہی اپنے بھگتوں کے آگے پیچھے پھرتا ہوں. ادھر ارجن آدی پانڈو اور بھگتا دروپدی ہے. تو اُدھر بھیشم پتامہ جی ہیں. دونوں کو ہی رجھانا ہے. دونوں کو ہی جتانا ہے. اور دونوں کے من کی کرنی ہے. ادھر بھیشم جی کی پرتگیا کو سپھل بنانا ہے. اور ادھر پانڈو ہراساں ہو رہے ہیں. دروپدی پکار رہی ہے. اُنکا کام بنانا ہے. اب جیلوں اور بھگتوں کی جے جے کار کا گھوش جگت میں گھوشت کر دوں‘‘ (کرشن جی جاتے ہیں) پردہ گرتا ہے‘‘

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

چوتھا درشیہ

[پانڈووں کا شِوِر۔ یدھشٹر وغیرہ پانچوں بھائی دھروپدی دھرشٹ دیومن وغیرہ سیناپتی بیٹھے ہوئے ہیں دسویں دن کی یدھ رچنا کے بارے میں صلاح مشورہ ہو رہا ہے۔
اسی وقت پانڈووں کا دوست بھیشم پتامہ کی چھاؤنی سے آتا ہے۔]

دُوت ۔ مہاراج! مہا وپتی کی سُوچنا ہے۔ دریودھن نے بھیشم جی پر پانڈووں کے پکش پات کا لانچھن لگایا ہے۔ اور اُنکے آتم گورو کو چنوتی دی ہے۔ اُنکے مرم پر گھات کر کے اُنکو اُویش دلایا ہے اُنہوں نے پرتگیا کی ہے کہ کل کے یُدھ میں پانڈوؤں نہیں رہینگے یا وہ خود ہی نہیں رہیں گے۔ (دُوت جاتا ہے)

یدھشٹر۔ پتامہ جی ستّ وادی ہیں۔ ستّ سنکلپ ہیں اُنکا بچن کبھی استّ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے بندھوو! اب سمجھ لو کہ اپنے جیون کا ناٹک تو پورا ہو چکا۔

دھرشٹ دیومن ۔ مہاراج! یہ گھبراہٹ کیسی۔ میں مانتا ہوں کہ بھیشم جی اَتل پراکرمی ہیں۔ اُن کے بان اموگھ ہیں۔ اس پر بھی وِجے اور پراجے تو ودھاتا کے ہی ہاتھ ہے۔ کسی منش کے ہاتھ نہیں۔ اپار شکتی رکھتے ہیں بھیشم جی پھر بھی ہیں تو وہ ایک منش ہی۔

ارجن ۔ بھائی تو بھولتا ہے۔ بھیشم جی گنگا نندن ہیں۔ تجسوی ہیں پرم ستّ وادی ہیں۔ اور اس پر بھی وہ سوچھند مرتیو کا ور پراپت کئے ہوئے ہیں۔ انکی اچھا کے بغیر مرتیو ان کے بغیر نزدیک پھٹک نہیں سکتی۔ انکی بانی نے ہنسی میں بھی کبھی استّ نہیں کہا۔ اس لئے اُنکی پرتگیا اوشیہ سپھل ہو گی۔

دھرشٹ دیومن ۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں کہ بھیشم جی اجت ہیں اسادھ ہیں۔ تو بھی پربھو نے انکو تو ہی ہاتھ دیئے ہیں۔ اور وہ ہی آپ کو بھی کشتری کو یدھ سے بھاگنے لگے یہ تو انہونی سی بات ہے۔ وہ اپنی پرتگیا کا پالن کریں گے۔ تو ہمیں بھی اپنے کرتویہ کا پالن کرنا ہی ہوگا۔ کوئی نہ کوئی یُکتی ڈھونڈنی ہی ہوگی۔

دھروپدی ۔ یہ پرسنگ کوئی سادھارن سُننا ہو ایسا نہیں ہے۔ اس میں ٹرا مہتو ہے۔ بھیشم پتامہ کے اکشے بانوں سے میرے پتیوں کی مرتیو ہو اور انہوں نے جو دشمنوں کو پراجت کر کے مجھے اکھنڈ سوبھاگوتی رکھنے کا پرن کیا ہے وہ مِتھیا ہو۔ یہ کیسے دیکھا جا سکتا ہے۔ آہ! میرے تراتا تو ایک ماتر شری کرشن جی ہی ہیں۔ اُن کے سوائے ایسی گھور وپتی میں ہمارا کون نستار کر سکتا ہے۔ کوئی جاکر اُنکو بُلا لائے۔

(کرشن جی کا پرویش)

شری کرشن۔ کون جائے کسے بُلائے۔ میں تو خود ہی حاضر ہو رہا ہوں۔ سے
دونو دِلوں میں ہے لگی اِک تار ہے بے تار کی ۔ کرشنے! کس لئے تو نے پھر مجھے پکارا ہے؟

دھروپدی ۔ پدھارو میرے بندھو۔ میرے سکھا! تمہارے بن کون ہوگا جو اپنے جن کیلئے اُمور اتری تتپر رہتا ہوگا۔
پربھو۔ نیا پھر منجھدار میں آپڑی ہے۔ پتامہ نے پرتگیا کرلی ہے کہ کل کے یدھ میں یا وہ نہیں بچینگے یا پانڈو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نہیں بچ پائینگے۔ پتوار سنبھالئے اور کشتی کو پار کر دیجئے۔"

سریکرشن۔ دھروپدی! مہاراج یدھشٹر! یہ سمسیا بہت ہی کٹھن ہے۔ بھیشم جی کا پچن کسی حالت میں بھی اسنت نہیں ہو سکتا۔ نشچے ہی کل پرتھوی پانڈووں سے رہت ہو جائیگی۔ کوئی یکتی سوجھ نہیں رہی۔ بھیشم جی نیشٹھک برہمچاری ہیں۔ انہوں نے آتم تتو کو پراپت کیا ہوا ہے۔ وہ اپنے سوروپ میں وچرنے والے ہیں۔ دُکھوں کا کارن بھوت جو پدارتھ ہیں۔ اُن سب کا انہوں نے تیاگ کر دیا ہوا ہے۔ اُدا سینتا میں ہی جگت میں وچرنے والے ہیں۔ ایسے برہم نشٹھ برہمانند کے بھوگی یوگی پُرش کے پچن کو اسنت کرنے کی سامرتھ بھلا کس میں ہو سکتی ہے۔

مہاراج! اب تو صرف ایک ہی سرل اور سریشٹ مارگ ہے کہ آپ پورے بل اور اُتساہ سے اپنے کرتویہ کا پالن کرتے ہوئے یدھ کریں۔ ارجن جیسا دھنش دھاری اور بھیم جیسا گدا دھاری آپکی سہائتا کیلئے کھڑا ہے۔ دھرشٹ دیمن جیسا سینا پتی آپکی پشت پر ہے۔ اس پر شکھنڈی کے ہاتھ سے بھیشم جی کی مرتیو کا فرمان ہو چکا ہے تو پھر تم ڈر کیوں رہے ہو۔

بھیم۔ یا دویندر! سچ کہوں! بھیشم جی کے سامنے ٹکنے کی مجھ میں تو مطلق سامرتھ نہیں ہے۔ ارجن ٹک سکے تو ٹک سکے۔ میں تو گدا دھاری ہوں۔ جہاں گدا کی اچھی کرہو وہاں تو میں لوہا لینے کو حاضر ہوں۔ مگر بانوں کے آگے اور وہ بھی بھیشم جی کے بانوں کے آگے ایک چھن بھی کھڑا رہ سکوں یہ اسمبھو ہے۔

ارجن۔ بھائی بھیم! تم کیا جانو۔ پتامہ کے سرسراہٹ کرتے ہوئے بانوں کو کاٹنا کوئی خالا جی کا گھر نہیں بھیشم جی ایک ہاتھ سے نہیں ہزاروں ہاتھوں سے بان پھینکتے ہیں۔ اُنکے بانوں کی گنتی ہی جب نظر نہیں آتی تو میرے بان اُن کے بانوں کے ویگ کو روک ہی کیسے سکتے ہیں۔

سریکرشن۔ تو بس! جب ارجن ہی ہمت ہار چکے تو ہمارے پاس اور کوئی دُوسرا اُپائے ہی نہیں۔ ہماری ساری سینا کا سب بل اور وشواس اکیلے ارجن کے اوپر ہی ہے۔ جب وہ ہی ڈھیں چھوڑ دے تو دوسرے کی گنتی وہاں تک کہاں۔ اور کوئی تو پتامہ کے آگے پل بھر بھی ٹکنے کی ہمت نہیں رکھتا۔ اس سے سدھ ہو گیا کہ کل پرتھوی پانڈو وہین ہو جائیگی۔ گھور سنگرام ہوگا۔ جو جنتے بچے اس کا نیا ہی جنم سمجھنا۔

دھروپدی۔ اجی ہے بھگت بھے بھنجن۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا اپنی بہن، اپنی سکھی دھروپدی کو اب بڑھوا دیکھنے کے لئے اُتسک ہو رہے ہو۔ ہے کرپا بندھو! ہے دیا کے ساگر! کیا آپکی کرپا سے بھیشم پتامہ کے بانوں سے پانڈوؤں کی رکشا نہیں ہو سکتی۔ آپ نے ہمیں انیک سنکٹوں سے بچایا ہے۔ آپکی کرپا سے ہی لاکھ کے گھر سے ہماری رکشا ہوئی تھی۔ بھری سبھا میں آپ نے ہی کیا میری لجا نہیں بچائی تھی۔ کیا دُرباسا رشی کے کوپ سے بچانے والا کوئی اور تھا۔ دین بندھو! میں آپکی دین بھگتا ہوں۔ دن رات آپکا ہی سمرن کیا کرتی ہوں۔ پانڈو بھی تو آپ کے ہی پیارے بھگت ہیں۔ اور آپ کی ہی شرن میں ہیں۔ میرا ودھوا ہونا کیا آپ کو بھلا لگے گا۔ دیا کرو۔ دیا کرو۔ دیالو دیو! کرونا مے! کرونا کرو۔ اس سنکٹ میں رکشا کرنے والا آپ کے سوا اور کون ہے۔ ؟"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

(دروپدی بے حال سی رونے لگتی ہے۔)

تُو رومت۔ اگر تم پانڈوؤں کی رکشا کرنی چاہتی ہو تو آ میرے ساتھ کوئی یکتی نکالیں۔"

دھروپدی۔ میں تو سدا سے ہی آپ کی باندھی ہوں۔ کہو مجھے کیا کرنا ہے۔ میں پرستت ہوں۔

سری کرشن۔ تو آؤ میرے پیچھے پیچھے چلی آؤ۔ (دونوں جاتے ہیں) (درشیہ بدلتا ہے)

پانچواں درشیہ

(وقت رات کا پچھلا پہر۔ ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ پانڈوؤں کی چھاؤنی دور رہ گئی ہے۔ سری کرشن جی آگے چل رہے ہیں۔ اور دروپدی چھایا کی طرح اُن کے پیچھے چلی جا رہی ہے۔")

دھروپدی۔ بھگوان آپ مجھے کہاں لئے جا رہے ہیں!)

سری کرشن۔ سکھی! میں تجھے وہاں لے جا رہا ہوں۔ جہاں پانڈوؤں کے لئے اچھے سرکشت ہے۔

دھروپدی۔ میں بہت تھک گئی ہوں۔ اب تو مجھ سے چلا بھی نہیں جا رہا۔ اُدھر رات بھی گذر چکی ہے۔ مُرغ کی بولی سُن رہی ہوں۔

سری کرشن۔ سادھوی! گھبرا مت۔ اب ہم منزل پر پہنچ ہی گئے ہیں۔ وہ سامنے دیکھ قیمخاب کا شبو نظر آ رہا ہے۔ یہی بھیشم پتامہ کا شبو رہے۔ بھیشم جی سدا جاگرت ہیں۔ وہ برہمچاری ہیں۔ اور نیند کو جیتے ہوئے ہیں اُن کے شبو میں کسی بھی استری کا پرویش منع ہے۔ پرنتو تم جیسی ستی کے لئے وہاں نشیدھ نہیں۔ تو سیدھی ہی شبو کی طرف چلی جا اور بھیشم جی کے شین ککش میں پہنچ جا۔ تمہیں کوئی روکے گا نہیں بھیشم جی لیٹے لیٹے ہی پربھو کا دھیان دھر رہے ہونگے۔ بڑی شردھا سے اُنکے چرنوں میں نمسکار کرنا۔ ساودھان رہنا۔ وہ پوچھیں کہ تم کس کے ساتھ آئی ہو تو کہہ دینا سیوک کے ساتھ آئی ہوں۔"

دھروپدی۔ ایسا ہی کرونگی۔ درشیہ بدلتا ہے۔"

چھٹا درشیہ

(بھیشم جی کے شبو کا شین گھر اندر باہر ہر طرف روشنی ہو رہی ہے۔ پہریدار پہرہ دے رہے ہیں۔ دھروپدی دوار کے راستہ شبو کے اندر داخل ہوتی ہے۔ سونے کے کمرے میں بھیشم جی چادر اوڑھے لیٹے رہے ہیں۔ پاؤں چادر کے باہر ہیں۔ بھگوان کرشن کی لیلاؤں کا سمرن ہو رہا ہے۔ دھروپدی اندر جا کر بڑی شردھا سے چرنوں پر نمسکار کرتی ہے۔"

دھروپدی۔ پرم پوجیہ شسر مہاراج کے چرنوں میں داسی کا پرنام سویکار ہو۔

بھیشم جی۔ (ویسے ہی آنکھیں موندے ہوئے) اکھنڈ سوبھاگوتی ہو۔ (کچھ آواز کو پہچانکر اور مُنہ سے چادر کو دور کر کے کون! دیوی دھروپدی؟ تم! تم!! اس پچھلی رات میں یہاں کہاں؟

دھروپدی۔ پرم پوجیہ پتامہ! آج کے دن آپکی بہ پتر بدھو سوبھاگوتی ہے۔ اس سوبھاگیہ کے ساتھ آپکے انتم درشن کر سکوں! اس لئے اپنے سوامیوں کی آگیا لیکر ہی آپکے چرنوں میں بندھنا کر پائی ہوں۔ آپنے پرتگیا کر رکھی ہے کہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سویرے پرتھوی پانڈو وہین ہو جائیگی۔ ایسے ہونے سے آپکی یہ بہو میں پھر سو بھاگیہ سہت آپکے درشن پو تن ہی نہیں کر سکونگی۔ اسی کارن میں اس سمے آپسے سہت ہوئی ہوں۔“

بھیشم جی۔ ایسے سمے میں تم کس کے ساتھ آئی ہو؟ دھروپدی۔ ایک سیوک کے ساتھ۔

بھیشم جی۔ پانچالی! میں سمجھ گیا۔ یہ سب پرپنچ میرے شری کرشن کا ہی رچایا ہوا لگتا ہے۔ اُنکے بنا ایسی بدھی اور کسی میں ہوگی۔ بول بیٹی! وہ تمہارا سیوک کہاں ہے؟ وہ اناتھوں کا ناتھ دینا ہتکاری جگت کے بھنجن ہاری۔ گوپال مراری تیرا سیوک کہاں ہے؟“ دھروپدی۔ پتا جی! وہ دوار پر ہی کھڑے ہیں۔

(بھیشم جی اپنی شیّا کو تیاگ دروازے کیطرف دوڑتے ہیں۔ وہاں کرشن جی کو چوبدار کی صورت بنائے بیٹھے دیکھکر اُن کے چرنوں پر گر پڑتے ہیں۔ سری کرشن اُنکو اوپر اُٹھاکر گلے سے لگاتے ہیں۔)

بھیشم جی۔ ہے کرپا ناتھ! آپ کو نمسکار۔ ہے بھگت کلپ ترو آپ کو کوٹی کوٹی پرنام۔ ہے جگت کے رچیّا۔ بانسری کے بجیّا آپ کے بلہاری۔ پربھو آپ تو جگت کی رچنا کرنے والے ہو۔ آپکا مارا ہوا ہی یہ سب جگت مرا پڑا ہے پھر کس پرویجن کے لئے آپنے اتنا پریشرم کیا ہے۔ کیا اس میرے جگت سے میں باہر ہوں۔ میں تو آپکا داس ہی ہوں۔ آپکی اچھیا کے ہی آدھین ہوں ہے کیشو! ہے سچدانند! آپکی اچھا بنا جب ایک پتہ بھی ہل نہیں سکتا تو یہ آپکا داس کس گنتی میں ہے۔“

(اتنا کہتے کہتے بھیشم جی کا گلا بھر آتا ہے اور گلے سے سمٹ کر آنسوؤں سے گنگا جمنا بہاتے جاتے ہیں۔)

سری کرشن۔ ہے مہا برت دھاری بھیشم جی۔ آپ تو میرے سوامی ہو۔ بڑے ہو۔ آپکی سستا کو میں جانتا ہوں میں سدا سے ہی اس دربار بندھن میں بندھا ہوا ہوں۔ آپکا داس ہوں مجھے تو آنا ہی پڑا۔ اسکے بچانے میں تتپر ہوں۔

بھیشم جی۔ ہے گوپی بلبھ۔ ہے جناردھن! ہے پرم پرش! آپ کے وچن سن کر مجھ پر اُداسینتا چھاتی جاتی ہے۔ کیا ابھی بھی آپ مجھکو کسوٹی پر کسنے کی سوچ رہے ہو۔ دیالو دیو! کیا میں آپ کا پربھاؤ نہیں جانتا؟ کورو سبھا میں درلیودھن کو اور یدھ کے پرانگن میں ارجن کو جس وراٹ سروپ کا آپ نے درشن کرایا تھا۔ کیا آپ وہ نہیں ہیں؟“ ”ہے پربھو! آپ ہی اس سرشٹی کا کارن روپ ہیں۔ پالک بھی ہیں اور سنگھارک بھی۔ آپ ادویت ہو۔ اونیاشی ہو۔ اور سب کے ساکھی ہو۔ بھگتوں کو آنند پردان کرنے والے ہو ہے کمل نین اب آپ اس سیوک پر دیا ہی رکھیے۔ چھلنے کی کوشش مت کیجے۔“

سری کرشن۔ پرم پریہ بھیشم جی! آپ جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ ٹھیک ہی ہوگا۔ اس پر بھی میں تو سوچھند ہوں نہیں ہوں۔

بھیشم جی۔ پربھو! سوچھند ہونا نہ ہونا یہ بھی تو آپکے ہی آدھین ہے۔ ہے بھگت وتسل! جب درلیودھن کے لانچھن لگانے پر میں نے پرتگیا کی تھی۔ میں اُسی سمے جانتا تھا کہ آپکی اچھا ہی بلوتی ہوگی۔ اس کے بنا تو ایک پتہ بھی ہل نہیں سکیگا۔“

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(سری کرشن جی بھیشم جی کے دین بچن سنکر گدگد ہو گئے۔ اُنکو پھر چھاتی سے لگا لیا۔ اور بولے)

سری کرشن ۔ ہے پرم بھگت! ہے تتو گیہ بھیشم جی! آپ کرتارتھ ہو۔ آپکے سمان تینوں لوکوں میں اور کوئی نہیں۔ گو آپ اور میں ایک ہی ہیں لیکن میں آپکے ادھین ہی ہوں۔ ہے ست پرتگیہ آپکے بچن کو کھنڈن کرنے کی مجھ میں سامرتھ نہیں۔ اپنی کی ہوئی پرتگیا آپ ہی سپھل کریئے۔ جیسا کرنے سے دھرم پر ادھرم کی وجے نہ ہو اور انیتی سنسار میں وستار نہ پا سکے ویسا ہی کریئے۔ اسی کارن مجھے یہ پریشرم کرنا پڑا ہے۔ اپنی پرتگیا کو سپھل کرنے میں آپ ہی سمرتھ ہیں۔ پانڈو تو کیا اس برہمانڈ کا سوامی میں بھی سمرتھ نہیں۔ یہ درویدستا میری پرم بھگتا ہے۔ آپ بھی میرے پرانوں سے پیارے بھگت ہو۔ سنسار کا اچل نیم ہے کہ ماتا پتا پتروں کے رکشا کرنے والے ہیں۔ اس نیم کا بھنگ نہ ہو۔ اسی کارن دھروپدی کو آپکے چرنوں میں بندھنا کرنے کیلئے میں نے پریرنا کی تھی۔ اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ پانڈوؤں کو گھور وپتی سے اُبھارنے کیلئے بھی ایک بھیشم جی ہی سمرتھ ہیں اور کوئی نہیں۔ آپ کا آشیرواد پاکر دروپدی کا سوبھاگیہ اٹل ہو گیا ہے۔ یہ آپکا ہی دا تسلیہ ہے۔ آپ سوچھند مرتیو کا ور پراپت کئے ہوئے ہیں۔ اسلئے اب آپ ہی دروپدی کو اپنی مرتیو کا اُپائے بتلایئے۔

بھیشم جی ۔ ہے سروگیہ شکھنڈی کے بان سے ہی میری مرتیو ہونی نشچت ہے۔ یہ کیا آپ سے گپت ہے؟ صرف اتنا جاننے کے لئے ہی آپ نے اتنا پریشرم کیا۔ ہے کرونا ساگر! آپ کی ایک نمیکھ ماتر سے سنسار کا پرلے ہو جاتا ہے۔ میں بھلا کس گنتی میں ہوں۔

سری کرشن ۔ ہے سوچھند مرتیو کا رک! آپکی اچھا بغیر آپ کے پاس مرتیو کیسے پھٹک سکتی ہے۔ پانڈو آپکے پتر ہیں۔ آپ نے پرتگیا کی ہوئی ہے کہ کل کے سنگرام میں نہیں یا پانڈو نہیں۔ یہ آپکی پرتگیا۔ آپکی اچھا کے انوسار ہی سپھل ہو سکتی ہے۔ آپ کے باہو بل کے آگے پانڈوؤں کی تو پراجے ہی ہے ناش ہی ہے اس سے آپکی یش اور کیرتی پر لانچھن لگتا ہے۔ اسی کارن یہ پرپنچ رچا گیا ہے۔ آپکی اچھا کے ورودھ ہو تو میرا بھگت رکھشن کا ورد جاتا ہے اسی سے دھروپدی کے ذریعے آپکی اچھا سے ہی اُسے اٹل سوبھاگیہ کے وردان کی پراپتی کرائی ہے۔

آپ نے اپنے آپ کو یدھ ویدی میں ارپن کرکے اپنی آتما کو ہی بچایا ہے پانڈو آپ کے پتر آپکی آتما ہی ہیں۔ اس پر بھی آپ نے ہی مجھے جیتا ہے۔ کہیئے میں آپکا اب کونسا پریہ کروں۔

بھیشم جی ۔ ہے پربرہم! ہے پرم پتا! آپ کے سروپ کی پراپتی سے ہی میں اپنے کو کرتارتھ مانتا ہوں۔ آپکی اچھا پانڈوؤں کی وجے کرنے کی ہے۔ یہ ٹھیک ہی ہے۔ آپ کال کے بھی کال ہیں۔ یہ سب سنسار مرتیو کے مکھ میں ہے۔ یادو دیو! آپ کے درشن ہی میرے لئے سادھنا۔ سادھو ہیں، سہایک اور ساکھیہ مکتی ہے۔ اس سے ادھک مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔ آپ کے نت مکت سروپ کا میرے ہردے میں درشن سمرن بنا رہے۔ بس یہی آپ سے میں ور مانگتا ہوں۔

جل بن مین جیسے ایک چھن کاٹے نہیں۔ تڑپ تڑپ کر دیتی اپنے پران ہے!
پنچھی جیسے پنکھ بن دین ہین ہوئے جات۔ جیوت ہے پر وہ تو مرے کے سمان ہے
لوبھی جیسے سدا رکھے دھن میں ہی اپنو من، کامی جیسے ناری میں ہی رکھے اپنا دھیان ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تیسے ہی اے پران ناتھ! تیری روپ مادھری میں لین ہوئے میرو من کرے گن گان ہے۔

سری کرشن۔ تتھاستو! ایسا ہی ہو!! بھیشم جی تم سادھک نہیں اب سدّھ ہو۔ جس طرح سے تم مجھے بھج رہے ہو ویسے ہی میں بھی تجھے بھجتا رہتا ہوں۔ اب مجھے جانے دو۔ دن نکلنے ہی والا ہے۔

بھیشم جی چرنوں پر گرتے ہیں۔ دروپدی نمسکار کرتی ہے۔ اور سری کرشن جی کے پیچھے پیچھے چلی دیتی ہے۔

(پردہ گرتا ہے)"

ساتواں درشیہ

[کروکشیتر کا میدان تمام دن گھور یدھ ہوتا رہا۔ آخر جب سورج اُترائن کو ہو گیا تو بھیشم جی ارجن کے بانوں سے گھائل ہو گئے۔ وہ سر شیا پر پڑے ہیں۔ یدھشٹر ارجن وغیرہ پانچوں پانڈو پاس کھڑے ہیں۔ اور سری کرشن جی سوئم بھیشم جی کی آنکھوں کے بالکل سنمکھ ہو کر کھڑے ہیں۔"]

سری کرشن۔ بھگت شرومنی بھیشم جی۔ آپکی جے ہو۔ آپکے برہمچریہ کی جے ہو۔ آپکی بھیشم پرتگیا کی جے ہو۔ سادھ دھان ہو کر دیکھئے۔ بھگوان کھاسکرو کشن کی یاترا سماپت کرکے اُترائن کو چل پڑے ہیں۔ بسبب شُبھ مہورت سوئم ہی اگرت ہو آئے ہیں۔ میں سوئم تمہارے سنمکھ کھڑا ہوں۔ اب آپ کی جیون لیلا سماپت ہونے کو ہے۔ مجھے آگیا کرو۔ میں تمہاری کیا سیوا کروں کو نسا دُرلبھ ور تمہیں دوں۔

بھیشم جی۔ اے جناردھن! اے بھگتوں کے من روپی کمل کو کھلانے والے روی! میرا آپ کو کوٹی کوٹی پرنام ہو۔ آپ سوئم آکر میری آنکھوں کے سامنے کھڑے ہو گئے ہیں۔ اس سے بڑا میرا بھلا سو بھاگیہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ انت کال میں جتن کرنے پر بھی منی گن آپکا دھیان لانے میں اسمرتھ رہتے ہیں۔ وہاں مجھے تو آپ کے ساکشات درشن ہو رہے ہیں۔ اس سے ادھک اور کیا مانگوں۔ دیالو دیو ایسی کرپا ضرور کریں کہ جب تک میرے پران کا وسرجن نہ ہو تب تک آپ ایسے ہی میری آنکھوں کے آگے بنے رہیئے اس من کا کیا بھروسہ۔ آپکی ادوتیہ چھبی میں کسی اور طرف نہ چلا جائے تو

سری کرشن۔ میرے سروسو! میرے پران! تم جیسے آتم وِت، پریم سروپ تو گیانی بھگت کو چھوڑ کر میں جا ہی کہاں سکتا ہوں۔ اپنے بھگت کا ابھاو تو میرے سے سہا نہیں جاتا۔ نشچنت رہو میں تب تک یہاں سے ہٹونگا نہیں۔ جب تک کہ تمہارے پران تجھ میں لِین نہیں ہو جاتے۔

بھیشم جی۔ دھنیہ ہو کرپا سندھو۔ دھنیہ ہو دیا کے بھنڈار آپ تو بھگتوں کیلئے کلپ ترو ہی ہیں۔ جس پر آپکی دیا ہو گئی وہی گیانی بھی دھیانی ہے۔ وہی آپکا اننیہ بھگت ہے۔ جو ایک بار آپکا ہو گیا وہ بھلا اور کس کا ہو سکے گا۔ ۔ پربھو آپکا یہ اوتار تو صرف بھگتوں کو یاد ھر یہ دس کا بھوگ دلانے کو ہی ہوا ہے۔ آپکی جے ہو میرے گیان چکشو کھل گئے ہیں۔ مجھ پر اس کرشن اوتار کا بھید خود بخود کھل رہا ہے۔" ہے ناتھ! میری آنکھیں اب بند ہونے کو ہیں ان میں اب آپ بس جاؤ۔ آپکو نمسکار ہے نمسکار ہے نمسکار نند نندن آپکی سدا ہی جے ہو۔ (پران تیاگ دیتے ہیں) ۔ یدھشٹر ادی پانڈو گد گد ہو کر ان پر پُشپ برشا کرتے ہیں۔ اور دھرتی پر پرنام کرنے کو جھکتے ہیں۔" سری کرشن۔ مہا پرانیشور! بھگت شرومنی! پرم بھاگوت۔ جے ہو جے۔ سدا بھگتی وِت پرم تپسوی، سدا جاگرت۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھگوان کرشن کا سُدرشن چکّر

(از شری نوبت رائے جی بالی شوخ)

یاد آتی ہے وہ گرمئے رفتارِ سُدرشن ۔ ہے پیشِ نظر عرصۂ پیکارِ سُدرشن
اک منظرِ پُر نور تھا ہر وارِ سُدرشن ۔ ڈھاتا تھا غضب رقصِ شرر بارِ سُدرشن
گردُوں تھا اگر چرخ تو چکّر میں زمیں تھی
اک دھوم بپا فرش سے تا عرشِ بریں تھی

اندازِ عجب، طورِ غضب، شان نرالی ۔ انگشتِ مبارک پہ وہ خورشید کی تھالی
اس پر جو ذرا تیکھی نظر کرشن نے ڈالی ۔ کافور تھا یک بیک ہوئی دنیائے خیالی
عالم کی نگاہوں میں سماں اور ہی کچھ تھا
دُنیا تھی نہ مافیہا، وہاں اور ہی کچھ تھا

کچھ اور ہی اعدا کو نظارے نظر آئے ۔ ہر سمت تباہی کے شرارے نظر آئے
چکرا گئے سر ایسے نظارے نظر آئے ۔ پھرتے ہوئے آنکھوں میں ستارے نظر آئے
تھا شورِ سُدرشن ہے کہ گرداب فنا ہے
گردش میں یہ چکّر نہیں طوفان بپا ہے

جس صف پہ پڑا شانِ الٰہی نظر آئی ۔ دشمن نے جدھر دیکھا تباہی نظر آئی
کچھ ماہ نظر آیا نہ ماہی نظر آئی ۔ بس موت کی ہر سمت سیاہی نظر آئی
سایہ بھی پڑا جس پہ ہُوا خاک کا وہ ڈھیر
تھا حشر بپا حشر پہ اندھیر پہ اندھیر

تُو دھرم کا غمخوار ہے اور پاپ کا دشمن ۔ حالت جو ہماری ہے وہ سب تجھ پہ ہے روشن
پھر آج ہم نیکی بدی میں ہے ٹھنی ٹھن ۔ رُوپوش کہاں ہو گیا تو جا کے سُدرشن
پھر دھرم سے بھارت ہے بیگانہ بیخ ستم آج
روتا ہے لہو شوخ تیرا تیری قسم آج

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کوروؤں کی سبھا میں دُوت بن کر جانے کیلئے شری کرشن کی پانڈوؤں دروپدی اور ساتکی سے بات چیت

ویشمپاین جی کہتے ہیں: "ادھر سنجے کے چلے جانے پر مہاراج یدھشٹھر نے بھگوان کرشن سے کہا۔ کیشو! مجھے آپ کے سوا کوئی ایسا پرش دکھائی نہیں دیتا۔ جو اس مہان سنکٹ سے ہمیں پار لگا سکے آپ کے بھروسے ہی ہم بالکل نربھے ہیں! اور دُریودھن سے اپنا بھاگ مانگنا چاہتے ہیں۔ راجہ دھرتراشٹر اور اُس کے پتروں کا بھاؤ تو آپ سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ جو کچھ سنجے کہا وہ سب انہیں کا مت ہے۔ دُوت اپنے سوامی کے وچار ہی پرگٹ کیا کرتا ہے۔ دھرتراشٹر کو راج کا بڑا ہی لوبھ ہے۔ وہ بغیر راج دیئے ہی ہم سے صُلح کرنا چاہتا ہے۔ وہ ہمارے اور اپنے پتروں میں سمان بھاؤ نہیں رکھتا۔ ہم نے یہی سمجھ کر کہ مہاراج دھرتراشٹر اپنے بچنوں کا پالن کرینگے۔ اُنکی آگیا سے بارہ برس بن میں اور تیرھواں اگیات واس کا برس وراٹ نگر میں گُذارا۔ جو لوگ جنم سے ہی نردھن ہوں، انہیں اس طرح رہنے سے کشٹ نہیں ہوتا لیکن راجاؤں کو راج چھوڑ کر جنگل میں بھٹکنے اور دوسرے راجہ کے سیوک بن کر رہنے سے جو مہان کشٹ ہوتا ہے۔ اس کا انومان آپ خود ہی لگا سکتے ہیں۔ اس سے بڑھکر دُکھ کی بات کیا ہوگی۔ کہ میں نہ تو اپنی ماتا کی سیوا کر سکتا ہوں اور نہ اپنے سمبندھیوں کا پالن پوشن کر سکتا ہوں۔ اگرچہ چیدی راج پنچال راج کاشی راج متسیہ راج اور ساتکی اور آپ میرے سہائک ہیں۔ تو بھی میں صرف پانچ گاؤں لے کر ہی شانت ہو جاؤں گا۔ اگر دھرتراشٹر اور دُریودھن اوستھل، ورکستھل، ماکندی، وارناوت اور پانچواں جو وہ چاہیں۔ ایسے پانچ گاؤں ہمیں دیدیں جس سے ہم پانچوں بھائی مل کر رہ سکیں۔ تو بھرت ونش کا ناش ہونے سے بچ جائے لیکن دُشٹ دُریودھن اتنا بھی کرنے کو تیار نہیں۔ لوبھ سے بدھی نشٹ ہو جاتی ہے نشٹ بدھی سے لجا نہیں رہتی۔ لجا کے ساتھ دھرم چلا جاتا ہے۔ ادھرم سے شری چلی جاتی ہے۔ شری ہین پُرش سے سجن مِتر اور براہمن لوگ دُور بھاگ جاتے ہیں۔ جیسے پھلوں سے اُجڑے ہوئے درخت سے پنچھی اُڑ جاتے ہیں۔

مادھو! اس وشے میں ہمارا پہلا وچار تو یہی ہے۔ کہ آپس میں صُلح ہو جائے اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر تو ہمیں کوروؤں کو مار کر یہ سارا راج اپنے آدھین کرنا ہوگا۔ میں تو نیتی کا آشرہ لے کر ہی یدھ کرونگا کیونکہ میں نہ تو راج چھوڑنا چاہتا ہوں۔ اور نہ کُل کا ناش ہی کرنا چاہتا ہوں۔ یُوں تو ہم سام دان دنڈ بھید سبھی اپایوں سے اپنا کام کر لینا چاہتے ہیں لیکن اگر تھوڑی نرمی دکھانے سے میل ملاپ ہو جائے تو یہی سب سے بڑھ کر بات ہوگی۔ اگر صلح نہ ہوئی تو پھر تو یدھ ہوگا ہی پھر تو اپنے کرتویہ کا پالن نہ کرنا کائرتا اور ادھرم ہوگا۔ جب شانتی سے کام نہیں چلتا تو پھر مار پیٹ تو خود ہی آ دھمکتی ہے۔ [illegible]

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُپما کُتوں کی لڑائی سے دی ہے۔ کُتے پہلے دُم ہلاتے ہیں۔ اِسکے بعد ایک دُوسرے کے دوش دیکھنے لگتے ہیں۔ پھر بھونکتے ہیں۔ اور بعد میں دانت دکھاتے ہیں۔ اور پھر یُدھ ہونے لگتا ہے۔ جو بلوان ہو۔ وہی دوسرے کا ماس کھاتا ہے۔ منشیوں میں بھی اسیطرح لڑائی ہوتی ہے۔ منش کُتوں سے کسی پرکار سے بھی کم نہیں۔ شری کرشن! اب میں یہ جاننا چاہتا ہوں۔ کہ اب آپ کیا کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ ایسا کون اُپائے ہے جس سے ہم ارتھ اور دھرم سے نہ گر جائیں۔ پرشوتم! اس سنکٹ کے وقت ہم آپکو چھوڑ کر اور کس سے صلاح لیں؟ بھلا آپکے سمان دیرگھ درشی (دور اندیش) اور ہِتیشی اور کون ہے؟"

شری کرشن نے کہا:" میں دونوں پکشوں کی بھلائی کے لئے کوروؤں کی سبھا میں جاؤنگا! اور اگر آپکے ارتھ میں کسی پرکار کی ہانی نہ پہنچے۔ تو صُلح کرلونگا۔ تو میں سمجھونگا۔ کہ میں نے بڑا بھاری پُنیہ کرم کیا ہے۔"

یُدھشٹر نے کہا:" لیکن اس میں ایک بھے بھی ہے۔ آپ کی نیک صلاح کو بھی دُریودھن ماننے کا نہیں! اس سمے وہاں دریودھن کے بہت سے راجہ لوگ بھی اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اس لئے اُن سب لوگوں کے بیچ میں آپکا جانا مجھے نہیں بھاتا۔ مادھو! آپ کو کشٹ ہونے پر تو ہمیں دھن سُکھ اور ترلوکی کا راج بھی پرسن کر سکیگا۔"

شری کرشن نے کہا:" دھرم راج! دریودھن جیسا پاپی ہے۔ یہ میں جانتا ہوں! اگر ہم اپنی طرف سے سب باتیں پیش کر دینگے تو کوئی بھی راجہ ہمیں دوشی نہیں کہے گا۔ رہی میرے لئے بھے کی بات شیر کے سامنے دُوسرے جنگلی جانور نہیں ٹھہر سکتے۔ اُسی پرکار میری کرودھ اگنی کا مقابلہ سارے راجہ مل کر بھی نہیں کر سکیں گے۔ میرا وہاں جانا ویرتھ تو ہوگا ہی نہیں۔ اگر صُلح نہ ہوئی۔ تو ہم نردوش تو ٹھہرائے جائیں گے۔"

یُدھشٹر نے کہا:" شری کرشن! اگر آپ یہی مناسب سمجھتے ہیں۔ تو آپ کورو سبھا میں جائیں میں چاہتا ہوں آپ سپھل ہوں۔ آپ کوروؤں کو شانت کریں جس سے ہم سب اکٹھے مل کر سُکھ پُوروک رہ سکیں۔ آپ دونوں طرف کے بھاؤ کو جانتے ہی ہیں۔ بات چیت کرنے میں آپ بہت ماہر ہیں۔ اس لئے جسمیں ہمارا ہِت ہو۔ اور لڑائی نہ ہو۔ وہ سب باتیں آپ دریودھن سے کہیں۔

شری کرشن نے کہا:" یُدھشٹر! سپھلتا کی مجھے آشا تو بالکل نہیں ہے۔ آپکی بُدھی دھرم پرائن ہے! اور کورو لالچ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ آپ تو اُسی کو اچھا سمجھیں گے جو تھوڑا بہت بنا یُدھ کئے مل جائے۔ اگرچہ یہ کھشتری کا دھرم نہیں ہے۔ دین بھاو کا آشرہ لے کر کھشتری کا نرباہ نہیں ہو سکتا۔ اب تو کوروؤں کے بہت سے ساتھی ہو گئے ہیں۔ اسلئے اُنکی شکتی بہت بڑھ گئی ہے۔ اس کے لئے بھیشم دروڑنا، کرپا آچاریہ اور کرن کے بھروسے وہ اپنے آپ کو بلوان بھی مانتے ہیں۔ آپ جتنا اُنکے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرینگے۔ وہ اکڑتے جائیں گے۔ اور آپ کو کائر سمجھیں گے۔ ایسے کُٹل سبھاؤ اور آچرن والوں کے ساتھ کبھی صُلح نہیں ہوا کرتی۔ آپ یُدھشٹر اور بھیشم کے نمرتا کا بھاو دکھا رہے ہیں۔ وہ تو آپ کے یوگیہ ہی ہے۔ اب میں کورو سبھا میں جاکر دریودھن کے دوشوں اور آپ کے سد گُنوں کا ورنن کرونگا۔ شانتی کے لئے پرارتھنا کرنے پر بھی آپکی نندا نہ ہوگی۔ کیونکہ میں جو کچھ کہوں گا۔ وہ سب باتیں دھرم اور ارتھ کے انکول ہونگی سب لوگ دھرتراشٹر اور کوروؤں کی ہی نندا کرینگے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہیں کوروؤں کے پاس جاکر اس پرکار صلح کے لئے کوشش کرونگا جس سے آپ کے سوارتھ سادھن کی ہانی نہ ہو. لیکن میرا جانا تو اپنے پکش کو نردوش سِدھ کرنا ہی ہے. یہ مجھے پوری آشا ہے کہ کوروؤں کے ساتھ ہمارا یدھ ضرور ہوگا. بُرے شگن ہو رہے ہیں. جب تک دُریودھن زندہ ہے. تب تک وہ تو کسی بھی پرکار آپکو کچھ نہیں دیگا اسلئے آپ اپنی طرف سے پوری تیاری کرتے جائیں. استر شستروں ہاتھی گھوڑوں اور سب سینا کی دیکھ بھال کریں. اور جس بھی یدھ سامگری کی ضرورت ہے. اُسے جمع کرلیں"

بھیم سین نے کہا: "مدھوسودھن! آپ کوروؤں سے ایسی باتیں کریں جس سے کہ وہ صلح کرنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ اُنہیں یدھ کی بات سُنا کر بھے نہ دلائیں. کیونکہ دریودھن مہا کرودھی ہے. وہ اپنا ہٹھ نہیں چھوڑے گا۔ دُریودھن کے کرودھ سے ایک دن بھرت ونش بھسم ہو جائے گا. اس لئے آپ جو کچھ کہیں میٹھی اور کومل بانی میں نرم اور ادھ یُکت ہو. ہم تو دُریودھن کے نیچے رہ کر بڑی نمرتا پورک اُس کا انوسرن کرنے کو بھی تیار ہیں. ہمارے کارن سے بھرت ونش کا ناش نہ ہو. آپ کوروؤں کی سبھا میں جاکر ہمارے بوڑھے پتامہ اور دوسرے سبھاسدوں سے ایسا کرنے کیلئے ہی کہیں. جس سے بھائی بھائی میں ملاپ بنا رہے. اور دریودھن بھی شانت ہو جائے"

بھیم سین کے مکھ سے کبھی کسی نے نمرتا کی ایسی باتیں نہیں سُنی تھی. اس لئے اُنکے بچن سُنکر شری کرشن جی ہنستے ہوئے کہنے لگے "بھیم سین! تم پہلے تو کئی بار دھرتراشٹر کے پتروں کو مارنے کی پرتگیا کر چکے ہو. اور اُنکے خون کے پیاسے ہو. لیکن اس سمے آپکا اُتساہ ڈھیلا کیوں پڑ گیا ہے. کیا کوروؤں سے بھے ماننے لگے ہو. اس سمے تو ہیجڑوں کی طرح تمہیں کبھی اپنے بل کا بھروسہ نہیں رہا ہے. بھرت نندن! اپنے کُل دھرم اور کرم پر درشٹی ڈالکر کھڑے ہو جاؤ. تمہارے چِت میں جو کچھ اس سمے مند ہونے کے کارن یدھ سے مُنہ موڑنے کا بھاو پیدا ہوا ہے وہ تمہارے یوگیہ نہیں ہے. کیونکہ کھشتری جیسے پُرشارتھ سے پراپت نہیں کرتا. اس چیز کو وہ اپنے کام میں بھی نہیں لاتا۔"

بھیم نے کہا: "باسدیو! میں تو کچھ اور ہی کرنا چاہتا ہوں اور آپ کچھ اور ہی بات سمجھ رہے ہیں. میں اپنے منہ اپنے بل کی بڑائی کروں. یہ مجھے نہیں بھاتا. چونکہ آپ نے میرے پرشارتھ کی نندا کی ہے. اسلئے مجھے اپنے بل کا ورنن کرنا ہی پڑیگا. لوہے کے موٹے ڈنڈوں کے سمان آپ میری ان بھجاؤں کو تو دیکھئے ایسا کون پُرش ہے جو اُنکے بیچ میں پڑ کر زندہ بچ جائے. جس پر یہ پل پڑوں. اُس کی رکشا تو دیوا اندر بھی نہیں کر سکیں گے. پانڈوؤں پر اپنا چار کرنے والے سب پاپیوں کو پرتھوی پر گرا کر دھن پر لات جاکر میں اُنہیں ٹھکراؤں گا. میں نے جس طرح راجاؤں کو جیت جیت کر اپنے ادھین کیا ہے. وہ کیا آپ بھول گئے ہیں. اگر سارا سنسار رُشٹ ہو کر مجھ پر ٹوٹ پڑے تو بھی مجھے کوئی بھے نہیں ہے. میں نے جو شانتی کی باتیں کہیں ہیں. وہ تو میرا دیا بھاؤ ہے. میں دیاوش سب پرکار کے کشٹ سہہ لیتا ہوں۔ اور اس سے چاہتا ہوں کہ بھرت ونشیوں کا ہماری وجہ سے ناش نہ ہو"

کرشن جی نے کہا: "بھیم سین! میں نے تمہارا بھاؤ جاننے کے لئے ہی یہ بات کہی ہے. اپنی بدھیمانی دکھانے یا کرودھ کے کارن ایسا نہیں کہا. میں تمہارے پراکرم کو اچھی طرح جانتا ہوں. اگر میں صلح کر سکا. تو مجھے بڑا یش ملیگا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

میں دھرتراشٹر کے پاس جاکر آپ کے ادھیکار کی ہانی کئے بغیر صلح کی کوشش کرونگا۔ اگر کوروؤں نے ابھیمان وش میری بات نہ مانی تو یدھ جیسا بھینکر کرم کرنا ہوگا۔ بھیم سین! اس یدھ کا سارا بھار تمھارے سر پر ہی رہے گا۔ ارجن کو اس کی دھری دھارن کرنی پڑیگی۔ اور سب لوگ تمھاری آگیا میں رہیں گے۔ اگر یدھ ہوا تو میں ارجن کا سارتھی ہونگا! ارجن بھی ایسی اچھا رکھتے ہیں۔ اس سے تم یہ نہ سمجھنا کہ میں یدھ نہیں کرنا چاہتا۔ تم نے جب کائروں سی باتیں کہیں۔ تب مجھے تمھارے وچار پر سندیہہ ہو گیا۔ اسی لئے میں نے ایسی بات کہہ کر تمھارے تیج کو ابھارا ہے۔ کیونکہ کھشتری کے لئے کائرتا ہی مرتیو ہے۔"

ارجن نے کہا۔ "شری کرشن! جو کچھ کہنا تھا۔ وہ تو مہاراج یدھشٹر ہی کہہ چکے ہیں۔ لیکن آپکی باتوں سے مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ دھرتراشٹر کے لوبھ اور موہ کے کارن آپ صلح کو سہج نہیں سمجھتے۔ لیکن اگر کوئی کام ٹھیک ریتی سے کیا جاتا ہے۔ وہ سپھل بھی ہو سکتا ہے۔ اسلئے آپ ایسا کریں کہ جس سے شتروؤں کے ساتھ صلح ہو ہی جائے آگے جو آپکی اچھا ہو ویسا ہی کریں۔ آپ نے جو کچھ سوچ رکھا ہے ہمیں تو وہی منظور ہے۔ لیکن جو دھرم راج کے پاس راج لکشمی کو سہن نہیں کر سکتا۔ اور جوئے کے کپٹ پاسوں سے اسے چھین لیا۔ وہ دشٹ دریودھن کیا اپنے پتر پوتوں سمیت اور بھائیوں سمیت موت کے منہ میں بھیجے جانے یوگیہ نہیں ہے! اس پاپی نے جس پرکار سبھا کے بیچ میں دروپدی کا اپمان کر کے کلیش پہنچایا تھا۔ وہ آپکو معلوم ہی ہے۔ ہم نے تو اسے بھی سہن کر لیا۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں بالکل نہیں بیٹھتی کہ دریودھن اب پانڈوؤں کے ساتھ اچھا برتاؤ کر سکیگا۔ بنجر زمین میں بوئے ہوئے بیج کے پھلنے کی کیا آشا ہو سکتی ہے؟ اسلئے جو آپ مناسب سمجھیں۔ جسمیں پانڈوؤں کا ہت ہو وہی کام جلدی شروع کر دیں! اور ہمیں اب کیا کرنا چاہئے۔ یہ بھی بتا دیں۔"

شری کرشن جی نے کہا۔ "مہا باہو ارجن! تم بالکل ٹھیک کہتے ہو میں وہی کام کرونگا جس سے کورو اور پانڈوؤں کا ہت ہوگا۔ لیکن پراربدھ کو بدلنا تو میرے وش کا روگ نہیں۔ دراتما دریودھن تو دھرم اور لوک دونوں کو چھوڑ کر من مرضی کرتا ہے ایسا کرنے سے اسے پشچاتاپ بھی کوئی نہیں ہوتا بلکہ اس کے سہایک کرن شکنی اور دوشاسن بھی اسکی پاپ بدھی کو اور اتیجت کرتے ہیں! اسلئے آدھا راج دیکر اسے چین نہیں پڑیگا۔ اسکا بندھوؤں سمیت ناش ہو کر ہی شانتی ہوگی۔ ارجن! تمہیں تو دریودھن کے من اور میرے وچار کا بھی پتہ ہے۔ پھر انجان بن کر مجھ سے کیا کہہ رہے ہو۔ پرتھوی کا بھار اتارنے کے لئے دیویا لوک پرتھوی پر اوتار لے کر آئے ہیں۔ اس بات کو بھی تم جانتے ہو۔ پھر بتاؤ صلح کیسے ہو سکتی ہے پھر بھی مجھے دھرم راج کی آگیا کا سب پرکار پالن تو کرنا ہی ہے۔"

تب نکل نے کہا۔ "مادھو! دھرم راج نے جو کچھ آپ سے کہا ہے۔ وہ تو آپنے سن ہی لیا ہے۔ بھیم سین نے صلح اور شانتی کی بات کہہ کر پھر اپنے باہو بل کا بھی ورنن کر دیا ہے۔ ارجن نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ بھی آپ سن چکے ہیں۔ اور آپ نے اپنے وچار بھی پرگٹ کر دیئے ہیں۔ ان سب باتوں پر وچار کر کے اور شتروؤں کے وچار جان کر آپ جیسا مناسب سمجھیں۔ کریں۔ شری کرشن! ہم دیکھتے ہیں کہ بن باس اور اگیات واس کے وقت ہمارا وچار کچھ اور تھا اور اب کچھ اور ہی ہے۔ بن میں رہتے ہوئے ہمارا راج پانے میں اتنا انوراگ نہیں تھا۔ جتنا اب ہے۔ آپ کوروؤں کی سبھا میں جا کر پہلے تو صلح کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بات کریں۔ اور اگر وہ نہ مانیں تو یدھ کی دھمکی دیں۔ اور اس پرکار بات کریں۔ کہ جس سے دُشٹ دُریودھن آپے سے باہر نہ ہو جائے۔ بھلا وچاریئے تو سہی۔ کہ یدھشٹر، بھیم، ارجن، سہدیو۔ آپ اور بلرام جی، ساتکی وراٹ، دروپد، دھرشٹ دیومن کاشی راج دھرشٹ کیتو۔ اور میرے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے۔ آپ کے کہنے پر بادر بھیشم، درون اور بالہیک یہ بات سمجھ سکیں گے۔ کہ کوروؤں کا ہت کس میں ہے۔ اور پھر وہ راجہ دھرتراشٹر اور سبھا میں اُن سمیت پاپی دُریودھن کو سمجھا دیں گے۔"

سہدیو نے کہا۔ "دھرم راج نے جو بات کہی ہے۔ وہ تو سناتن دھرم ہی ہے۔ لیکن آپ تو ایسی کوشش کریں۔ کہ جس سے یدھ ہی ہو۔ اگر کورو لوگ صلح بھی کرنا چاہیں۔ تو بھی آپ اُنکے ساتھ یدھ ہونے کی راہ نکالیں۔ سبھا میں کی ہوئی دروپدی کی دُرگتی جب مجھے یاد آتی ہے۔ تو مجھے دُریودھن پر اتنا کرودھ آتا ہے۔ کہ وہ اس کے پران لئے بنا شانت نہیں ہو سکتا۔"

ساتکی نے کہا۔ "مہا باہو سہدیو نے بہت ہی ٹھیک کہا ہے! ان کا اور میرا غصہ تو دُریودھن کے پران لے کر ہی شانت ہوگا۔ ویر شریشٹھ سہدیو نے جو بات کہی ہے۔ وہ واستو میں یہی سب یودھاؤں کا مت ہے۔"

ویشمپاین جی کہتے ہیں۔ "جنمیجے! تب مہاراج یدھشٹر کے دھرم اور ارتھ میں بچنوں کو سن کر اور بھیم سین کو شانت دیکھ کر سہدیو اور ساتکی کی پرشنسا کرتی ہوئی دروپدی رو رو کر اس پرکار کہنے لگی۔ "دھرمگیہ مدھوسودن! دُریودھن نے جس طرح ظلم کا آسرا لیکر پانڈوؤں کو راج پاٹ سے محروم کیا تھا۔ وہ آپکو معلوم ہی ہے۔ اور سنجے کو راجہ دھرتراشٹر نے ایکانت میں جو وچار سنایا ہے۔ وہ بھی آپ سے چھپا نہیں۔ اسلئے دُریودھن اگر ہمارا راج بھاگ دیئے بنا ہی صلح کرنا چاہے۔ تو آپ کسی طرح بھی نہ مانیں۔ دُشٹ کوروؤں کا پانڈو لوگ اچھی طرح سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔"

سام یا دان کے ذریعہ کوروؤں سے اپنا مطلب نکلنے کی کوئی آشا نہیں ہے اس لئے آپ بھی اُنکے پرتی کوئی ڈھیل ڈھال نہ کریں۔ کیونکہ جیسے اپنی روزی کے سادھنوں کو بچانے کی اچھا ہے۔ اُسے سام یا دان سے قابو میں نہ آنے والے شتروؤں کے تئیں ڈنڈ کا ہی پریوگ کرنا چاہئے۔ اسلئے ہے اچیُت! آپ کو بھی پانڈو اور دوسرے ویروں کو ساتھ لیکر انہیں جلدی ہی بڑا ڈنڈ دینا چاہیئے۔ جناردن! شاستر کا کہنا ہے۔ کہ جو دوش قتل نہ کرنے یوگیہ پرش کو قتل کرنے میں ہے۔ وہی دوش قتل کرنے یوگیہ پرش کو نہ قتل کرنے میں ہے۔ اسلئے آپ بھی شاستر کے اس مت کا انوسرن کریں۔ بھلا بتایئے تو میرے سمان اس سنسار میں دکھی کون استری ہے؟ میں مہاراج دروپد کی پتری، دھرشٹ دیومن کی بہن اور ویر پانڈوؤں کی پتنی ہوں۔ آپ بھی مجھ پر کرپا کرتے ہیں۔ اتنی سنمانیہ ہونے پر بھی مجھے کیش پکڑ کر سبھا میں لایا گیا۔" اور پھر وہاں پانڈوؤں کے سامنے اور آپ کے زندہ رہتے ہوئے مجھے بے عزت کیا گیا۔ ہائے! پانڈو، یادو اور پنچال ویروں کے دم میں دم رہتے ہوئے میں ان پاپیوں کی سبھا میں داسی کی دشا میں گئی! لیکن مجھے ایسی دُردشا میں دیکھ کر بھی نہ تو پانڈوؤں کو کرودھ آیا۔ اور نہ انہوں نے کوئی چیشٹا ہی کی۔ اس لئے میں تو یہی کہتی ہوں۔ کہ اگر دُریودھن ایک چھن بھی زندہ رہتا ہے۔ تو ارجن کی دھنش ودّیا اور بھیم سین کے بل کو دھکار ہے۔ اگر آپ مجھے اپنی کرپا کا پاتر سمجھتے ہیں۔ اور واستو میں مجھ پر آپکی دیا درشٹی ہے۔ تو آپ دھرتراشٹر کے پتروں پر پورا پورا کرودھ کیجیے۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اس کے بعد دروپدی نے اپنے لمبے لمبے کالے بالوں کو ہاتھ میں لے کر کہا۔ کمل نین سری کرشن! شترؤوں کے ساتھ صلح کرتے ہوئے میرے ان الجھے کیشوں کو یاد رکھیں۔ اگر بھیم اور ارجن کاتر ہو کر آج صلح کر لینے کے لئے بے تاب ہیں۔ تو اپنے مہارتھی پتروں کے ساتھ میرے بوڑھے پتا کوروؤں سے سنگرام کریںگے! اور ابھیمنیو کے ساتھ میرے پانچ پراکرمی پُتر اپنے پرانوں پر کھیل کر بھی اس کام میں انکی سہایتا کریں گے۔ اگر میں نے دُشاشن کی سانولی بھجا کو کٹ کر زمین پر خاک میں پڑی نہ دیکھا۔ تو میری چھاتی کیسے ٹھنڈی ہوگی۔ اس پرچنڈ اگنی کے سمان پرچنڈ کرودھ کو ہردے میں رکھ کر انتظار کرتے کرتے مجھے تیرہ سال گذر گئے۔ آج بھیم سین کے مکھ سے صلح کی باتیں سن کر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ ہائے! ابھی یہ دھرم کو ہی دیکھنا چاہتے ہیں؟ اتنا کہہ کر مرگ نینی دروپدی کا گلا بھر آیا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی ہونٹ کانپنے لگے۔ اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

تب وشال باہو شری کرشن نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا: کرشنا! تم جلدی ہی کوروؤں کی استریوں کو روتے پیٹتے دیکھو گی۔ آج جن پر تمہارا کرودھ ہے۔ ان شترؤوں کے سب پتروں بندھوؤں اور متروں کے نشٹ ہونے پر انکی استریاں بھی اسیطرح روئیں گی جسطرح کے تم رو رہی ہو۔ بھیم ارجن نکل سہدیو اور میں بھی یدھشٹر کی آگیا سے ایسا کام کریں گے۔ اگر کال کے وش میں پڑے ہوئے دھرتراشٹر پتر میری بات نہ سنیں گے۔ تو یدھ میں مارے جاکر کتے اور گیدڑوں کی خوراک بنیں گے۔ تم نشچے مانو ہمالہ بھلے ہی اپنے ستھان سے ہٹ جائے۔ پرتھوی کے سینکڑوں ٹکڑے ہو جائیں۔ تاروں سے بھرا ہوا آکاش ٹوٹ پڑے۔ لیکن میری بات جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ کرشنا! اپنے آنسوؤں کو روکو۔ میں سچی پرتگیا کر کے کہتا ہوں۔ کہ تم جلدی ہی شترؤوں کے مارے جانے پر اپنے پتیوں کو مہاراجہ بنا دیکھو گی۔"

ویشم پاین جی کہتے ہیں۔ "راجن! شری کرشن چندر نے موسم کا انت ہونے پر اور خزاں کا شروع ہونے پر کارتک ماس میں ریوتی نکشتر اور میتر مہورت میں یاترا شروع کی۔ اس سمے انہوں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ساتکی سے کہا تم میرے رتھ میں شنکھ چکر گدا ترکش شکتی وغیرہ سبھی شستر رکھدو۔ اس پرکار کرشن جی کا رتھ ساتکی تیار کرنے لگے۔ انہوں نے نہلا دھلا کر شیوبی سگریو۔ میگھ پُشپ اور بلاہک نام کے گھوڑوں کو رتھ میں جوتا۔ اور اس کی دھوجا پر پکشی راج گرڑ براجمان ہوئے۔ اس کے بعد سری کرشن چڑھ گئے۔ اور ساتکی کو بھی اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ پھر جب رتھ چلا تو اس کی گڑگڑاہٹ سے پرتھوی اور آکاش گونج اٹھے۔ پانڈو دروپد وراٹ اور دوسرے مکھیہ مکھیہ یودھا تھوڑی دور تک رتھ کے پیچھے پیچھے چلے۔ مہاراج یدھشٹر نے شری کرشن کی پرکرما کی اور ان سے آگیا لے کر سب لوٹ پڑے۔ رتھ ہستنا پور کی طرف چل پڑا۔"

ہستنا پور میں شری کرشن کے سواگت کی تیاریاں اور کوروؤں کی سبھا میں صلاح مشورہ

ویشم پاین جی کہتے ہیں: "راجن! ادھر جب دوتوں نے راجہ دھرتراشٹر کو یہ خبر دی کہ شری کرشن صلح کا سندیش

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لے کر ہستناپور آرہے ہیں تو ان کے شریر کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اُنہوں نے بڑے آدر سے بھیشم، درونا، سنجے، بدر جی دُریودھن اور اُسکے منتریوں سے کہا: "سُنا ہے۔ پانڈووں کے ہِت ارتھ ملنے کے لئے شری کرشن آرہے ہیں۔ وہ سب پرکار ہمارے پوجیہ ہیں۔ کیونکہ وہ سب پرانیوں کے ایشور ہیں۔ اُن میں دھیرج بُدھی اور یوگ کا بل ہے۔ وہ سناتن پرم روپ ہیں۔ اس لئے سب پرکار سنمان کے یوگیہ ہیں۔ اُنکا ستکار کرنے میں ہی سُکھ ہے۔ اگر ہم پر وہ پرسن ہو جائیں تو ہمارے سبھی منورتھ سِدّھ ہو جائیں گے۔ دُریودھن! تم اُنکے سواگت ستکار کی تیاری کرو۔ اور راستے میں سب پرکار کی ضروری سامگری بھیج دو۔ جس سے کہ شری کرشن تمہارے اوپر پرسن ہو جائیں۔ بھیشم جی اس وِشئے میں تمہاری کیا رائے ہے۔"

تب بھیشم وغیرہ بوڑھے منتریوں نے راجہ دھرتراشٹر کے اس کتھن کی سراہنا کی اور کہا کہ آپکا وِچار اُتم ہے۔ سب کی صلاح دیکھ کر دُریودھن نے جہاں تہاں سُندر آرام گھر بنائے۔ جب اُس نے دیوتاؤں کے سواگت کے یوگیہ سب پرکار کی تیاری کرالی۔ تب راجہ دھرتراشٹر کو اُس کی خبر دیدی لیکن شری کرشن نے اُن آرام گھروں اور طرح طرح کے رتنوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔"

سب پرکار کی سواگت کی تیاری کی خبر پا کر دھرتراشٹر نے بدر جی سے کہا: "بدر! شری کرشن نے آج ورک ستھل میں وشرام کیا ہے۔ کل صبح وہ یہاں آپہنچیں گے۔ وہ بڑے ہی اُدار چت پراکرمی اور مہابلی ہیں۔ یادووں کے بھاری راج کے ایک ماتر وہی پالک اور رکھشک ہیں۔ وہ پِتامہ برہما جی سے بھی بڑے ہیں۔ وہ سرویشور ہیں۔ ساری پرجا کو اُن کے درشن کرنے چاہیئے۔ سب جگہ بڑے بڑے جھنڈے لہرا دو۔ اور سڑکوں پر جل چھڑکوا دو۔ دوشاسن کا محل میرے اور دریودھن کے محل سے بھی سُندر اور سُکھدائیک ہے۔ اُسے خوب سجا کر دوارکا ناتھ کو وہاں ٹھہراؤ میرے اور دریودھن کے محل کی جو بڑھیا چیزیں ہیں وہ بھی سب اُسی محل میں سجادو۔ جو جو پدارتھ شری کرشن کے یوگیہ ہوں۔ وہ ضرور اُنکی بھینٹ کردو۔

بدر جی نے کہا: "راجن! اس سمے آپ جو بات کہہ رہے ہیں۔ وہ شاستر اور اُتم یُکتی کو لے کر ہی کہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بدھی ستھر ہے۔ لیکن میں آپکو سچی بات بتائے دیتا ہوں۔ آپ دھن یا رتن دیکر شری کرشن کو ارجن سے جُدا نہیں کر سکتے۔ میں اُنکی مہما جانتا ہوں۔ پانڈووں سے وہ بے لاگ پریم کرتے ہیں۔ وہ جل سے بھرے ہوئے گھڑے پاؤں دھونے جل اور کشل پرشن کے بغیر آپکی کسی اور چیز پر آنکھ اٹھا کر بھی درشٹی نہیں ڈالیں گے۔ ہاں! وہ سنمان کے یوگ ضرور ہیں۔ اور اتھتی ستکار اُنہیں پریہ ہے۔ اس لئے اُن کا ستکار تو ضرور کیجئے اس سمے وہ دونوں طرفوں کی بھلائی کی خاطر آرہے ہیں۔ اُسے آپ پورا کریں یہی اُن کا بڑا ستکار ہے۔ وہ تو پانڈووں کیساتھ آپکی اور دریودھن کی صُلح کرانا چاہتے ہیں۔ اُنکی اس بات کو آپ مان لیجئے۔ آپ پانڈووں کے بھی پتا ہیں۔ وہ آپ کے پُتر بھی ہیں۔ وہ بالک ہیں۔ وہ آپ کے پُتروں کی طرح ہی بیوہار کر رہے ہیں۔ آپ بھی اُن کے ساتھ پتا کا سا برتاؤ کریں۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دُریودھن بولا:- پتاجی! بدرجی نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ ٹھیک ہے۔ شری کرشن کو پانڈوؤں سے الگ نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے آپ اُن کے ستکار کے لئے جو طرح طرح کی وستوئیں دینا چاہتے ہیں۔ وہ نہ دیں۔"

دُریودھن کی بات سُن کر پتامہ بھیشم نے کہا: "شری کرشن کے نشچے کو آپ کسی بھی پرکار بدل نہیں سکتے۔ اس لئے جو کچھ وہ کہیں تمہیں اور یوروک اُن کا کہنا مان لینا چاہئے۔ تم اُن کا کہا مان کر پانڈوؤں سے میل ملاپ کر لو۔ وہ ضرور ایسی بات کہیں گے جو دھرم اور ارتھ کے مطابق ہوگی۔ اس لئے آپ کو اور آپ کے پتروں کو اُنکے ساتھ پریم بیوہار کرنا چاہئے۔"

دُریودھن نے کہا: "پتامہ! مجھے یہ بات منظور نہیں ہے کہ جبتک میرے شریر میں پران ہیں۔ تب تک اس راج لکشمی کو میں پانڈوؤں کے ساتھ بانٹ کر کھاؤں۔ جس مہان کام کو کرنے کا میں نے وچار کیا ہے۔ وہ تو یہ ہے کہ میں پانڈوؤں کے اس سب سے بڑے پکشپاتی کرشن کو قید کر لوں۔ اُنہیں قید کرتے ہی سب یادو ساری پرتھوی اور پانڈو لوگ میرے آدھین ہو جائیں گے۔ اور وہ کل پراتا کال یہاں آ رہے ہیں۔ آپ لوگ مجھے ایسی صلاح دیجئے کہ جس سے اس بات کا کرشن کو پتہ نہ لگے۔ اور کسی پرکار کی ہانی بھی نہ ہو۔

شری کرشن کے بارے میں دُریودھن کی یہ بھیانک بات سُن کر راجہ دھرتراشٹر اور اُنکے منتریوں کو بڑی چوٹ لگی۔ اور وہ دیاکل ہو گئے۔ پھر انہوں نے دُریودھن سے کہا۔ بیٹا! تو اپنے مُنہ سے ایسی بات نہ کہہ۔ یہ سناتن دھرم کے الٹ ہے۔ شری کرشن تو دوت بن کر آ رہے ہیں۔ یوں بھی وہ ہمارے سمبندھی ہیں۔ انہوں نے کوروؤں کا کچھ بگاڑا بھی نہیں۔ پھر وہ قید کئے جانے یوگیہ کیسے ہو سکتے ہیں۔"

بھیشم نے کہا: "دھرتراشٹر! معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارے اس مند متی پتر کے سر پر موت منڈلا رہی ہے اس کے سمبندھی اور متر اگر کوئی اسے بھلائی کی بات کہتے ہیں تو بھی یہ انرتھ کو ہی گلے لگانا چاہتا ہے۔ یہ پاپی تو کمارگ پر چلتا ہی ہے۔ اس کے ساتھ تم بھی اپنے ہتیشیوں کی بات پر دھیان نہ دیکر اسی کی لکیر پر چلنا چاہتے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ یہ دُربدھی اگر کرشن کے مقابلہ میں کھڑا ہو جائے۔ تو ایک سیکنڈ میں ہی صلاح کاروں کے ساتھ نشٹ ہو جائے گا۔ اس پاپی نے تو دھرم کو ایک دم تلانجلی دے دی ہے۔ میں اس کی یہ انرتھ بھری بات نہیں سُن سکتا۔" یہ کہہ کر پتامہ کرودھ میں بھر کر وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے۔ "باقی پھر"

(نوٹ) اُدیوگ پرب کا بقیہ مضمون ماہ مارچ سنہ ۱۹۷۴ء میں شائع ہوگا۔" "ایڈیٹر"

نقل چٹھی - از طرف خریدار نمبر ۳۷۷۷ شری ہر چند رائے بمقام چانگ مورخہ ۱۴

شریمان لالہ گورکھ ناتھ جی! رسالہ اودم ماہ دسمبر میں کسی بھائی نے آپ کو رائے دی ہے کہ کتابیں مُفت تقسیم نہ کی جائیں۔ کیونکہ لوگ مُفت کُتب کو ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ رسالہ اودم کے پریمی تو رسالہ اودم اور آپ کی بھیجی ہوئی ٹریکٹوں کو بہت شردھا سے پڑھتے ہیں اور ست سنگ میں سُناتے ہیں اگر قیمت کا سوال ہو تو شاید کوئی بھی منگوا کر نہ پڑھے۔ عام پرچار کیلئے آپ نے یہ مُفت کُتب کا سلسلہ جاری کر کے بہت ہی اچھا کام کیا ہے۔

دھارمک جگت میں رسالہ اودم کی بہت [illegible] آپ [illegible] رکھیں۔ شکریہ۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اوم اوم

لاکھوں نمسکار

از۔ کوی لوکناتھ دِل دہلی

دُریودھن نے پانڈو دَل کا
اُدر پانچ گام دینے کیلئے بھی
تو آپ نے پانچوں پانڈوؤں کو
حوصلہ بڑھایا ویروں کا
بن کر بھارت کا نائیک
گیتا وکتا ہے گیتا ناتھ!

اے دِل! جس دن ترسکار کیا
صاف صاف انکار کیا
لڑنے کے لئے تیار کیا
اُن پہ یہ مہان اُپکار کیا
کروائی کورو دَل کی ہار
ہوں آپ کو لاکھوں نمسکار

سمجھایا۔ ارجن کو گھر ہیں
کوئی چور تیری دھن سمپتی
کوئی غنڈہ تیری بہو بیٹی
کوئی وکتی یدی ادھیکار تیرا
تو ایسے سمے کھیرو مت بن
گیتا وکتا ہے گیتا ناتھ!

کوئی آگ لگانے آئے تو
چُپکے سے چُرانے آئے تو
کو گھر سے اُٹھانے آئے تو
ہٹ کر کے دبانے آئے تو
بس لے میان کرلے کٹار
ہوں آپ کو لاکھوں نمسکار

اور یہ بھی کہا کہ ڈٹ جا تو
اپنا ساہس نہ ہار کبھی
ادھیکار کے لئے نہ پیچھے ہٹ
ادھیکار چھیننے والے کو
وشواس میری کتھنی پہ کر
گیتا وکتا ہے گیتا ناتھ!

اپنے ادھیکار کے لئے سدا
اپنے ادھیکار کی کر رکھشا
اوسر ہو تو ہتھیار اُٹھا
جیسے تیسے نیچا دکھلا
آ گیا ہمری مستک پہ دھار
ہوں آپ کو لاکھوں نمسکار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

شری یُت پنڈت ہربنس لال جی شرما بمبئی نواسی کے ارشاد پر رسالہ اوم دہلی کا دھرم پرچار فنڈ شروع کیا گیا چنانچہ انہوں نے اور دیگر کئی ذاتی اصحاب نے اس فنڈ کیلئے معقول رقم بھیجنے میں اپنے وشال ہردے کا ثبوت دیا اور ہم نے ماہ جون ۱۹۷۳ء میں رسالہ اوم کے سالانہ خریداران کو چار عدد پستکیں بیرنگ ڈاک میں ارسال کر دیں۔ (۱) پرپٹ منجری یعنی موہ مُدگر اور پربڈھ ہل کا پشچاتاپ۔ (۲) مانش آہار نشیدھ۔ (۳) خطرے کی گھنٹی۔ (۴) گائتری مہما اور انُشٹھان ودھی۔ اسکے بعد ماہ اگست ۱۹۷۳ء میں۔ (۱) رنجیت نیشٹھا عرف ویدانت کی سیڑھی۔ (۲) سمی حرفی ویراگ پریم۔ (۳) یوگ آسن پرانایام۔ (۴) ویدانت پرویشکا۔ ارسال کی گئیں۔ ماہ نومبر ۱۹۷۳ء میں۔ (۱) پربھو بھگتی۔ بچو تباہی سے۔ (۳) انڈے زہریلی خوراک ہیں۔ ان تین پستکوں کو فری بھیجا گیا۔

اور ماہ جنوری ۱۹۷۴ء میں۔ شریمد بھگوت گیتا کا منظوم فارسی ترجمہ اور علامہ ابوالفیض فیضی جو کہ ایک اتہاسک پستک ہے اُس کو اعلیٰ ۲۸ پونڈ سفید کاغذ پر چھپوا کر اوم کے اُن تمام سالانہ خریداران کی سیوا میں فری بھینٹ کیا جا رہا ہے۔ جن کا نام رجسٹر خریداران میں ۳۱ دسمبر ۱۹۷۳ء تک درج ہو چکا ہے۔ اس پر تقریباً چار ہزار روپئے خرچ کا تخمینہ ہے۔

ماہ اپریل ۱۹۷۴ء میں دو مزید ضخیم پستکیں چھپوا کر اُن تمام خریدان کو بذریعہ بیرنگ ڈاک بھیجنے کا ارادہ کیا جا رہا ہے جن کا نام ۳۱ مارچ ۱۹۷۴ء تک ہمارے پاس درج ہو جاویگا۔ (۱) تصنع کا سمادھان۔ (۲) مغربی تہذیب کی شیطنیت مصنفہ لالہ کانشی رام جی چاولہ۔ مندرجہ بالا دو پستکوں پر تقریباً پانچ ہزار روپیہ کے خرچ کا تخمینہ ہے۔ تاہم ان کو ہم دھرم ارتھ ہی بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کاغذ کی نایابی اور انتہائی بڑھی ہوئی قیمتوں کے سبب آجکل کتابوں کا چھپوانا دشوار ہے۔ تاہم دان ویر سجنوں کے اُتساہ اور پرمیشور کی کرپا سے یہ کام ہو رہا ہے۔ ورنہ ستر روپے فی رم کاغذ خرید کر کتب کو چھپوا کر فری تقسیم کرنا موجودہ نازک دور میں ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ہم دان ویر سجنوں کو اس کامیابی کے لئے ہاردک ودھائی دیتے ہیں۔

رسالہ اوم کے چند ہتیشی سجنوں نے ہمیں اپنی رائے دی کہ جو پستکیں آئندہ شائع کی جاویں۔ ان کا کم از کم

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لاگت تو ضرور وصول کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے اُنکی دلائل یہ ہیں۔

(۱) ان کتب کی وصول شدہ قیمت سے مزید کتب چھپوائی جائیں تاکہ دھرم پرچار کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے قائم رہے۔

(۲) مفت کتب کی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ اور عام طور پر لوگ ایسی کتب کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔

(۳) پستکیں قیمتاً دینے سے رسالہ اوم کے خریداران کے علاوہ دیگر لوگ بھی ان کو خرید کر لابھ اُٹھا سکینگے۔

(۴) ان پستکوں کو فروخت کرکے کچھ نہ کچھ کمیشن مقرر کرکے رسالہ اوم کے فنڈ میں جمع ہونی چاہیئے۔ وغیرہ

لیکن

کتب کی قیمت مقرر کر کے اُنکو فروخت کرنا گویا اس دان کے روپیہ سے ایک نیا کاروبار جاری کرنا مجھے ہرگز پسند نہیں ہے۔ تاہم اپنے ہتیشی سجنوں کی آگیا انوسار انکی قیمت (اگر کوئی بخوشی دان کے روپ میں ادا کرنا چاہیئے۔ تو اس کو اس دان فنڈ میں جمع کیا جاسکتا ہے) ہم پیشتر ازیں صرف اوم کے مستقل خریداروں کے لئے ہی پستکیں چھپواتے رہے ہیں۔ اب کچھ تعداد زیادہ چھپوالی جاویگی۔ تاکہ عام لوگ بھی خرید کر لابھ اُٹھا سکیں۔

لیکن اوم کے سالانہ خریداروں کو یہ پستکیں بیرنگ ڈاک میں فری ارسال ہونگی۔

جن جن اصحاب نے ابھی تک کچھ بھی رقم بطور دان ارسال نہیں کی اُنکو ہم درخواست کرینگے کہ وہ اپنے حسب حیثیت اور حسب خواہش رقم بھیجکر اپنی کمائی کو سپھل کریں۔ اور دان سے تیار شدہ ان پستکوں کا معاوضہ ادا کردیں۔ کیونکہ دان حاصل کرنا گرہستی اور کاروباری لوگوں کیلئے لابھدائیک نہیں ہوتا۔ اور خصوصاً دھرم ارتھ پستکوں کی قدر و عزت کرنا ہر دھرم پریمی کا فرض ہے۔ یہ دان کا سلسلہ رسالہ اوم کے خریداروں کو دان کیطرف رغبت دلانے کے لئے ہی شروع کیا گیا تھا۔ کیونکہ اس کلجگی دور میں نہ تپ ہی ہوسکتا ہے۔ اور نہ یگیہ وغیرہ شبھ شاستری کرم ہی ہوسکتے ہیں۔ اسلئے سوائے دان کے منش کے کلیان کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ بھگوان نے گیتا میں ارشاد فرمایا ہے کہ یگیہ۔ دان اور تپ منش کو پوتر کرنے والے ہیں۔ اس لئے ان کا کبھی بھی تیاگ نہ کرے۔

यज्ञ दान तपः कर्म न त्याज्यं इति च परे ॥

ہم ہرگز یقین نہیں کرسکتے کہ رسالہ اوم کے دیرینہ خریدار (جو کہ ہندوؤں کی تقریباً 50 کروڑ آبادی سے چُنے ہوئے۔ دھارمک اور ایشور کے اننیہ بھگت ہیں) ان جیسی لاجواب اور ہماری نہایت محنت اور نشکام بھاؤ سے تیار کی ہوئی قیمتی پستکوں کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دینگے۔ بلکہ جو خطوط ہمیں وصول ہورہے ہیں۔ ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان پستکوں کو پڑھکر لوگوں کے وچاروں میں بے حد تبدیلی آئی ہے۔ بے شمار لوگوں نے ماس (گوشت) کھانا ترک کردیا ہے۔ اور گائتری منتر کا جاپ شروع کردیا ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ کروڑوں انسانوں میں اگر دس بیس لوگ بھی دھرم مارگ پر گامزن ہوجاوینگے۔ تب بھی ہماری محنت اور دانی پرشوں کا دیا ہوا دان سپھل سمجھا جائیگا۔ گورو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گوبند سنگھ جی نے تمام ہندوستان میں سے صرف ایک شخص بندہ ویراگی کی تلاش کی۔ وہ یوگی پُرش تھا۔ اور اس نے گورو مہاراج کی آگیا کا پالن کیا۔ اور اپنا بلیدان دیکر دیش سے پاپ اور انیا چاروں کا قلع قمع کر دیا۔ اس لئے اگر ایک شخص بھی ویشنو دھرم کو اپنا کر اور گائتری کا 24 پُرشچرن (سوا لاکھ جاپ کا ایک پُرشچرن ہوتا ہے جو کہ ۴۰ دن میں ختم کرنا ہوتا ہے) کو ودھی پوروک کرکے اپنے اندر تیوبل سے برہم تیج اور ورشاپ کی شکتی پیدا کرے۔ تو موجودہ دیش کی پرستھتی کو بدل سکتا ہے۔ بغیر تپ اور تیاگ کے کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ مہاتما گاندھی کے تپ اور تیاگ نے دیش کو انگریزوں سے آزاد کرایا۔ اب پھر کوئی ایسا ہی وکیتی پرگٹ ہونا چاہئے۔ جو کہ دیش کی موجودہ دُردشا کا سُدھار کر سکے۔ بولو :-

دھرم کی جے ہو۔ ادھرم کا ناش ہو۔ پرانیوں میں سدھا بھاونا ہو۔

سدب کا آتما : گورکھ ناتھ نندہ

نوٹ:- آج مورخہ ۷-۱۲-۷۳ تک جو روپیہ ہمیں بطور دان وصول ہوا۔ وہ تمام خرچ ہو چکا ہے۔ بلکہ رسالہ اوم کے فنڈز سے ہم آج تک 742/92 روپئے زائد خرچ کر چکے ہیں۔ اس لئے ہم رسالہ اوم کے پریمیوں سے نویدن کرینگے۔ کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ یہ فری کتب کا سلسلہ جاری رہے۔ تو ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ اپنی حسب حیثیت کچھ نہ کچھ رقم ضرور ارسال کرے۔ تاکہ ہمیں زیر بار نہ ہونا پڑے۔ چونکہ رسالہ اوم کے فنڈز بہت ہی محدود ہیں۔ اس لئے ہم اس دھرم کاریہ میں دھن کی سیوا کرنے سے معذور رہیں۔ البتہ دیگر تمام کام ہم نشکام بھاؤ سے کرنے کو اپنا سوبھاگیہ سمجھتے ہیں۔

نوٹ ۲ - بیرنگ ڈاک میں پستکوں کا پاکٹ..... پیکٹ وزنی ۴۰ گرام پر صرف چالیس پیسے خرچ آتے ہیں۔ لیکن ڈاکخانہ کے چند نا اہل کارندوں نے ہمارے کئی خریداروں سے ماہ نومبر میں بھیجی ہوئی پستکوں پر ایک روپے سے بھی زائد وصول کیا ہے۔ آئندہ کیلئے ہم اپنے معزز خریداران سے نویدن کرینگے کہ وہ ہمارے ارسال کردہ بُک پیکٹ کا وزن کرا دیں اور پوسٹ ماسٹر سے دریافت کرکے جائز رقم ادا کریں۔ بُک پیکٹ جس کا وزن ۴۰۰ گرام ہو اس پر بیرنگ ڈاک کا خرچ صرف ۴۰ پیسے ہونا چاہئے۔

نیز بیرنگ ڈاک کا ڈاکخانہ میں ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ اگر کسی کو ہمارا ارسال کردہ پیکٹ نہ ملے تو وہ ڈاک خانہ میں جا کر اپنے پوسٹ ماسٹر صاحب کو ڈپیٹین کی شکایت کرنے کے لئے حق بجانب ہے اور محکمانہ کاروائی کرا سکتا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت یہ بھی ضروری ہے کہ اپنا نام پتہ خوشخط صاف صاف حروف میں لکھا کریں۔ اگر اپنا پتہ بدلیں تو ہمیں مطلع کریں اور اپنے ڈاکخانہ کو بھی لکھیں تاکہ ڈاک صحیح پہنچے۔ ,, منیجر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تعریفی خطوط

"لیشو دھانندن شرما گھنولا ڈاکخانہ گھنولی۔ تحصیل ضلع روپڑ
مکرمی شری گورکھ ناتھ نندہ جی۔ ایڈیٹر اوم دہلی

جے ہند۔ کل روز آپکی ارسال کردہ تین کتب کا تحفہ بذریعہ ڈاک ملا۔ اس سے پیشتر بھی مجھے چار عدد کتب (ٹری آف چارج) مل چکیں۔ ان کے لئے میں آپکا بہت ممنون ہوں اور ان تمام صاحبان کا جنہوں نے ان پستکوں کی چھپوائی کا گرانقدر بوجھ اٹھا کر بھارتیہ جنتا کے اخلاق میں سدھار لانے کا یہ تن کیا ہے۔ واقعی رسالہ اوم ہندو قوم کو پستی کے گڑھے سے نکالکر اخلاقی سماجی و معاشی طور پر عرش بریں پر پہنچانے کے لئے دن رات کوشاں ہے۔ جس کا سہرا صرف آپ کی خلوص دلی اور فراخدلی پر منحصر ہے۔ میری پرماتما سے یہی پرارتھنا ہے کہ وہ آپکو اپنی ہمہ تن کوششوں میں مصروف رہنے کے لئے لمبی عمر اور تندرستی عطا فرماویں تاکہ بہت عرصے تک آپکی زیر سرپرستی اوم کا مطالعہ کرنے کا سوبھاگیہ پراپت کرتے رہیں۔ فقط بصد شکریہ۔ لیشو دھانندن۔"

از۔ مورخہ 2.12.73

آدرنیہ شری نندہ جی سادر نمسکار

معروض بخدمت اقدس ہوں کہ آپکے دست مبارک سے ارسال کردہ کتب موسومہ ویراگ پریم۔ ودیانت پرویشکا۔ رنجیت نیشٹھا۔ برہم بھکتی اور بچہ تباہی سے وصول پاکر شرف یابی ہوئی۔ جن مہان آتماؤں نے روحانیت کے گلزار کو اپنے زریں وچاروں سے پیش کرکے اس شبھ کاریہ میں آپکو سہیوگ دیا ہے ان سجنوں کو ہاردک شکریہ۔

ماہ دسمبر ۱۹۷۳ء کا پرچہ اوم بھی آج ہی ملا ہے۔ جس کے لئے ہاردک شکریہ۔ پرچہ مذکورہ جیون کا سچا رہنما، ہندو جاتی کا سدھارک اور دھرم کا علم بردار ہے اس سے مجھے اتنا انس ہو گیا ہے کہ میں اسے بار بار پڑھتا ہوں اور ہر بار ایک نئی بات اخذ کرتا ہوں۔ پرچہ "اوم" ایک ایسا انمول رتن ہے۔ جس کی تعریف قلم کی طاقت سے باہر ہے۔

اس پار برہم پرمیشور کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے اپنے جیون میں آپ جیسی پوتر اور مقدس ہستی کی رہنمائی ملی۔ بھگوان آپکو دیرگھ آیو بخشے۔ تاکہ اس گمراہ دیش کی مسلسل سیوا کرتے رہیں اور آپ کے زیر رسالہ "اوم" دن دونی ترقی کرے۔"

آپکا خیر اندیش۔ ڈاکچند شرما۔"
خریداری نمبر 10125
دھاندلان۔ ضلع روہتک"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ایک گھڑی آدھی گھڑی۔ آدھی سے پن آدھ
تلسی سنگت سادھ کی کٹے کوٹ اپرادھ
ست دارا اور لکشمی پاپی کے بھی ہوئے ۔ سنت سماگم ہری کتھا۔ تلسی درلبھ دوئے

شری برہم لین سوامی رام تیرتھ جی مہاراج کے مکھیہ ششیہ شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج کا

وارشک اُتسو

گذشتہ کئی سالوں کی طرح اس سال بھی مورخہ ۱۷-۱۸-۱۹ مارچ ۱۹۷۲ء بروز اتوار سوم۔ منگل ست سنگ اور سنت سماروہ۔ رشی کیش ریلوے روڈ بھگوان بھون میں شری گنگا جی کے پوتر تٹ پر منایا جا رہا ہے۔ دیش بھر کے ودوان سنت مہاتما اور ست سنگی ملکر سوامی جی مہاراج کو شردھانجلی بھینٹ کریں گے۔ ست سنگ کی گنگا بہے گی۔ اور سندر ویدانت سدھانت کی چرچا ہوگی۔ اس میں قابل ذکر ہستیاں شری ۱۰۸ سوامی ودیا نند جی مہاراج منڈلیشور کیلاش آشرم رشی کیش شری منی ہر بلا پی جی مہاراج۔ سنت زکا سنگھ جی۔ سوامی گوبند ہری جی۔ سوامی پری پورنانند جی پوجیہ پنڈت سوامی جگن ناتھ جی۔ پنڈت ہری پرشاد جی۔ بخشی نرسنگداس جی بھگت مدن لال جی۔ گیانی بشیر سنگھ جی۔ سنت فقیر سنگھ جی۔ شری رگھبر دیال جی شاستری کے علاوہ کئی اور بھی مقامی مہاپرش۔ جنتا کے لابھ کیلئے نمنترن کئے جائینگے۔

آنے والے اصحاب کی رہائش اور خوراک کا پربندھ بھگوان بھون میں ہوگا۔ موسم کے مطابق بستره اپنے ہمراہ لانے کا کشٹ کریں۔

نمنترت مہاتماؤں کا بھنڈارہ بروز منگلوار ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۷۲ء کو ہوگا۔

نویدک

شاشوت آنند تیرتھ ششیہ سوامی گوبند آنند جی مہاراج
بھگوان بھون۔ نزد سینما ریلوے روڈ۔ رشی کیش ضلع ڈیرہ دون (یوپی)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سید کوچہ۔ کاوڈارہ۔ سرینگر ۲ کشمیر

12 - 11 . 73　　آدرنیہ ننندہ جی۔ نمسکار۔

"رسالہ اوم" موجودہ مادیت کے زمانہ میں نہایت بیش قیمت ہے۔ گھر بیٹھے ایک انسان مہینے بھر کیلئے ست سنگ سے مستفید ہوتا ہے۔ اس کا سالانہ چندہ جتنا بھی ہو۔ اُن فوائد کے مقابلہ میں جو اس کے پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں یہ کم ہے۔ آپکی انبھوی ذات کے سبق آموز مضامین جو اس رسالہ میں وقتاً فوقتاً درج ہوتے رہتے ہیں۔ اسکو چار چاند لگاتے ہیں۔ اس رسالہ کے پڑھنے والوں کو آپکا بیحد شکر گذار ہونا چاہیئے کیونکہ آپ نے سناتن دھرم کے پرچار کے لئے اپنا پوتر جیون وقف کر رکھا ہے۔ کوئی بھی پڑھنے والا اس کا بدلہ نہیں چکا سکتا ہے۔ میں سالہا سال سے رسالہ اوم کا خریدار ہوں۔ اس کے پڑھنے سے مجھے بے حد لابھ ہوا ہے۔

آپکا۔ دینا ناتھ بھٹو۔ ساکن سید کوچہ۔ کاوڈارہ سرینگر ۲

از ننگل ڈیم۔　3 . 12 . 73 -　آدرنیہ ننندہ جی۔

سادر نمسکار۔ خیریت۔ آپکی کتابیں پڑھ چکی۔ رنجیت نیشٹھا۔ بچو تباہی سے۔ یوگ آسن اور پرانایام۔ انڈے زہریلی خوراک ہے۔ اور ویدانت پربھینڈکا۔ سب مل گئی ہیں۔ آپکا بہت بہت شکریہ یہ سب کتابیں اس وستار سے لکھی ہوئی ہیں کہ واقعی آپکی تعریف کئے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔ اور جن سجنوں نے دان دیکر چھپوائی ہیں۔ بھگوان انکو اس سے زیادہ دھن دیویں تاکہ وہ اسی طرح لوگوں کی سیوا کر سکیں اور ہماری بھگوان سے پرارتھنا ہے کہ آپکی عمر لمبی کریں تاکہ آپ رسالہ اوم سے پبلک کی سیوا کرتے رہیں۔ اور میں نے جن لوگوں کو یہ کتب پڑھوائی وہ بھی آپکی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور کئی لوگ تو گوشت اور انڈہ بھی چھوڑ رہے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ اور بھی کتابیں بھیجتے رہیں تاکہ کئی لوگوں کا بھلا ہو جائے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔"

آپکا۔ کرشن چند بجاج۔ ننگل ڈیم

از۔ ودیا پرکاش ہنس آنی۔ لیسیسٹر انگلینڈ

30 . 11 . 73　　شری پوجنیہ۔ ننندہ جی سادر نمستے۔ آج آپکی خدمت میں

4 پونڈ کا منی آرڈر ارسال کیا جا رہا ہے۔ امید ہے تین ہفتوں تک پہنچ جائیگا۔ اور رسالہ "اوم" مجھے جنوری ۱۹۷۴ء سے بذریعہ ہوائی ڈاک ہی ارسال کریں۔ بحری ڈاک سے دیری ہی نہیں لگتی بلکہ گم بھی ہو جاتے ہیں۔ اسلئے خدمت میں عرض ہے کہ جنوری کا انک ہوائی ڈاک سے ہی آئے۔

آپ جو بہترین خدمت "اوم" کے ذریعہ ملک اور قوم کی کر رہے ہیں۔ اسکی سراہنا نہیں کیجا سکتی۔ وہ اتنی ہے۔ الفاظ نہیں ملتے۔ آج کے نئے دور کے نوجوان جس غلط راستہ پر چل ہی نہیں رہے ہیں بلکہ دوڑ رہے ہیں۔ اپنی تباہی اور قوم کی گراوٹ کے کارن بن رہے ہیں۔ آپکی چیتاونی ہر وقت ہی ہے اگر کوئی سمجھے تو۔ آپکی لمبی عمر۔ بہترین صحت کیلئے دعا گو ہوں۔ "اوم" کے جو REGULAR بھکاری ہیں اُن کے فوٹو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھی مضمون کے ساتھ اگر ہوں تو بہت بہتر رہیگا۔ اگر ہر ماہ نہیں تو کبھی کبھی ضرور چھپنے چاہئیں۔ یہ میری تجویز ہی ہے
آپکا۔ شبھ چنتک۔ وِدیا پرکاش ہنستر انی۔ لیسیسٹر انگلینڈ

● از ریڈنگ (انگلینڈ) مورخہ $3\frac{10}{73}$

پوجیہ نندہ صاحب۔ نمسکار۔ پچھلے سال کی طرح اس سال بھی ماہ اگست کے پرچہ میں سناتن سمیلن رشی کیش کی کارروائی اور مہاتماؤں کے وچاروں کو پڑھا اور بہت ہی آنند پراپت ہوا۔ ویسے تو ہر رسالہ کا ہر حروف ہی موتی لگتا ہے لیکن سنتوں کے وچار اور آپ جیسے مہاں پرشوں کے وچار پڑھکر از حد خوشی ہوتی ہے اس ملک میں ست سنگ نایاب ہے اسلئے یہ رسالہ مجھے ایک خاص روشنی کا مینار دکھائی دیتا ہے۔ میں شام کو کام سے فارغ ہو کر بلا ناغہ اس کے ایک دو مضمون پڑھتا ہوں۔ اور اُن پر وچار کرنے کے بعد یہ واقع ہی سدھ ہوتا ہے کہ برہم ستیہ جگت متھیا۔ کہ برہم ہی ست ہے اور جگت متھیا ہے۔ مجھے گورو مہاراج کی کرپا سے چھوٹی عمر سے ہی رامائن سننے کا بہت ہی شوق تھا۔ گائتری منتر کا جاپ۔ منگل برت۔ جنم اشٹمی برت وغیرہ وغیرہ رکھتا تھا۔ اب خود سوچتا ہوں کہ وہ دن کب آئیگا جبکہ میں دنیاوی ذمہ داریوں سے چھٹکارہ پاؤنگا۔

انگلینڈ میں بہت ہی محنت کی روٹی ہے۔ ہر ایک انسان کو گذارہ کیلئے خون پسینہ ایک کرنا پڑتا ہے۔ یہاں جھوٹ فریب کورپشن وغیرہ کا نام ونشان نہیں۔ اگر کوئی پکڑا جاتا ہے۔ تو اُسے دوسرے ہی دن کورٹ میں پیش کر دیا جاتا ہے۔ اور اُسی دن ہی فیصلہ سُنا دیا جاتا ہے کہ اتنا جرمانہ یا قید۔ اگر کوئی پریوار کا مالک ہو اور تھوڑی تنخواہ ہو اور گذارہ نہ ہو سکتا ہو۔ تو گورنمنٹ اُنکو ہر ہفتہ نقد پیسے دیتی ہے۔ تاکہ وہ اچھی طرح بال بچّوں کو پال سکے۔ نو سال سے کم بچوں کو سکولوں میں دودھ مُفت دیا جاتا ہے۔ غریب فیملیوں کے بچوں کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔

اب اس کا مقابلہ اپنے پیارے ہندوستان سے کریں تو پتہ چلتا ہے۔ کہ ہماری حکومت انگریزی حکومت کے مقابلہ میں بہت ہی ناقص ہے۔ معلوم نہیں کہ ہمارے دیش کی حالت کب سُدھرے گی۔ آزادی حاصل کر کے بھی ہماری ذہنیت غلاموں جیسی ہی ہے۔ اور یہ سب نکمّی لیڈرشپ اور دھارمک تعلیم کو پس پُشت ڈالکر مغربی تعلیم کو پروتساہن دینے کا پھل ہے۔

آپ کی بھیجی ہوئی فری کتب مل گئی ہیں۔ آپ بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔ جو لوگ کتب خریدنے کی توفیق نہیں رکھتے۔ اُن کو آپ اتنا اچھّا لٹریچر مُفت بھینٹ کر رہے ہیں۔ میری شبھ اچھائیں سدا آپکے ساتھ ہیں۔"

مہندر سنگھ کھڑّ۔
برک شائر (یو۔ کے)

ہر پرچہ نہ ملنے کی اطلاع دس تاریخ کے اندر دینے کی کرپا کیا کریں۔ تاکہ دوبارہ پرچہ بھیجا جاسکے
منیجر آدم

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تباہی کے آثار

انگریزوں کی کُٹل نیتی سے ہندوؤں میں اپنے دھرم شاستروں پر جتنی اشرَدھا پیدا ہوگئی ہے۔ اُتنی آپ کسی اور مذہب میں نہیں پائینگے۔ بیشتر ہندو تو اب کمیونسٹ یعنی ناستک واد کو زیادہ پسند کرنے لگ گئے ہیں! انکو ایشور کی ہستی پر ہی یقین نہیں رہا۔ ہماری موجودہ حکومت روس کے لٹریچر کو پھیلانے میں چار قدم آگے ہے۔ لیکن کیا مجال کہ روس والے ہماری سبھیتا اور ہمارے دھرم کا پرچار اپنے ملک میں ہونے دیں روسی خیالات کے ماہوار اور ہفتہ وار رسالہ جات کی اشاعت ہندوستان میں اسقدر بڑھ رہی ہے کہ غالباً کوئی بھی گھر ان سے خالی نہیں رہا کیونکہ وہ اعلیٰ پایہ کے اور بے حد سستے ہیں! ادھر ہمارے پریس اور ہماری اخبار جو کہ دھارمک نقطۂ نگاہ سے جاری کی گئی تھیں، وہ اتنی فحش تصاویر شائع کر رہی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنا اُدیش ہی بدل دیا ہے۔ ہندوؤں کی دھارمک سنستھائیں مُردہ سی ہوگئی ہیں اور دھرم کا پرچار نہ ہونے کے سبب ہندوؤں کے معزز گھرانوں میں پیدا ہونے والے اور نیتا کہلانے والے خود ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ اُنکے دل و دماغ میں یہ سما چکا ہے۔ کہ ہندو دھرم اور ہندو سنسکرتی کو ہی ختم کر دینا چاہئے۔ اور اس کی جگہ کمیونزم کے نئے وچار پیدا کرنے چاہئیں۔ تاکہ ملک ترقی کر سکے۔

دوسری طرف جب ہم مسلمانوں کی طرف نظر دوڑاتے ہیں۔ تو ہمیں اُن میں اپنے مذہب پر دِرڑھ وشواس (پختہ اعتقاد) دکھائی دیتا ہے اُنکے چھوٹے چھوٹے بچے بھی نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں۔ وہ اپنی مذہبی کتاب "قرآن شریف" کو خدائی کلام تصور کرتے ہیں اُنکے دل میں حضرت محمد صاحب پر اور اُنکی تعلیم پر پورن شردھا ہے۔ مجال نہیں کہ ایک بھی مسلمان اپنے پیغمبر یا قرآن شریف کے خلاف ایک لفظ بھی زبان پر لائے۔ نتیجہ یہ کہ وہ بحیثیت ایک قوم کے اور ایک مذہب کے بہت ترقی کر رہے ہیں۔

ادھر ہم ہیں کہ ہمیں نہ ہی رشیوں پر نہ ہی پرانوں پر۔ نہ ہی اوتاروں پر اور نہ ہی اپنے رشی منیوں پر ہی شردھا رہی ہے گویا شتر بے مہار بنے ہوئے ہیں۔ اور آزادی حاصل کرنے کے بعد تو ہم پورے ناستک (کافر) مغربی تہذیب کے دلدادہ اور کلبوں میں جاکر دام مارگی بننے میں پیش پیش ہیں۔ داناؤں نے سچ ہی کہا ہے "تپ سے راج۔ اور راج سے نرک" ملتا ہے۔۔ یہ دھن ہی انرتھ کا کارن ہے۔ ہندو شاستروں نے لکشمی کی سواری اُلو بتائی ہے یعنی جب انسان کے پاس ضرورت سے زیادہ دھن آجاتا ہے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔ گورو نانک صاحب نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ "مایا دھاری اَتّھا بولا" یعنی مایا (دھن پدارتھ) کو حاصل کر کے انسان اندھا اور بہرہ ہو جاتا ہے۔ نہ تو وہ خود حالات کو دیکھتا ہے اور نہ ہی کسی کی نیک صلاح کو سننے کے لئے تیار ہے۔" آج ہماری قوم کے بیشتر لوگ مایا دھاری بن کر اندھے اور بہرے ہو گئے ہیں۔ اُن کو نہ ہی دیش کا ہِت ہے نہ ہی اپنے دھرم کا اور نہ ہی اپنی قوم کا خیال ہے۔ وہ عیش و عشرت میں غلطان ہیں۔ اور جن لوگوں کے ہاتھ میں حکومت ہے۔ وہ بھی مست مولا بنے ہوئے ہیں۔ گویا روم جل رہا ہے۔ اور بادشاہ نیرو ایک ٹیلے پر بیٹھکر بنسی بجا رہا ہے دتماشہ دیکھ رہا ہے کاش کہ ہم اپنی تباہی۔ اپنے دیش کی تباہی اپنے دھرم کی تباہی اور سینکڑوں سالوں کے بعد اس پراپت شدہ موجودہ آزادی کا ہی کچھ خیال کریں۔ اور حالات کو مزید بگڑنے نہ دیں۔ لیکن "وناش کالے وپریت بدھی" کے مصداق ہمیں تب ہوش آئے گی جب یہ آزادی ہاتھ سے چلی جائیگی۔۔

"گورکھ ناتھ نندہ"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اوم

بھارت ماتا دے کشٹ مٹان آجا

لیکھک:- پنجابی کوی شری پنا لعل جی کُشل

(۱)

جیہڑی ارجن نوں موہنا سنائی سائی اُسے گیتا نوں پھر سنان آجا
لوڑ اُسے گیان دی پھیر ہی اے کرنے پھیر توں میرے بھگوان آجا
پھسیا دیش اگیان دے جال اندر ایہدا جال چہوں بند چھڑان آجا
دھر کے چکر سدرشن توں انگلی تے انہاں کوڑاں نوں رستے پان آجا
ودھدے جو چلے جاندے ہنکاریاں دے اگر انہاں دی کھن وکھان آجا
روپ دھار کے پھیر کرشن پیارے بھارت ورش دے کشٹ مٹان آجا

(۲)

اوہ دن یاد نی جدوں بھگوان میرے شہر دُودھ دیاں ایتھے چلدیاں سن
ایس دیش دے بھرے بھنڈار وچوں کئی جگ دیاں قوماں پلدیاں سن
نہیں سی کال دے نام توں کدی سنیا سدا کھیتیاں پھیاں پھلدیاں سن
کئی اچیاں ہستیاں ودیا لئی آکے ایہدے دوارے توں ملدیاں سن
ہن تاں کہن اوہ ودیا وا دیش ایہوں ایہہ اگیان دا ٹکہ ہٹان آجا
روپ دھار کے پھیر کرشن پیارے بھارت ورش دے کشٹ مٹان آجا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(۳)

بھگون آیا سیں رام دا روپ بنکے ہاہاکار جد راون نے پائی ہوئی سی
بنیوں پھیر نرسنگھ دا روپ شاماں جد پرہلاد اُتے وپتا آئی ہوئی سی
آیو جھٹ سیں لائی نہ دیر سائیں جدوں کنس نے انہی مچائی ہوئی سی
رکھی لاج پھر سبھا چ دروپدی دی جدوں اُت دریودھن نے چائی ہوئی سی
شاماں کر کرپا بھارت مات اُتے دُکھی نراں دی دھیر بندھان آجا
روپ دھار کے پھیر کرشن پیارے بھارت ماتا دے کشٹ مٹان آجا

(۴)

پیدا کنس ہزار کنس تے ہوئے راون میرے دیش دی مٹی اڑان نے لئی
مال سمجھ کے لُٹ دا دیش میرا بیٹھے ہوئے نے وٹڈیاں پان دے لئی
اک اک گل اندر سو سو گل پدلن بنے ہین مصیبت جہان دے لئی
ظلم قہر دے بدل وسا رہے نے سدھے رستے تے انہاں نوں پان آجا
روپ دھار کے پھیر کرشن پیارے بھارت ماتا دے کشٹ مٹان آجا

(۵)

آخر کشٹل دی ایہو ای بنیتی اے میرے دیش دی بھگون سنوار حالت
ہوئی دھرم دی اتی رگلانی اے ہن جھاتی مار تے دیکھ مرار حالت
اک ایس نوں کھٹ دی لے مار وگی تائیوں اپنی کرن خوار حالت
کئیاں چراں دی تیری اڈیک کرئیے میرے دیش دی بگڑی بنان آجا
روپ دھار کے پھیر کرشن پیارے ہندوستان دے دکھ مٹان آجا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

شری کرشن جی نوں دُکھاں بھری چٹھی

منظوم

لیکھک کنور بچیت رام جی علیش کرنالوی

سوہنا سوہنیاں توں کالا دِکھنے نوں ۔ سارے رنگاں وِچ ایں نوں سماوُن والا
گوکل باسیاں دی رکھشا کرن خاطر ۔ اُنگل اُتے گوردھن اُٹھاوُن والا
اوکھے ویلے جے بھگت نے یاد کیتا ۔ اکھ پھرکنے وِچ توں آوُن والا
نال بنسری پریم پھیلاوُن والا ۔ نال چکر دے ظُلم مٹاوُن والا
بے سہاریاں دی لویں سار تو ہیوں ۔ توں ٹھکانا ایں بے ٹھکانیاں دا
کیہڑی گُھندرے اَج توں جا چھپیوں ۔ رونا سُنے نہ تینوں نتانیاں دا

بوند پانی توں ترسدے مرن بچے ۔ جتھے دُدھ والی ندی وگدی سی
سنتو جوتاں دے اَج نصیب نہیوں ۔ خلقت مکھناں بھیٹ کدیں رجدی سی
چیخاں اوتھے یتیم پئے مار دے نے ۔ جتھے مٹھی بھری بنسری بجدی سی
اوتھے چلدی اُنھیری اے ظُلم والی ۔ جتھے وایو پریم دی وگدی سی
اکھیں اپنی آن کے ویکھ مالی ۔ تیرے باغ دی حالت کی ہوئی ہوئی اے
ارجن وانگن توں پھیر جگا آکے ۔ قوم نیند گہری اندر سوئی ہوئی اے

تیری گیتا نوں سارے ہی بُھل بیٹھے ۔ پنڈت گورو سارے ڈنڈ رول رہے نے
دیو آن کے پانی اُپدیش دا پھر ۔ بُوٹے باغ سناتن دے ہل رہے نے
جتھے بیٹھ کے پڑھدے سی وید بانی ۔ جھنڈے اوتھے ملیچھاں دے جھُل رہے نے
ایتوں ودھ توں ہور اُڈیکدا کی ۔ متھرا وِچ بُچڑ خانے کھُل رہے نے
نِت لکھاں دروپداں ننگ ہوون ۔ پیدا ہوئے دوشاسن کروڑ ہُن تاں
آ کے کہیا سی آواں گا لوڑ ویلے ۔ سخت پئی تہاڈی لوڑ ہُن تاں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

• بنسی والیا اوتھے انھیر چھایا ۔۔۔ جتھے لبھدے سی سورج تے چندر بنسی
اُتو بولدے نے چیلاں چیک رہیاں ۔۔۔ بھریا بلبلاں ناں جو برندا بن سی
اج آوے نہ نظر آبادیاں وچ ۔۔۔ اگے گئوآں نال بھریا آ بن بن سی
پنڈت گئو دیوی اج بے جان ہوئے نے ۔۔۔ پا دے جان موہنا پھر بجا بنسی

اپنے ظلم ہندے تیری گئو اُتے ڈولے آسماں تے دھرتی کنبدی اے
تینوں اوہدی بھی سُننے آواز ناہیں، چیتے نت کر کر تینوں رنبدی اے

ہندو نکل کے امرتی چشمیاں چوں ۔۔۔ وڑے مادے دی خشک پٹاریاں وچ
اپنی اُچی تہذیب نوں بھُل بیٹھے ۔۔۔ گیتا کیتی اے بند الماریاں وچ
بالمیک، ویاس، کنا دبھلے ۔۔۔ پھسیا دل بدیسی لکھاریاں وچ
مُکھ موڑ کے مکتباں مندراں توں ۔۔۔ بیٹھے سینمے دی چار دیواریاں وچ

بھیڑے نفس نے یوگ نوں مات پایا، مادہ مالک تے رُوح غلام ہوگئی
سوہنی صبح اوہ ہندو تہذیب والی، شاما دیکھ آکے کالی شام ہوگئی

وچ ہنیرے دے پھسیا پھرے موہری ۔۔۔ خود دھنتر بھی ہویا بیمار ہے اج
کُنس ہور شِشپال دے ظلم کولوں ۔۔۔ ہندو جنتا بہت لاچار ہے اج
سیس جھکے نے مغربی چوکھٹاں نے ۔۔۔ پہنی ٹوپی تے لاہی دستار ہے اج
ویداں والی زبان نوں بھُل بیٹھے ۔۔۔ بیس YES نو NO دی ہوندی گفتار ہے اج

گیت وجلہ، فرات دے گاؤندے نے، کدیں بھگت جو جمنا تے گنگ نے سی
ہتھ اُنہاں دے اگے پھیلائی بیٹھے جیہڑے ساڈے دواروں منگ دے سی

دکھ ہرن جے گیا ایں ہور پا سے ۔۔۔ ساڈے ول وی گھڑی دی گھڑی آجا
ہندے اک دو دکھ تے سہندے ناں ۔۔۔ ایتھے لگی اے ظلماں دی جھڑی آجا
کھانا کھاندے نوں ملے جے چٹھی میری ۔۔۔ برتی ہتھ جے پھڑی تاں پھڑی آجا
ہن نہ آیا تے مٹے نشان ساڈا ۔۔۔ منت من لے چھڈ دے اڑی آجا

یدا یدا دا وعدہ نبھا آکے، بگڑ گیا ہے کُل نظام آجا
جیکر عیش سدا ہے دا ورد تینوں کل صبح آوندا اج شام آجا

شری کرشن جی ولّوں چٹھی دا جواب

از کنور بچنت رام جی عیش کرنالوی

چٹھی ملی ہیں پڑھی سب غور کر کے — دل تڑفیا ہند وچ آؤنے نوں
بیڑی دھرم سناتن دی ڈولدی جو — بن ملّاح آواں بنّے لاؤنے نوں
جسم کشٹیا یوگ سیں دیکھیا جد — دھرمی اِک نہیں قسم بھی کھاونے نوں
بھارت ہویا پلیت ہے گنڈھ بھر بھی — جگہ شدھ نہیں آسن بچھاونے نوں

گیتا۔ سندھیا۔ گائیتری ہوئی سُفنے۔ دسیا بھگت کوئی میتوں بھلوان دا نہیں
سالے نویں تہذیب وچ رُڑھی جاندے، کرم دھرم نوں کوئی پچھان دا نہیں

ہندو ہوئے نے ایسے چوفیر گڑھے — پھر دے پوچدے نویں گردھاریاں نوں
کدی کوئی بھی کھل کے کھولدا نہیں — بھوج پتر دیاں بھریاں الماریاں نوں
رُبی رنگ اُتے مادہ ہویا غالب — کھولی بیٹھے سب انہاں پٹاریاں نوں
رہی ییتوں بلاؤن دی لوڑ کی اے — ہن انگلینڈ دے سدّو للاریاں نوں

میرے بھگت ہوؤ تے ئیں ناں آواں۔ اپنے بھگتاں نوں ایداں بھلاواں ئیں
میرے بھگت نوں لاوے کوئی انگلی بھی، انگل اتے سدرشن چڑھا لواں ئیں

پراچین تہذیب نوں بھُل بیٹھے — رسماں اُلٹیاں اُلٹیاں ٹوریاں نے
باہروں دِسدے نے عالم دھرماتما سب — وچوں سب دیاں تختیاں کوریاں نے
پاپی پُرشاں دی گل ناں کی کرنی — سادھو سنت پئے کر دے ہن چوریاں نے
آوندی گائیتری نہیں گئیاں باہمناں نوں — پا ہندے پھرن کھلار دے کھوریاں نے

؎ کلجگی گوروؤں کی طرف اشارہ ہے جو اپنے آپ کو اوتار کہتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

چھل کپٹ توں گورو بنائی بیٹھے میرے سدنے دے تاں اے للّی تیوّں
سُن لے عیش تاکیدزیاں چھٹیاں توں، لکھ لکھ ملیوں ایہو ہیں گھلّ نیوں

گیت گیتا دے سارے بھلائی بیٹھے — امرت باتیاں للڈیاں کوڑیاں تے!
جگہ امرت دی "مدرا" دا راج ہویا — لگے پڑھن سب اُلٹیاں پوڑیاں نے
بھلی سندھیا "ریڈیو" باد آیا — عقلاں نکل زماناں چوں دوڑیاں نے
آکے کھانا ہے بدر دا ساگ کیتھوں — گھر گھر ماشں دیاں چاہڑیاں توڑیاں تے

بُیں جے آیا بھی کسے نے پچھنا ہنیں، چلینی گا لیے تج گیان دی ریلی کی اے
عیش چھٹیاں تیریاں جھوکھٹیاں نے، بھلا اگ تے پانی دا میل کی اے

ملیوں آون توں کوئی انکار بھی نہیں — اوتے لئی کوئی تھان بناؤ تاں سہی
جہدی گود اندر آکے جنم لیواں — کوئی ماتا یشودھاں دکھاؤ تاں سہی
کون سُنے گا دسو اُپدیش میرا — ویر ارجن جیہا کوئی بناؤ تاں سہی
آکے چارونگا کیا میں جھوٹیاں نوں — پہلاں گئو کوئی گھر لیاؤ تاں سہی

گھڑی لاؤندا۔ لاواں نہ پل جیکر سدّو وانگ دروپدی آس بن کے
جے کوئی بن کے سُداماں بلائے ملیوں بہن تے جھٹ اوندا وہدا داس بن کے

سُتے ہوو ہوئے آن جگا دیاں میں — جاگے ہوئے نوں کون جگاون والا
ہارے بیل نوں سارے اُٹھال دیندے — چھلے بیل نوں کون اُٹھاون والا
کناں وچ بھریا جدکہ تیسیں سکہ — کاہنوں آوے اُپدیش سناون والا
جتھے کاگاں[1] دی ہووے پسند کاں کاں — کی کرے گا مُرلی بجاون والا

جدوں تیک نہ کریں سُدھار اپنا، عیش چھیاں تجھ ول پائیں توں
کن کھچ اس راکھشی دیش اندر کسے دیوتا تائیں بلائیں نہ توں

[1] کاگاں بمعنی کووّں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کرشن اپدیش

از - حکیم رمیلداس جی مضطر

ہے ارجن! سردی گرمی۔ دُکھ سُکھ۔ رنج و راحت تو ناشوان۔ ناپائیدار۔ اور انیتہ ہیں۔ تو انہیں برداشت کر"۔ ادھیائے ۲ شلوک ۱۴

رنج و راحت سردی گرمی کا باعث ہیں حواس آتے جاتے ہیں مبدل ہیں نہ کر ان سے ہراس

تشریح - اس شلوک میں بھگوان کرشن ارجن کے ذریعہ مُنش ماتر کو اپدیش دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اے انسان تجھ پر (اپنے کرموں کے پھل سروپ) جو بھی حالت آتی ہے۔ وہ ضرور آنی ہے۔ تو کسی بھی حالت میں اس کو ٹال نہیں سکتا۔ ان حالتوں میں گرمی سردی۔ سُکھ دُکھ۔ رنج و راحت۔ مان اپمان۔ نفع نقصان وغیرہ سب شامل ہیں۔ یہ متضاد حالتیں اپنے وقت پر ہر انسان پر آتی ہیں۔ اور ضرور آتی ہیں۔ جو انسان وچاروان ہیں۔ اور جو اس حقیقت پر یقین رکھتے ہیں۔ کہ

اے شمع تیری عمر طبعی ایک رات ہے ہنس کر گذار یا اسے رو کر گزار دے

یعنی انسانی زندگی کو ایک رات کی زندگی سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا ہے۔ کہ یہ زندگی کی رات تو ہر حالت میں گذرنی ہے۔ خواہ خوشی سے خواہ اداسی سے۔ جونہی صبح ہوئی۔ شمع زندگی گل ہوئی اور ہر متضاد حالت سے رخصت۔ جو انسان اس وچار کے آدھار پر زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ تو بہت ہی خوشی اور آنند میں رہتا ہے لیکن جو شخص ان متضاد حالات کا احساس کرتا ہے۔ ان کو اپنے اندر جگہ دیکر ان کو وزن سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ وہ پریشان رہتا ہے۔ اور دونوں صورتوں میں یعنی رنج میں پریشان اور راحت میں پریشان۔ رنج میں پریشان اس لئے کہ رنج خود ہے ہی پریشانی۔ اور راحت میں اس لئے پریشان۔ کہ تھوڑی دیر کے بعد یہ راحت بھی اپنا منہ پھیر لیتی ہے۔ اور اس کے چلے جانے کے بعد پھر وہی پریشانی۔ پس مرد کامل کو چاہیئے کہ وہ بھگوان کرشن کے مذکورہ اپدیش پر نہایت ٹھنڈے دل سے غور کرے اور اپنی زندگی کے گذشتہ لمحات پر بھی وچار کرے۔ یعنی گذشتہ واقعات جو اس کی زندگی میں وارد ہوئے تھے ان کو یاد کرے۔ تو اُسے صاف دکھائی دے۔ کہ میں گذشتہ زندگی میں بے شمار واقعات دُکھ سُکھ ہانی اور لابھ۔ خوشی غمی وغیرہ کے آئے تھے۔ مگر ان میں سے کوئی بھی نہیں رہا۔ ہنسانے والے واقعات ہنسانے آئے تھے اور ہنسا کر چلے گئے۔ اور تڑپانے والے واقعات تڑپانے آئے تھے۔ اور وہ اپنا کام کر کے یعنی تڑپا کر چلے گئے۔ رہا کوئی بھی نہیں۔ اس طرح بھگوان کرشن کے آنند دائیک اپدیش اور اپنی گذشتہ زندگی کے حالات کی یاد دہانی سے انسان اپنا موجودہ جیون سُکھ مئے بنا سکتا ہے۔ اس پر نرم گرم واقعات ضرور آئینگے۔ مگر وہ ان سے بالاتر ہو کر کمل پھول کی طرح ہی رہیگا۔ حالات کی بوندیں اس دل کے کمل میں جذب نہ ہونگی۔۔

اے انسانوں میں سرشیٹھ (ارجن) دُکھ سُکھ وغیرہ کو یکساں سمجھنے والا۔ دھیرج وان پُرش اندریوں کے ذریعہ محسوس کئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہوئے متضاد حالات سے بے چین نہیں ہوتا۔ اور ایسا پُرش ہی مکتی پراپت کرنے کا ادھکاری ہوتا ہے۔ ادھیائے ۲ - ۱۵

شلوک ۱۵۔

تشریح :- انکے پنجے سے نکلنے کا ہے جنکو کچھ شعور حیاتِ جاودانی زندگی کا اُنکو ملتا ہے سرور

اس شلوک میں بھگوان فرماتے ہیں۔ کہ اے انسان جو شخص محسوسات کی گرفت سے اپنے آپکو بچا لیتا ہے وہ دھیرج وان ہے۔ اور پہلے یہ وچار کرنا ہے کہ محسوسات کے آلات اندریاں ہیں۔ آنکھ سے کسی واقعہ کو دیکھکر خوشی بھی ہوتی ہے اور اُداسی بھی۔ کان سے کسی شبد کو سُن کر خوشی بھی ہوتی ہے۔ اُداسی بھی۔ زبان سے کسی چیز کو چکھ کر خوشی بھی ہوتی ہے۔ اُداسی بھی۔ شریر سے کسی چیز کو چھُو کر خوشی بھی ہوتی ہے اور اُداسی بھی۔ تو ثابت ہُوا خوشی اور اُداسی کی بنیاد صرف محسوسات پر ہی ہے۔ اگر کوئی شخص کوئی واقعہ دیکھکر اُسے اَن دیکھا سمجھتا ہے۔ کوئی شبد سُن کر اُسے اَن سُنا سمجھتا ہے۔ اسی طرح باقی اندریوں کے متعلق بھی وچار کر سکتے ہیں۔ تو ایسا شخص جب محسوسات کی دُنیا سے بلند ہو جاتا ہے۔ تو گویا وہ رنج وراحت کی دُنیا سے بھی بلند ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو دھیرج وان کا درجہ دیکر آگے فرمایا ہے۔ (۲) ایسا شخص ہی مکتی کا ادھیکاری ہوتا ہے۔ یا مکتی (حیات جاودانی) حاصل کر سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ مکتی پراپت کرنے کیلئے اپنے حواس پر قابو پانا سب سے پہلی شرط ہے۔ جو شخص اپنے حواس یا اندریوں پر تو قابو نہیں پا سکتا۔ لیکن مکتی کی اُمید رکھتا ہو۔ وہ غلط خیال کا مالک ہے۔ کوئی بھی چیز حاصل کرنے کیلئے۔ اس کے لئے صحیح طریقہ اختیار کئے بغیر وہ چیز حاصل نہیں ہو سکتی۔ کسی بھی دنیاوی یا روحانی کام کو لے لیں۔ جب تک انسان اُس کے قانون کو پورا نہیں کرتا۔ وہ اس چیز سے محروم رہتا ہے۔ ایک چھوٹی مثال کے ذریعہ ہم سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جب تک کسی بیج کو بھی زمین میں دبا کر اُسے آب ہوا روشنی مہیا نہ کیجائے اس سے انکر نہیں نکل سکتا۔ بالکل اسی طرح کوئی چیز یا حالت کے حصول کے لئے قانون کا پورا کرنا لازمی ہے۔ لہٰذا جو شخص اندریاں دمن کرے گا۔ یعنی اندری دمن کا قانون پورا کرے گا۔ وہ ہی پرم پد یا موکش کو پراپت کر سکے گا۔ دُوسرا نہیں۔ اسی وشے پر ایک صوفی صاحب کا کلام بھی ملاحظہ فرمایئے۔ سہ

چشم بند و گوش بند و لب ببند گر نہ بینی رازِ حق بر من بخند

یعنی تو آنکھ بند کر لے۔ کان بند کر لے۔ زبان بند کر لے۔ اگر پھر بھی تجھ پر رازِ حق نہ کھُلے تو مجھ پر مذاق اُڑانا۔۔۔۔۔ اس کا بھی یہی بھاؤ ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ان اندریوں پر غالب آنے کے بعد ہی انسان پر رازِ حقیقت عیاں ہوتے ہیں۔ اور وہ حیاتِ ابدی کا مستحق ہوتا ہے۔ پہلے نہیں۔

نمرتا۔ سچائی۔ رحمدلی۔ بُردباری۔ اچاریہ اُپاسنا۔ صفائی قلب۔ استقلال۔ ضبطِ دل۔ ۱۳ ادھیائے شلوک ۷

اس شلوک میں آتم گیان پراپت کرنے کے کچھ سادھن بتلائے گئے ہیں۔ یہ بات تو ایک حقیقت ہے کہ آتم گیان یا برھم گیان پراپت کی پراپتی ہے۔ مگر اس کے اوپر جو برہم کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ ان سادھنوں سے صرف اُن پردوں کو ہٹایا جاتا ہے۔ جس طرح جل کے اوپر کی کائی آجانے سے جل کے درشن نہیں ہوتے حالانکہ تالاب میں جل موجود ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لیکن جب کسی سادھن سے جل کے اوپر کی کائی ہٹائی جاتی ہے تو نیچے جل کے درشن ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح آتم ساکشات کار کے لئے یہ سادھن کرنے کی آگیا دی ہے۔ جب کوئی انسان ان سادھنوں کے اندر اپنا جیون بتیت کرتا ہے۔ تو اسے آہستہ آہستہ آتم گیان کی جھلک کا انوبھو ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور آخر ایک دن وہ آتم ساکشات کار کر کے اپنی زندگی کا لکش پورا کر لیتا ہے۔ اور وہ سادھن یہ ہیں۔

(۱) نمرتا یا عاجزی۔ اس کے متعلق مہاپرشوں کا کتھن ہے۔ کہ انسان کی نمرتا تب ہی صادق اور درست ہوتی ہے۔ جب وہ کسی مان شہرت اور عزت کا خواہشمند نہ ہو۔ جب کبھی مان عزت اس کو دی جائے تو اس کو پسند نہ کرے بلکہ دُکھ مانے۔ سچا عاجز انسان ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے۔ کہ کہیں اس کا مان نہ ہونے لگے۔ (جبکہ عام دنیادار اور خود پرست مان کے لئے کئی قسم کی تدابیر کرتے ہیں۔) اگر کہیں (سچے عاجز) کو مان دیا بھی جاوے۔ تو وہ مان سے کانپ اٹھتا ہے۔ اور بہت دُکھی ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کو یہ یقین ہوتا ہے۔ کہ یہ تمام عزت مان اس ناشمان شریر کا ہے۔ جو ایک دن نابود ہو جائیگا۔ اور پھر سچا عاجز مالک کی بخششوں کو پا کر ان پر غرور نہیں کرتا۔ اور نہ ہی فخریہ طور پر کسی کو سناتا پھرتا ہے۔ اگر کہیں کچھ کہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو صرف مختصر طور پر اور دل میں شرماتا ہوا ہی اس کا اظہار کرتا ہے اور کہیں اپنی تعریف سن پاتا ہے۔ تو رنجیدہ ہوتا ہے۔

سچا عاجز اپنا مقابلہ نہ تو اپنے کسی بزرگ سے کرتا ہے۔ نہ برابر والے سے اور نہ کم حالت والے سے وہ کسی کو اپنے سے نیچا نہیں مانتا کسی سے نفرت نہیں کرتا۔ ماسوائے اپنے اشبھ کرموں (افعال بد) کسی کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ اور اگر کوئی اسکو حقارت سے دیکھے تو وہ اس بات کو بھی برا نہیں سمجھتا کیونکہ وہ عزت کا خواہشمند تو ہے ہی نہیں۔"

سچے عاجز کے لئے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ عاجزی میں فریب نہ ہو۔ یعنی باہر سے تو عاجز بلی کی طرح بنا رہے لیکن من ہی من میں اپنے آپکو باقی لوگوں سے بہتر سمجھنا۔ یہ عاجزی اپنے ساتھ دھوکہ کرنا ہے۔

سچا عاجز کسی جگہ بیٹھنے کیلئے سب سے پیچھے اور سب سے نیچے جگہ تلاش کرتا ہے۔ اور کمترین (نیک) بندوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھتا ہے۔ اور وہ اپنی رائے کو دوسرے کی رائے پر فوقیت نہیں دیتا۔ اور وہ کوئی اچھا کام کر کے شہرت کا خواہشمند نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ شہرت کی خواہش ایک زہر ہے۔ جو روحانی طور پر انسان کے دل کو مردہ بنا دیتی ہے۔

(۲) سچائی (ستیہ) سنتوں کا شبد ہے۔ کہ سے

ساچ برابر تپ نہیں جھوٹ برابر پاپ ❊ جا کے ہردے ساچ ہے تا کے ہردے آپ

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک کوئی انسان سچائی کو نہیں اپناتا۔ وہ روحانی ترقی نہیں کر پاتا۔ سچ روشنی ہے۔ اور جھوٹ اندھیرا۔ روشنی میں ہی انسان دیکھ سکتا ہے۔ اندھیرے میں نہیں۔ جو شخص سچا جیون بسر کرتا ہے۔ وہ روشنی میں چلتا ہے۔ اور جو جھوٹا جیون گذارتا ہے۔ وہ اندھیرے میں ہاتھ پیر مارتا ہے۔ اور اسے روحانی موتی دستیاب نہیں ہو سکتے۔ سچ سے مراد یہ نہیں کہ انسان صرف سچ بولے۔ بلکہ یہ کہ سچ بولنے کے ساتھ۔ سچ کرے اور سچ سوچے۔ یعنی من۔ بچن۔ کرم تینوں طریقہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے سچا جیون بنائے۔ ایک انسان سچ تو بولتا ہے۔ لیکن لین دین میں ہاتھوں کے ذریعہ (کرم سے) جھوٹا کام کرتا ہے۔ تو ایسے انسان کو سچا نہیں کہا جا سکتا۔ ہے۔ انسان وہ ہے جو جیسا کہتا ہے۔ ویسا کرتا ہے۔ اور ویسا سوچتا ہے۔ اس طرح سچ کو اپنے جیون میں ڈھالنے والا آدمی ہی آتم گیان کا ادھکاری ہوتا ہے۔

(۳) رحمدلی۔ یہ انسانی صفت ہے۔ رحم دل انسان کو ہی دیوتا کہتے ہیں۔ جبکہ بے رحم اور ظالم آدمی کو راکھشس کا نام دیا جاتا ہے۔ رحمدلی کا جذبہ پیدا کرنے کیلئے انسان کو جب کوئی ایسا موقعہ پیش آئے کہ جہاں وہ رحمدلی کی بجائے بے دردی سے کام لینا چاہتا ہے۔ تو ایسے وقت یہ خیال کرے کہ جس کے ساتھ میں بے دردی کا سلوک کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اس کی جگہ میں ہوتا۔ اور میری جگہ وہ ہوتا اور وہ مجھ پر اسی طرح بے دردی کرتا جس طرح کہ میں کرنا چاہتا ہوں تو اس کا مجھ پر کیا اثر ہوتا۔ اور مجھے کتنا دکھ ہوتا۔ ایسا خیال کرنے سے یقیناً انسان بے دردی کے خیال سے باز آکر رحمدلی کا جذبہ اختیار کرتا ہے۔ اور جب اس کے اندر رحمدلی کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ تو سمجھ لیجئے۔ کہ آتم گیان کیطرف اس نے ایک اور منزل طے کر لی۔"

(۴) بردباری (سہن شیلتا) سہن شیلتا کے متعلق کسی مہاں پُرش کا بچن ہے۔ کہ جو شخص جتنا سہن کر سکتا ہے۔ وہ اتنا مہاں آتما ہے۔"

یعنی سہن کرنا مہان آتماپن کی نشانی ہے۔ سہن شیل انسان کسی بھی حالت میں نہیں گھبراتا۔ کچھ بھی ہو۔ وہ ہمیشہ اپنے آپ میں مگن رہتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ تبدیلی پرکرتی کا ضروری گن ہے۔ تبدیلی ہی پرکرتی ہے۔ اور جب تبدیلی ایک ضروری امر ثابت ہوا۔ تو کسی ناخوشگوار واقعہ سے گھبرانے سے کیا ہوگا؟ کچھ بھی نہیں؛ گھبرانے سے تبدیلی رک نہیں جاتی اور نہ رکے گی۔ بلکہ گھبرانے سے دکھ کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ جبکہ سہن کرنے سے اس کے اثرات کی طاقت گھٹ جاتی ہے۔ پہلے پہلے یعنی ابتدا میں انسان کو معمولی باتوں سے لاپرواہ ہو کر ان کے اثرات کو اپنے پر نہ آنے دے۔ ایسا کرنے سے رفتہ رفتہ وہ بڑے بڑے ناموافق حالات میں بھی ایک ذہن ثابت قدم رہے گا۔ اور کوئی بھی ناخوشگوار واقعہ اس کے من کو چلائمان نہیں کر سکے گا۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ جب تک کسی انسان کا من شانت نہیں ہوتا۔ وہ آتم گیان پراپت نہیں کر سکتا۔ آتم گیان کی پراپتی کے لئے من کی شانتی ایسی ضروری ہے۔ جیسے کہ شیشہ میں اپنا چہرہ صاف دیکھنے کے لئے اس کا شانت (غیر متحرک) ہونا ضروری ہے۔

(۵) آچاریہ اپاسنا (استاد کی تعظیم) اس کا مطلب ہے کہ اپنے رہبر کامل (گورو یا مرشد) کی خدمت کرنا۔ اور اس کے بھی دو طریقے ہیں۔ ایک تو یہ شِشیہ یا مُرید اپنے رہبر کی جسمانی خدمت کرے۔ اُنکی جسمانی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے جسمانی سُکھ کو اپنے گورو دیو کی سیوا میں قربان کر دے۔ حتی الامکان اُنکی جائز جسمانی ضروریات کو پورا کرنے میں کوتاہی سے کام نہ لے۔ ایسا کرنے سے (یعنی سیوا یا خدمت کرنے سے) اس کے ہردے میں نمرتا پیدا ہوگی۔ اور اہنکار ختم ہو جائیگا۔ جو کہ ایک جگیاسو کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور گورو دیو کی دوسری سیوا یہ ہے کہ اُنکے احکام کی تعمیل کرے۔ جو کچھ وہ آگیا دیں۔ اُن پر عمل کرے [illegible] روحانی ترقی کا [illegible] سچے دل سے کاربند ہو۔ گورو دیو کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کسی بھی بات پر اگر من میں شنکا پیدا ہو۔ تو اسے گورو دیو کے آگے ظاہر کرکے سماؤھان کرالے۔ ایسا کبھی نہ کرے۔ کہ من میں شنکا پیدا ہوتے پر گورو دیو کی آگیا کا اُلنگھن کرکے اپنی من مرضی سے سادھن کرنے لگے۔ ایسا کرنے سے سادھک کے گر جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ گورو کی جسمانی سیوا اور آگیا پالن بھی ایک آتم ہمگیاسو کیلئے ضروری شرط ہے اس کا بھی بہت اچھا اثر من پر پڑتا ہے۔

(۶) صفائیٔ قلب (پوترتا) پوترتا دو پرکار کی ہے۔ اندر کی پوترتا۔ اور باہر کی پوترتا۔ اندر کی پوترتا کا مطلب ہے کہ شدھ بیوہار کرنا۔ ہر کام میں نیکی اور سچائی کا برتاؤ کرنا۔ دیانت سے کئے ہوئے کام سے جو آمدنی ہوتی ہے۔ اس کو کسی بھی صورت میں سیون کرنے سے من پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ اس سے جو بھی خوراک انسان کھاتا ہے۔ وہ روحانی ترقی میں معاون ہوتی ہے لیکن نیک کمائی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ایک تو خوراک ستوگنی ہو اور دوسرے سو کشم یعنی ضرورت کے مطابق ہو۔ اگر کوئی شخص ستوگنی غذا بھی وزن سے زیادہ کھاتا ہے۔ تو وہ بھی تموگنی اثرات پیدا کرتی ہے۔ اور دوسری پوترتا باہر کی ہے۔ کہ جسم اور پوشاک بھی پوتر ہو۔ شدھ اور پوتر کپڑے پہننے سے من شانت اور پرسن رہتا ہے جبکہ میلی اور اپوتر پوشاک سے من میں بھی کدورت رہتی ہے۔ اس طرح جسم کے لئے بھی پوترتا ضروری ہے صاف ستھرے جسم کا اثر من پر ضرور پڑتا ہے۔ صاف ستھرے شریر سے بیماری سے بھی بچاؤ رہتا ہے اور من بھی شانت۔ جب کوئی منش اس طرح اندر اور باہر کی پوترتا دھارن کرتا ہے۔ تو اس کے پھل سروپ اس کا من شانت رہتا ہے اور جب تک من شانت نہ ہو۔ آتم ساکشات کار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پس پوترتا بھی ایک ضروری انگ ہے۔

(۷) استقلال یا سکونِ قلب (بقول شاستر اپنے کسی بھی کرم کے عوض) کشٹ۔ دکھ۔ مصیبت۔ بھلے کاری واقعہ آجانے پر من کی شانتی قائم رکھنا سکون قلب یا استقلال کہلاتا ہے۔ دنیاوی پر لوبھنوں سے اپنے آپکو بچا کر رکھنا کام کرودھ۔ لوبھ آدی کے حملہ کو اپنے استقلال سے پسپا کر دینا صاحب استقلال کے لئے معمولی بات ہوتی ہے صاحب استقلال نہ صرف خود سکھی جیون بتیت کرتا ہے بلکہ اس کے تعلق میں آنے والے بھی اس کے افعال اور دھیرج سے متاثر ہو اپنے جیون میں تبدیلی لے آتے ہیں۔ بغیر استقلال یا سکونِ قلب کے انسان کا جیون اس طرح ہوتا ہے کہ جس طرح جھولا جو ایک دھکا دینے سے اوپر چلا جاتا ہے۔ اور دھکے کی طاقت ختم ہوتے ہی زمین کی شکتی پھر اسے نیچے آنے پر مجبور کر دیتی ہے پھر دھکا لگتا ہے۔ پھر چڑھ جاتا ہے۔ غرضیکہ ایک لمحہ بھی سکون نہیں۔ اس طرح غیر استقلال آدمی کا من حالات کے دھکے کھا کر اوپر نیچے ہوتا رہتا ہے جبکہ صاحب استقلال ان سے بے نیاز ہوتا ہے: اس شلوک کے اس انگ کا بھی یہی مقصود ہے کہ سکون قلب حاصل ہو۔ سکون قلب (استقلال) حاصل ہوتے ہی انسان آتم ساکشات کی طرف اور آگے بڑھ جاتا ہے۔"

(۸) ضبط دل۔ اس کے متعلق ایک شاعر نے بہت خوبصورت کہا ہے۔ فرمایا ہے۔

۵۔ ضبط دل پر منحصر ہے علم وحدت کا حصول   جو نہیں ہے دل پہ حاوی اُسکی سب محنت فضول

ایک وچاروان اس شعر سے بہت کچھ نصیحت حاصل کر سکتا ہے۔ فرمایا ہے کہ علم وحدت (آتم گیان) کے حصول

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(پراپتی) کے لئے ضبط دل کا ہونا ضروری ہے۔ اور اس کا دارومدار اس بات پر ہے۔ کہ جو شخص جس قدر دل پر ضبط حاصل کر چکا ہے۔ وہ اتنا ہی علم وحدت کی تعلیم میں آگے جا چکا ہے۔ اور جس نے پوری طرح دل پر ضبط (کنٹرول) کر لیا ہو۔ تو گویا اس نے تعلیم وحدت کا امتحان پاس کر لیا ہے جب تک کوئی انسان دل پر قابو نہیں پا لیتا۔ اس کے باقی جتنے بھی کرم ہیں، ویرتھ ہیں۔ ویرتھ سے یہ مراد نہیں۔ کہ ان نیک کرموں سے کوئی لابھ نہیں ہوتا۔ ان شبھ کرموں سے کچھ نہ کچھ تو لابھ ضرور ہوتا ہے مگر جو زندگی کا حقیقی مقصد (آتم گیان) ہے۔ وہ تو حاصل نہیں ہوتا۔ اور جب تک یہ حاصل نہ ہو تب تک ان کرموں کو ویرتھ ہی کہا جائے گا۔ بھلا وہ سواری ہی کیا۔ جو انسان کو منزل مقصود تک نہ پہنچائے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ تمام شبھ کرم اسی غرض و غائیت کے لئے کئے جاتے ہیں۔ کہ راحت ابدی (آتم آنند) پراپت ہو۔ تو اس کا مطلب یہ نکلا۔ کہ جہاں ایک جگہ سو شبھ کرم نیک افعال کرتا رہے۔ وہاں ضبط دل پر غور کرے۔ ورنہ شبھ کرم پورا پھل دایک نہ ہوگا۔ مثلاً ایک شخص مندر میں جا کر بھگوان کے آگے استتی پرارتھنا کرتا ہے۔ یا ایکانت میں بیٹھ کر ابھیاس کرتا ہے مگر جب وہ مندر سے یا ابھیاس آسن سے باہر آتا ہے۔ تو کوئی آدمی اسی کا اپمان کر دیتا ہے۔ جس کو یہ شخص ضبط دل نہ ہونے کے کارن برداشت نہیں کر سکتا۔ اور غصہ میں بھر کر ایک کی دس سناتا ہے۔ اب سوچئے اس کے یہ شبھ کرم ابھیاس یا بھگتی کس کام آئے۔ جو ایک اپمان کی بات بھی سہن نہ کر سکے تو ضروری ٹھہرا۔ کہ آتم درشن یا آتم انوبھو کے لئے ضبط دل بھی بہت ضروری ہے۔" (اوم شم)"

اوم اوم

ست اور اسست

(از شری ستگور پرشاد سریواستو۔ مہولی)

پانچ تتو کا بنا پنجرہ۔ اس کا کون ٹھکانا
اک دن اسکو بھی ہے یارو مٹی میں مل جانا

ست رج تم سے مایا بکھری اور ہوئی جگ رچنا
کام کرودھ مد لوبھ موہ سے بہت کٹھن ہے بچنا

رتھ ہستی موٹر سب جھوٹھے جھوٹا مال خزانہ
چھوڑ گئے سب اپنی کہہ کہہ کیا اپنا بیگانہ

جھوٹھے مات پتا ست بنتا جھوٹھی اپنی کایا
جگ کے ناطے سب ہی جھوٹھے جیوں تروور کی چھایا

انت سمے پہچان ہوا ہے کوئی نہیں یاں اپنا
جو دیسے سو سکل بناشی جیسے رات کا سپنا

لیلا دھاری کھیل رچائے بچنے کی کیا یُگتی
جگ میں رہ کر اسکو پانا بہت کٹھن ہے مکتی

کھیل تماشے جگ کے جھوٹھے جھوٹھا تانا بانا
سچا ایک وہی ہے ستگور جسکو ستگور جانا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رشی کیشن جی کی پوتر وچار دھارا

بھگوت گیتا وہ یزدانی پیغام ہے جو کہ من کو ابدی قوت بخشتا ہے۔ اسے مایوسی اور ناامیدی کے گڑھے سے نکالکر آشا اور اُمید کے چبوترے پر بٹھاتا ہے۔ جہاں سے روحانیت کے پُرفزا جھونکے اسے مسرور اور مستغنی بناتے ہیں۔ کہاں اسکی وہ پستی وہ گراوٹ جو اسے اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی سے بھی معذور کر دیتی ہے۔ اگیان کے اندھکار میں اسے نیک و بد کی تمیز نہیں رہتی۔ یہ بھلے اور بُرے کی پہچان نہیں کر سکتا۔ موہ کی دلدل میں پھنس کر بے بس اور لاچار ہو جاتا ہے۔ اپنے آپکو ہر پرکار کی شکتی سے محروم پاتا ہے۔ من کی یہ اوستھا ارجن کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ گیتا ادھیائے پہلا ادھیائے ۳۱

دل کی گھبراہٹ سے میں اب ہو نہیں سکتا کھڑا ⁂ کرشن جی اُلٹے بھی آثار ہوں سارے دیکھتا
دل کی کمزوری نے مجھ کو پست ہمت کر دیا ⁂ کردنی ناکردنی کیا ہیں نہیں کچھ سوجھتا
آپ سے ہی التجا ہیں آپ میرے رہنما ⁂ ہو بھلا جس سے مرا وہ راستہ دیجے بتا۔

گیتا ادھیائے ۲ شلوک ۷

لیکن بھگوان کے امر اپدیش نے من کے وچاروں کو بدلنے میں جادو کا اثر دکھایا اور اسے اندھکار کی پستیوں سے ایکدم اونچا اُٹھا کر حقیقی شہنشاہی تخت پر مسند نشین کرا دیا۔ ایک طرف تو ارجن کی یہ حالت تھی کہ وہ وہم و گمان کے چنگل میں پھنسا ہوا تھا اسے کچھ سوجھتا نہیں تھا کہ اسکے لئے کلیان کاری مارگ کونسا ہے۔ موہ نے اسے پاگل بنا دیا تھا۔ کیا کہنے اس سنجیونی دوائی کی برکت کے جسکے سیون سے اس کے سب شبہات دور ہو جاتے ہیں۔ موہ کے بندھن ٹوٹ جاتے ہیں۔ اُسے اصلیت کی سمجھ آجاتی ہے۔ وہ اپنے اندر ایک لافانی شکتی کا انوبھو کرتا ہے اور اپنے کرتویہ کو نبھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ شلوک سے ظاہر ہے۔ گیتا ادھیائے ۱۸ شلوک ۷۳

آپ کے لطف و کرم سے موہ میرا جاتا رہا ۔ مٹ گیا شری کرشن جی دل کا سبھی شک و شبہ
بھول کی جو عقل پر چلمن پڑی تھی ہٹ گئی ۔ ہر طرح تعمیل ہوگی آپ کے ارشاد کی

اس عجیب و غریب تبدیلی کا راز آتما کے اجر اور امر ہونے کے اپدیش میں پوشیدہ ہے جو کہ ان شبدوں سے ہویدا ہے۔ گیتا ادھیائے ۲ شلوک ۱۸-۱۹

بے زوال و لافنا یہ آتما ہے دائمی ⁂ جنگ کر ارجن کہ جسموں کو فنا ہے لازمی
آتما کا مارنا۔ مرنا جو کہتا ہے یقیں ⁂ ناسمجھ ہے وہ یہ ہرگز مارتا مرتا نہیں!

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آتما پیدا نہیں ہوتا نہ مرتا ہے کبھی
بود سے نابود سے یہ ہو نہیں سکتا کبھی

آتما کا یہ اُپدیش موت کے بھئے سے نربھئے بناتا ہے۔ مرنے مارنے کے سب شکوک رفع ہو جاتے ہیں۔ موہ کی دلدل آتم گیان کے بہتے ہوئے جل کے تیز بہاؤ کے آگے کہاں ٹھہر سکتی ہے۔

کرم کا مارگ جیون کے اُتھان میں اور زندگی کو اپنے نصب العین پر پہنچانے میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اگر ایسا کہا جائے کہ کرم ہی جیون ہے۔ تاگ دو کا نام ہی زندگی ہے تو اس میں ذرہ بھی مبالغہ نہیں۔ جس زندگی میں جوش نہیں۔ جس میں کام کرنے کی اُمنگ نہیں۔ جس میں آگے بڑھ کر اپنے لکھش کو پراپت کرنے کی لگن نہیں۔ وہ زندگی کس کام کی جن مہاپرشوں نے سنسار میں شہرت حاصل کی۔ دوسروں کو راہ راست پر لگایا۔ زندگی کے ہر شعبہ میں اہل دُنیا کی رہنمائی کی اُنہیں سب کچھ کرم سے پراپت ہوا۔

وہی کرم بار آور ہوتا ہے جس میں لگاتار محنت کیجاتی ہے۔ انسان رُکاوٹوں سے گھبراتا نہیں۔ بڑی مستقل مزاجی سے آگے بڑھتا ہے۔ کسی پھل کی تمنّا نہیں رکھتا۔ پوری یکسوئی اور لگن سے اُسے پورا کرنے میں محو رہتا ہے۔ ایسا کرم اس کے من سے پاپوں کی میل دھو دیتا ہے۔ من کی چنچلتا دُور ہو جاتی ہے۔ بدھی شانت اوستھا کو پراپت کر کے حق و باطل میں تمیز کرنے کے قابل بن جاتی ہے۔ اور مرشد کامل کی برکت سے اُسے اپنے آتم دیو کی پہچان ہو جاتی ہے۔ کرم ہی گیتا کا نعرہ ہے۔ گیتا کسی انسان کو گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں جانے کی سکشا نہیں دیتی۔ بلکہ اُسے سنسار کے کورو کھشیتر میں بڑی بہادری سے بادھاؤں کو کچلتے ہوئے منزل مقصود پر پہنچنے کی ترغیب دیتی ہے اور اُسے سب پرکار کے پھل کی تمنّا سے بے نیاز بنا دیتی ہے۔ کرم یوگ کی ایسی شکھشا شائد ہی دنیا کے کسی دھارمک گرنتھ میں پائی جاتی ہو۔ شریمد بھگوت گیتا کے مندرجہ ذیل دو شلوکوں میں (۴۸-۴۷/۲) اپنی آب و تاب دکھا رہی ہے۔ اور اس مارگ کے سادھکوں کو زبان حال سے کرم کرنے کی شکتی پردان کر رہی ہے۔" س

کرم کر سکتا ہے لیکن۔ پھل نہیں تابع ترے
چھوڑ مت افعال کو ثمرہ کی خواہش چھوڑ دے

یوگ میں دل کو لگا سارے تعلق چھوڑ دے
کامیابی اور ناکامی سے رشتہ توڑ دے

جو انسان اپنے فرض منصبی کی انجام دہی کی اہمیت کو پہچانتا نہیں۔ اُسے حقیر جان کر اس سے چشم پوشی کر کے بڑھیا کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ اور اُسی میں اپنا کلیان مانتا ہے۔ گیتا ایسے انسان کو راہ راست سے گمراہ مانتی ہے۔ اور اُسے اپنے نج دھرم کو نبھانے کی پُر زور الفاظ میں تعلیم دیتی ہے۔ ان شبدوں کے مطابق گیتا ادھیائے ۱۸ شلوک ۴۷

کام جو انسان کی خصلت سے مقرر ہو گئے
اُنکو کر کے بھی بچا رہتا ہے انساں پاپ سے

کام جو تقدیر سے حصہ میں اپنے آ گیا
ہے اگر ناقص بھی تو وہ چھوڑنا ہے ناروا

اسی اُپدیش نے ارجن کو کھشتری ہونے کے ناطے اپنا دھرم نبھانے پر آمادہ کیا اور وہ لڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔

کرم یوگ سے آگے بھگتی یوگ میں اُپدیش کرنے والے سادھکوں کیلئے گیتا جی کہاں تک اپنی مثال آپ ہے۔ سچ جانئے ایک کرم یوگی ہی سچا بھگت بننے کا مستحق ہوتا۔ ہیں ڈھال کر بھگوان کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کرپا کا پاتر بنتا ہے۔ جیسا کہ اس شلوک میں سپشٹ کیا گیا ہے۔ گیتا ادھیائے ۹ شلوک ۳۴

بھگت ہو میرا تو ارجن مجھ میں ہی تو من لگا پوُجا مجھکو اور میرے رُو برو سر کو جھکا
آسرا لے کر میرا تو یوگ کا ابھیاس کر مجھ میں ہو جائیگا واصل بے شبہ اے نام ور

ایسا بھگت ہی گورو دیو کے چرنوں میں پوری شردھا سے پریتی لگا کر گیان پراپت کرنے کے یوگیہ بن سکتا ہے گیان کی مہانتا اور ساتھ ہی گیان پراپتی کے سادھنوں پر گیتا جی کے اپدیش میں پوری پوری روشنی ڈالی گئی ہے
(شریمد بھگوت گیتا ادھیائے ۴۔ ۳۹۔ ۳۸۔ ۳۷ شلوک)

گیانی سنسار کے ذرہ ذرہ میں اپنے آتم تتو کے درشن کرتا ہے۔ نیچ اونچ کا بھید اس کی درشٹی میں سماپت ہو جاتا ہے۔ اسے تتو گیہ۔ ودوان۔ ہاتھی، گائے، کتے اور چنڈال میں ایک ہی شکتی کام کرتی ہوئی درشٹی گوچر ہوتی ہے۔ وہ سنسار میں سب کچھ تین گنوں کا کھیل مانتا ہے۔ کرم کرتا ہوا بھی وہ یہ نشچے کرتا ہے کہ یہ تین گنوں کی طاقت سے من اور اندریوں دوارا سب کاروبار ہو رہا ہے۔ میں آتما ان کا ساکھشی اور درشٹا ہوں۔ جگت گورو شنکر اچاریہ جی نے اسی کو نیشکرم سدھی کہا ہے۔ یہی گیانی کا اصلی لکھش ہے اسی میں درڑھتا پانے سے وہ جنم مرن کے چکر سے مکت ہو جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل شلوکوں میں یہ وچار ملاحظہ کیجئے۔

ودیا و نئے یت دوج۔ شو پچ چاہے گئو ہو گج شوان ہے
سب کے وشئے میں گیانیوں کی درشٹی ایک سمان ہے (ادھیائے ۵ شلوک ۳۰)

جو دیکھتا مجھ میں سبھی کو اور مجھکو سب کہیں میں دور اس نر سے نہیں وہ دور مجھ سے ہی نہیں
ہوتے پرکرتی کے ہی گنوں سے سرو کرم ودھان سے ہیں کرم کرتا۔ موڑھ مانو مانتا ابھیمان سے ,, ادھیائے
تتو گیہ سمجھے یکت میں کرتا نہ کچھ دیکھتا ہوا پاتا نرکھتا سونگھتا سنتا ہوا جاتا ہوا
چھوتے و سوتے سانس لیتے چھوڑتے یا بولتے
ورتیں وشئے میں اندریاں درگ بند کرتے کھولتے (ادھیائے ۵ شلوک ۶۔ ۵)

ادھیاتمک مارگ پر چلنے والے سنتوں کیلئے باقاعدہ جیون بتانے۔ دیوی سمپتی کے گنوں کو اپنا کر شاستر کی سکھشا کے انوسار آگے بڑھنے کا جو اپدیش اس انمول رتن میں پایا جاتا ہے وہ لاثانی ہے۔ تین پرکار کے بھوجن۔ ساتوِک، راجسی اور تامسی جس ڈھنگ سے اس میں ورنن کئے گئے ہیں وہ بہت نرالا ہے اور ساتوِک بھوجن کے سیون کی پریرنا دیتا ہے۔ جس سے وہ اپنی صحت کو قائم رکھکر من کو شدھ بناتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔ اور لکھش کو پراپت کرتا ہے۔

القصہ زندگی کو پرسکون بنا کر جیون مکتی کا آنند پراپت کرنے کے تمام پرکار کے سادھنوں پر شریمد بھگوت گیتا میں پرکاش ڈالا گیا ہے۔ جیون اپیوگی کوئی مارگ ایسا نہیں جو اس میں پرکاشت نہ کیا گیا ہو۔ کرم یوگ بھگتی یوگ۔ گیان یوگ۔ (سانکھیہ، یوگ، میمانسا) ادویت واد۔ وششٹا دویت واد۔ دویت واد۔ دویت ادویت واد۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اور شدھ ادویت واد کے ودوان سب اپنے اپنے وچاروں کے انوسار اس امر اُپدیش کو اپنا گورو مانتے ہیں۔ سنسار کی 72 بھاشاؤں میں اس کا انواد ہو چکا ہے۔ ہندو دھرم کے علاوہ دوسرے تمام دھرموں کے پرچارک اِسے گنجینۂ معرفت اور روحانیت کا ساگر بتاتے ہیں۔ بھارت کے سنتوں، مہاتماؤں، اولیا اللہ اور پچھمی ودوانوں کے انمول کتھن نیچے دیئے جاتے ہیں۔ جن سے آپ پر اس کی عظمت ظاہر ہو جائیگی۔

راشٹرپتا مہاتما گاندھی جی کے شبدوں میں

"گیتا سب شاستروں کی سکھشا کا نچوڑ ہے۔ گیتا میرے لئے صرف بائیبل نہیں۔ فقط قرآن ہی نہیں بلکہ میری حقیقی ماں ہے جس کی گودی میں جانے سے مجھے راحت ابدی نصیب ہوتی ہے۔ جو بھی اس ماتا کی شرن لیتا ہے۔ اُسے وہ گیان امرت سے ترپت کرتی ہے۔

پرم مانیہ لوکمانیہ تلک جی مہاراج جنہوں نے گیتا جی پر اپنے وچار ایک ضخیم پستک گیتا رہسیہ میں پیش کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ بلاشک وشبہ ورتمان کالین ہندو دھرم کے سدھانتوں کو سمجھانے والا گیتا کے برابر کا کوئی دوسرا گرنتھ سنسکرت ساہتیہ میں ہے ہی نہیں +

سوامی وویکا نند جی۔ "گیتا اپنشدوں سے چُنے ہوئے ادھیاتمک ستت کے سُندر پھولوں کا گچھا ہے"

سنت شری گیا نیشور جی۔ گیتا سب سُکھوں کی بنیاد ہے۔ سدھانت رتنوں کا بھنڈار اور نو رس روپی امرت سے بھرا ہوا سمندر ہے۔ کھُلا ہوا پرم دھام اور سب ودیاؤں کی مُول بھومی ہے۔"

پرم ہنس سوامی آنند گری جی۔ "گیتا جی کا جو سہکام پڑھ کرتے ہیں اُن کو حسب خواہش پھل ملتا ہے۔ اور جو نشکام بھاو سے اس کا ادھیین کرتے ہیں اُن کا انتہ کرن شدھ ہو کر انہیں پرمانند کی پراپتی ہوتی ہے۔

شری دِنیش جی۔ (۱) نر نتیہ نوتن بھاو سے کرتے منن گیتا جہاں۔ سُکھ کند نٹور نند نندن پریم رہتے ہیں وہاں۔ (۲) گیتا جی کا اچھی پرکار سے وچار پوربک پاٹھ کر لینے کے بعد اور شاستروں کے وستار سے لابھ ہی کیا؟ گیتا سب شاستروں کا سار ہے۔

شری اروند جی۔ اس گیان سے منش ماتر پورنتا اور سب سے اُتم ادھیاتمک اُنتی کو پراپت کر سکتا ہے

شری بنکم چندر چٹو اپادھیائے جی کے شبدوں میں

"ایسا نایاب دھرم۔ لاثانی ایک تو کیول گیتا میں ہی دکھائی دیتا ہے۔ ایسی انمول دھرم ویاکھیا کسی بھی دیش میں اور کسی بھی کال میں کسی نے کی ہو۔ ایسا میری سمجھ میں نہیں آتا۔

دارا شکوہ۔ جنہیں گیتا گیان سے بڑا پیار تھا اور جنہوں نے اس کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا تھا۔ وہ فرماتے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہیں: "گیتا روحانیت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ جس میں غوطہ لگانے سے معرفت کے انمول رتن دستیاب ہوتے ہیں"

شہنشاہ اکبر کے قابل وزیر فیضی کا فارسی زبان میں گیتا کا ترجمہ ایک نایاب ادبی جواہر ریزہ ہے انہوں نے اس شاستر کو کلید علم مکاشفہ مانا ہے۔ اور اسے گنجینۂ معرفت کا نام دیا ہے۔

غیر ملکی ودوانوں کی رائے۔

جرمنی کے مشہور و معروف فاضل ولیم وون ہمبولٹ۔ فرماتے ہیں۔

Gita is the most beautiful, perhaps, the only true philosophical song existing in any known tongue.

Mr. William Ven Humboldt.

Gita is India's contribution to the future religion of the world.

Mr. Brushs.

۱۔ گیتا بڑا سندر۔ نایاب اور نادر منطقی گیت ہے۔ جو کہ سنسار کی مشہور و معروف زبان سنسکرت میں پایا جاتا ہے۔"

۲۔ گیتا ہندوستان کی طرف سے سنسار کے دھرموں کو ایک نادر دین ہے۔ (اُن کیلئے ایک بڑا قیمتی تحفہ ہے)

۳۔ کسی بھی جاتی کو اُنتی کے شکھر پر چڑھانے کے لئے گیتا کا اپدیش اُدویتہ لاثانی ہے۔ وارن ہیسٹنگز۔

۴۔ بھارت ورش کے دھرم میں گیتا۔ بدھی کی شدھتا۔ آچار کی بلندی اور دھارمک اُتساہ کا ایک اپورو ملاپ ہے۔

ڈاکٹر میکنیکل"

اب آپ پر اس امرت مئی گیان کی عظمت واضح ہو گئی ہے اور آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ جیون کو معراج ترقی پر پہنچانے کے لئے اس میں کیسا اُتم حقیقی راز پوشیدہ ہے۔ کہ جو اس کو اپناتا ہے اور اپنے جیون کا انگ بناتا ہے۔ وہی شانت مئے جیون کا آنند لے سکتا ہے۔ اور اپنے لکھش کو پراپت کر سکتا ہے۔ مہاتما گاندھی جی نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ گیتا جی کا کئی من پٹھن پاٹھن (پاٹھ) ترازو کے ایک پلڑے پر چڑھا دیا جائے اور دوسری طرف تولہ بھر عمل رکھ دیا جائے تو وہ کئی گنا بھاری ہو جاتا ہے۔

اس سب بحث کا یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جس کو گیتا جی کے اپدیش کے مطابق اپنے جیون کو ڈھالنے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کا ڈھنگ آگیا وہ ہی جیون میں سپھل ہوگیا۔ اور اپنے منزلِ مقصود کو پا گیا۔ پرماتما ہم سب کو شکتی پردان کریں کہ ہم اس سِکھشا کو اپنا کر جیون کو سُکھی بنا سکیں۔"

ریویو

ادھیاتمک چنتن کا ماسک ہندی پتر

بھگوان سندیش (ہندی)

سمپادک شری بنارسی لال دھینگڑہ۔ چندہ سالانہ 15/- روپے۔ جسمیں "دھرم وشیش انک" قیمت 5/- بھی سالانہ خریداروں کو بھینٹ ہوتا ہے۔ یہ ہندی ماسک پتر 3½ سال سے شری بھگوان بھون ٹرسٹ رشی کیش کی طرف سے پرکاشت ہو رہا ہے۔ اس میں اُچیہ کوٹی کے مہاتماؤں کے لیکھ شائع ہوتے ہیں۔ اسکے سالانہ نمبر "دھرم وشیش انک" میں 55 لیکھ ہیں۔ اور ۲۴۰ بڑے صفحات پر مشتمل ہے! اعلیٰ سفید ۲۸ پونڈ کاغذ جس کا نرخ آجکل 70/- روپے فی رم ہے۔ اُس پر چھپوایا گیا ہے۔ ہندی جاننے والے اصحاب اس ہندی ماسک پتر کا کو منگوا کر اپنا اور اپنے پریوار کا کلیان کریں۔ ویدانت اور بھگتی کا یہ اَدبھت پرچہ ہے۔ اس سے ہرگز محروم نہیں رہنا چاہیے۔

ملنے کا پتہ۔ "بھگوان سندیش" ہندی ماسک پتر کا R-63 GREATER KAILASH-NO-I
آر-63 گریٹر کیلاش بر انئی دہلی ۴۸ NEW DELHI-48 فون نمبر 632223

ریویو

ہندی سپتاہک پتر "نوجیون پتھ" شری گلزاری لال جی نندہ سابق ہوم منسٹر اس پرچہ کے سنستھاپک ہیں! اور شریمتی امرتا بھارتی اسکی سمپادِکا اور شری مہادیو پرساد اسکے پربندھ سمپادک ہیں۔ اس کا سالانہ چندہ 15/- روپے اور فی پرچہ کی قیمت ۴۰ پیسے مقرر ہے۔ یہ ہفتہ وار پرچہ ہے جو کہ 11 کھیتر کمیونیکیشن بلڈنگ۔ کناٹ سرکس نئی دہلی 110001 سے پرکاشت ہوتا ہے۔

اسمیں موجودہ دیش کی پرِستھتی اور سمسیاؤں پر وچار۔ نیز بھارتیہ سنسکرتی اور دھارمک لٹریچر کو پھیلانے کا یتن کیا جا رہا ہے۔ شری نندہ جی مہاتما گاندھی کے صحیح معنوں میں انویائی ہیں۔ اسلئے چاہتے ہیں کہ ہمارا دیش انکے نقشِ قدم پر چلے"۔ آستک بنے سچی سچی سبھیتا کا تیاگ کرے۔ کورپشن دور ہو۔ لوگ اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں اور ڈسپلن یعنی انوشاسن میں رہیں بھرشٹاچار ختم ہو۔ اور ہمارا دیش ترقی کے شکھر پر پہنچے انہوں نے اپنی تمام زندگی دیش کی سیوا میں لگادی ہے۔ ڈاکٹر سرِ رادھا کرشن جی نے اُنکے متعلق فرمایا تھا کہ شری نندہ جی ہمارے دیش کے رتن ہیں۔ اُن جیسا ایماندار محنتی لائق و تجربہ کار لیڈر ہمارے دیش میں ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکتا۔ نندہ جی نے موجودہ گندی سیاست سے منہ موڑ لیا ہے! اور دیش کی ناقابل برداشت گراوٹ (جو کہ دھرم سے بے مکھ ہونے کے کارن ہے) کو محسوس کرتے ہوئے کورو کشیتر جیسے اتہاسک تیرتھ (دھرم کھشیتر) پر دھرم کا جھنڈا لہرا کر تمام دیش میں دھرم پرچار کا پروگرام مرتب کیا ہے! ایشور انکو اپنے اس مقصد میں کامیابی دے۔ تاکہ ہمارا دیش تباہی سے بچ جاوے۔ ہماری شبھ کامنائیں سدا اُنکے ساتھ ہیں۔" ہر ہندی پڑھے لکھے سجن کو اس "نوجیون پتھ" کا خریدار بننا چاہیئے۔ اور شری نندہ جی کے وچاروں کو عمل میں لانا چاہیئے۔" گورکھ ناتھ نندہ ایڈیٹر اوم دہلی"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

عملی زندگی اور وقت کی آواز

(شری رام بخش سریواستو۔ اکاؤنٹس آفیسر ریلوے)

یہ تو ہم سب کو معلوم ہی ہے کہ جب پرتھوی پاپوں سے لد جاتی ہے۔ دھرم کی جڑیں کٹ جاتی ہیں جب سنسار میں پرائے دھن اور پرائی استری پر من چلانے والے بے غیرت چور اور جواری بہت بڑھ جاتے ہیں۔ لوگ ماتا پتا۔ گورو اور دیوتاؤں کو نہیں مانتے ہیں۔ اور سادھوؤں سے سیوا کرواتے ہیں۔ اس وقت اپنے جنوں کا درد سمجھنے والے پربھو دنیا سے پاپ کا بوجھ اتارنے کے لئے اوتار لیتے ہیں۔ آیئے ہم دیکھیں کہ آج کے حالات کس حد تک اس قابل ہو گئے ہیں کہ ہم سب ملکر اس خالق کو اس کے کرم اور مغفرت کا واسطہ دیں اور پکاریں کہ ہے پرتھوی کا بوجھ ہرنے والے اب پاپ اور بھرشٹاچار حد سے زیادہ بڑھ چکے ہیں۔ تیرے بھگتوں میں اب اس سے زیادہ برداشت کی طاقت نہیں ہے۔ اب سوائے تیرے کرم کے اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ ہمیں پوری امید رکھنی چاہیئے کہ وہ رحیم وکریم ہماری آواز ضرور سنیگا اور ہم کو اس عذاب سے ضرور بچائیگا۔

یہ تو ہے اس بھگوان کے دربار میں بھگتوں کی اپیل۔ لیکن ہم کو خود کیا کرنا چاہیئے۔ آیئے اس پر غور کریں۔

۱۔ نیک اعمال ۔ ہمکو اسوقت سب سے زیادہ ضرورت سداچار کی ہے۔ سداچار کیا ہے یہ جاننا بہت ضروری ہے۔ جس کام سے دوسروں کو فائدہ نہ ہو جس کام کے کرنے سے آدمی کو شرمندہ ہونا پڑے اسے کبھی نہ کرنا چاہیئے سچ بولنا۔ اہنسا کا پالن کرنا۔ دوسروں کے احساس کو اپنے قول فعل اور عمل سے کبھی چوٹ نہ پہنچانا۔ کسی کے لیے کڑوے الفاظ نہ بولنا۔ دوسروں کی برائی نہ کرنا۔ سبھوں میں ایشور کو دیکھنا یہی سداچار ہے۔ ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ ان سب اصولوں کو عملی جامہ پہنانا اتنا آسان نہیں ہے مگر ہمت سے کام لینے والوں کی بھگوان مدد کرتا ہے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ مثال کے طور پر آپ آج عہد کیجیئے کہ میں پوری کوشش کرونگا کہ کسی کا دل نہ دکھاؤں۔ رات کو ہر روز سونے سے پہلے تمام دن کے واقعات کا جائزہ کیجیئے اور دیکھیئے۔ کہ کیا آپ نے بلا وجہ کسی کا دل دکھایا ہے؟ ،، اگر ایسا فعل سرزد ہوا ہے۔ تو پرماتما سے پرارتھنا کریں کہ ہے پربھو! مجھ پر کرپا کریں اور شکتی پردان کریں تاکہ آئیندہ مجھ سے ایسا فعل ہرگز نہ ہو۔

۲۔ دھرم کے اصولوں پر چلنا۔ ہمارا دیش ایک ایسا باغ ہے جسمیں برداشت۔ نیک اعمال۔ محبت اور دوسروں کی بھلائی جیسے پھول کھلتے رہے ہیں۔ بھائی چارہ میل ملاپ۔ ایشور بھگتی جیسے پھل پیدا ہوتے رہے ہیں۔ ہمارا دیش اپنی تہذیب و تمدن سے ساری دنیا کو راستہ دکھاتا رہا ہے۔ آج کے مادی زمانہ میں دھرم کے اصولوں پر چلنا مشکل ضرور ہو گیا ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔ قابل تقلید عمل ہی دھرم ہے۔ قوم کی بہبودی ہمارے نیک اعمال

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اور نیک اصولوں پر چلنے سے ہی ہے۔ اپنے دل و دماغ پر قابو رکھنا۔ من کو پاک رکھنا۔ ایشور پر بھروسہ رکھنا ہی دھرم ہے۔ دھرم مارگ پر چلنے سے ہی زندگی سپھل ہوتی ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ دھرم کے اصولوں پر عمل کریں زندگی گذاری جاوے۔

۴۔ ایشور کی پرارتھنا اور دھیان: بڑے بڑے عالم۔ سیاست دان۔ بہادر۔ بڑے بڑے سنت۔ یہ سب ہماری ہی طرح انسان ہیں۔ ان لوگوں نے جو کچھ کیا۔ ویسا ہی آپ بھی کر سکتے ہیں۔ مگر اس کے لئے من کو قابو میں کرنا ہوگا۔ اور بکھرے اور بھٹکتے ہوئے من کو یکسو کر کے دھیان اور ابھیاس کے ذریعے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنی ہوگی۔ دھیان سب ہی کے لئے ہے۔ اس میں کسی مذہب وملت کی قید نہیں ہے ہر شخص کے لئے دھیان کرنا لازمی ہے۔

۱۔ دھیان کا طریقہ۔ کوئی کام باقاعدہ اور بلاناغہ تب ہو سکتا ہے۔ جب اس کے لئے مناسب وقت اور جگہ طے کی جائے۔ یہ کہنا تو آسان ہے کہ ایشور ہر جگہ ہے۔ اور ہر وقت یاد کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ سب دلیل کی باتیں ہیں۔ عمل کرنے سے پتہ چلے گا کہ ہم اور آپ جو دنیاوی اور مادی مسائل میں جکڑے ہوئے ہیں۔ نہ اس طرح دھیان لا سکتے ہیں اور نہ ہی کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ اُن لوگوں پر لاگو ہوتا ہے جو اس میدان میں بہت آگے نکل گئے ہیں۔ عام انسانوں کے لئے نہیں۔ بس لازم ہے۔ کہ دھیان کا وقت اور جگہ مقرر ہو۔ سب سے اچھا وقت صبح سویرے کا ہے۔ جب ہم دنیاوی افراتفری کے چکر میں نہیں ہوتے۔ ماحول بھی شانت ہوتا ہے۔ کوئی بھی جگہ مثلاً چھوٹا کمرہ یا کمرے کا ایک گوشہ۔ جہاں اپنے اشٹ دیو کی تصویر وغیرہ تھوڑی اونچائی پر ہو جس سے کہ جب آپ بیٹھیں تو آپکی آنکھیں اشٹ دیو کے پاؤں کے بالکل سامنے ہوں۔ اس طرح اپنے اشٹ دیو کے سامنے بیٹھنے کے بعد بہت آرام سے لمبی سانس لینے کا عمل کیجئے۔ داہنے نتھنے کو بند کر کے نتھنے سے گہری اور دھیرے دھیرے کسی طرح کی آواز نکالے بغیر سانس لیجئے۔ پھر چند لمحوں کیلئے سانس کو روک لیجئے۔ جبر نہ کیجئے جتنا آسانی سے رُک سکے روکئے۔ پھر داہنے نتھنے سے دھیرے دھیرے سانس چھوڑ دیجئے۔ اب داہنے نتھنے سے سانس لیجئے اور مندرجہ بالا عمل دُہرایئے۔ یہ ایک پرانایام ہوا۔ ایسے چند پرانایام کر لینے سے دھیان لگانے کی حالت حاصل ہو جائیگی۔ یہ یاد رکھئے کہ یہ من بڑا ہی چنچل ہے۔ خوب اُچھل کود کرے گا۔ بھاگے گا۔ مگر اس کے ساتھ شانتی اور صبر سے کام لیجئے۔ ضد نہ کیجئے اور نہ غصہ۔ اپنے اشٹ دیو کے چرنوں پر نگاہ رکھئے۔ من کی کرنیں باہری چیزوں سے ہٹ کر ضرور دل کے اندر ایشور کی مورتی کی طرف آئینگی۔ وقت لگے گا صبر کی ضرورت ہے۔ ناامید نہیں ہونا چاہیئے۔"

یہ عمل جاری رہنے پر ایک دن اور جلدی ہی یہ صورت پیدا ہو جائیگی کہ من یکسوئی کی حالت میں آجائے گا۔ ایشور کی کرپا اور آپکی محنت سے دھارنا کی صورت پیدا ہو جائیگی۔ جب یہ صورت پیدا ہو جائے تو آنکھیں بند کر کے اشٹ دیو کا من مندر میں درشن کیجئے۔ کسی بھی منتر کا من میں جپ کیجئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آج ہم جن صورت حالات سے گذر رہے ہیں۔ اُن سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارا دھرم ہمارا سماج اور ہماری سنسکرتی ایک بھنور میں گھرے ہوئے ہیں۔ لیکن ہمیں اُس پرم پتا پرمیشور پر اعتقاد رکھنا چاہئے۔ نیک اعمال۔ دھرم کے اصولوں پر چلنا۔ ایشور کا دھیان۔ یہی ذرائع ہیں جن سے ہم اپنے دھرم۔ سماج اور سنسکرتی کو ڈوبنے سے بچا سکتے ہیں۔"

وراٹ روپ

از امیر الشعراء دیوان پنڈی داس جی قمر

وراٹ روپ دیکھ کے دیکھے ہیں دو جہاں — کون و مکاں کی اُس میں ہیں روشن تجلیاں
نور و ظہور عالم بالا ہیں ضو فشاں — ہر وقت دیکھتی ہے مگر چشم رازداں
چہرے پہ نور حق کی ضیا جلوہ بار ہے
اور تن بدن پہ حسن ازل کی بہار ہے

(۲)

ارجن کو خود خدا نے نظارہ دکھا دیا — کس طرح جز میں کل ہے یہ جلوہ دکھا دیا
قطرہ میں یہ فروغ کہ دریا دکھا دیا — اِک گل میں گلستان کا نقشہ دکھا دیا
آنکھیں مگر وہ اور تھیں جو چشم دل کہیں
ارجن کو دی نگاہیں کہ اس چوٹ کو سہیں

(۳)

تیغ و تبر بھی تیر بھی خنجر سناں بھی ہیں — گردھر کے پاس موت کے سارے نشاں بھی ہیں
مشتاق درشنوں کے زمیں آسماں بھی ہیں — لرزے ہیں اسکے خوف سے پیر و جواں بھی ہیں
رُخ بے شمار عضو بدن ہیں ہزارہا
چرنوں میں سر جھکاتے ہیں دن رات مہر و ماہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(۴)

ہر ایک دیوتا کی نظر آئیں صورتیں — روشن ہیں اس جمال میں برہما کی مورتیں
کافور ہو رہی ہیں میری سب کدورتیں — اور ظاہر ہیں جسم و جان سے قادر کی قدرتیں
عالم ہے بیقرار رُخِ یار کے لئے
ارجن کی آنکھ چاہیئے دیدار کے لئے

(۵)

ارجن کے ہوش اُڑتے ہیں انداز دیکھ کر — بیخود ہیں نازنین بھی یہ ناز دیکھکر
موہن کو اس سروپ میں ممتاز دیکھ کر — سر خم فلک ہے شان سرافراز دیکھکر
دانتوں میں پس رہے ہیں عدو موت کا شکار
ویراٹ میں ہے پیکِ اجل حکم کردگار

(۶)

اُس خاص ذات پاک کے جلووں کا یہ ظہور — ویراٹ روپ کہتے ہیں عالم میں ذی شعور
کانپ اُٹھا رعب داب سے ارجن سا پُر غرور — پھیلی ہے اسکی روشنی دنیا میں دُور دُور
عالم یہ ہے کہ دونوں ہی عالم ہیں حیرتی
میدانِ جنگ بن گیا دریائے بے خودی

(۷)

ہر اک طرف نشان ہے اُس بے نشان کا — روئے زمیں پہ عکس ہے سات آسمان کا
دشمن ہے اس سروپ میں کوروں کی جان کا — بیشک یہ انقلاب ہے ہندوستان کا
مشہور خاص و عام میں ارجن کا نام ہے
سارا مگر یہ کھیل کنہیا کا کام ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(۸)

کرتا ہوں وشو رُوپ کو پرنام بار بار — لا انتہا ہے طاقت و شوکت بے شمار
دُنیا و دیں کا خالق و رازق ہے کِردگار — خاکِ قدم پہ گرتے ہیں مردانِ نیک و کار
ہیں دست بستہ دیوتا مصروف آرتی!
ہر دل میں اِس سُروپ کی تصویر کھچ گئی ہے

(۹)

دیکھوں یہ صورتیں مجھے طاقت نہیں ہے اب — ہر دو میں چتر بھُج کے ہے نقشے کی پھر طلب
ہاتھوں میں شنکھ چکر گدا اور پدم عجب — دیکھوں سُروپ کرشن کا بن جائے یہ سبب
یوں دست بستہ عرض ہے ارجن کی بار بار
وہ پہلا اپنا رُوپ دکھا دو مدن مُرار

(۱۰)

میرے قصور معاف ہوں اے شاہ دوارکا — جس طرح پردہ پوش ہے یار اپنے یار کا
کینہ نہیں پدر کو پسر نامکار کا — عاشق کو بس خیال ہے دلبر کے پیار کا
ارجن یہ کہہ رہا ہے کہ ادنےٰ غلام ہوں
سرتا قدم حضور مجسّم سلام ہوں

(۱۱)

وراٹ رُوپ دیکھ کے جان و جگر فدا — خاکِ قدم پہ کیوں نہ ہوں لعل و گوہر فدا
ہوتے ہیں اِس سُروپ پہ جن و بشر فدا — شام و سحر ہیں نور پہ شمس و قمر فدا
سنجے سُنا رہا ہے یہ گردھر کی داستاں
بے چشم شاہ کو جنگ و جدل کی کہانیاں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اوم

THE GOLDEN TRIANGLE OF INDIA.

بھارت ورش کی سنہری مثلث (تکون)

از قلم شری خیراتی رام جی پوری بی۔ ایس۔ سی "

جن بھائیوں کو جگن ناتھ پوری جانے کا موقعہ ملا ہوگا وہ اس بات سے آگاہ ہونگے۔ کہ وہاں تین مقام خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کو ہندوستان کی سنہری تکون کہا جاتا ہے۔

(۱) جگن ناتھ پوری سمندر کے کنارے بھگوان جگن ناتھ کا مندر۔

(۲) کونارک سورج کے مندر کے کھنڈرات۔

(۳) بھوونیشور موجودہ دارالخلافہ اڑیسہ۔

اس مضمون میں ہر ایک مندر کی مختصر تواریخ اور اکبر کے زمانہ کی رتھ یاترا۔ کونارک کو ہار یہ عقیدت اور انگریز مورخین کے تعصب پر روشنی ڈالی جائے گی۔۔

شری جگن ناتھ کا مندر

ہر سال اساڑھ (ہاڑ) کی چاندنی دوج کو بھگوان جگن ناتھ پوری کی رتھ یاترا پوری میں بڑی شان وشوکت سے منائی جاتی ہے۔ یہ بنگال میں ایک اور جگہ مہیش جو سری رام پور ریلوے سٹیشن کے پاس ہے۔ اسی شان سے منائی جاتی ہے جہاں کہتے ہیں کہ بھگوان جگن ناتھ (شری کرشن) کی موسی رہتی تھی۔ اب تو سوامی ابھے چرن بھکتی ویدانت موجد ہرے رام ہرے کرشن تحریک کے پرچار سے لنڈن۔ نیویارک۔ شکاگو۔ ہیمبرگ میں بھی منائی جارہی ہے۔ یاترا والے دن پوری میں سنگھ دوار (بڑے دروازہ) سے رتھ کو کھینچکر گنڈیا باڑی تک لے جایا جاتا ہے۔ رتھ تین ہوتے ہیں۔ اور ہر سال بیساکھ کی دوج سے بنانا شروع کرتے ہیں۔ رتھوں کا ذکر اس طرح ہے۔

	اونچائی	پہیے	پہلے کتنے کہار لگتے تھے	
(۱) شری جگن ناتھ کا رتھ	۲۳ ہاتھ	۱۶	۱۶۰۰	نام نندی گھوش
(۲) بلرام کا رتھ	۲۲ ہاتھ	۱۴	۱۴۰۰	نام تال دھوج
(۳) سبھدرا کا رتھ	۲۱ ہاتھ	۱۲	۱۲۰۰	

ناریل کے ریشے سے تقریباً ۱۰۰ ہاتھ رسا بنایا جاتا جس سے رتھ کھینچے جاتے۔ پہیوں کا قطر ۶ فٹ ۶ انچ فٹ ہوتا اور اوپر نیچے کا رقبہ ۳۵-۳۴-۳۳ مربع فٹ ہوتا ہے۔ انگریز مورخ (STIRLING)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سٹرلنگ نے اس یاترا کا مزاق اڑاتے ہوئے دیکھا ہے۔ صرف اندھ وشواس ہے۔ اور لوگ رتھ کے نیچے آکر مرنا مکتی کا دوار سمجھتے ہیں اور کہ رتھ کھینچنے والے کہار بیگار میں لائے جاتے تھے اس لئے وہ یاتریوں اور دکانداروں کا سامان لوٹ لیتے تھے۔ سرکار انگریزی کی طرف سے ہر سال ۲۰۰۰۰ روپے رتھ یاترا کے لئے دیا جاتا تھا مگر خرچ 12/53 14 سے زیادہ کبھی نہ ہوتی یاترا میں تقریباً ایک لاکھ آدمی آتے تھے۔ سرکار انگریزی کو چاہئے اس اندھ وشواس میں دخل نہ دے کیونکہ وقت آنے پر یہ خود بخود ہی ختم ہو جائیگی (انگریزی تعصب کا نمونہ)
میکس مولر نے ۱۵ مئی ۱۸۶۶ء آج سے ایک سو سال پہلے لکھا تھا۔ کہ ہندو ازم تو مر گیا اور ختم ہو گیا ہے اور اگر اب عیسائیت اپنا دخل نہیں دیتی تو یہ کس کا قصور ہوگا۔ (چٹھی بنام ڈیوک آف آرگائیل)
چینی سیاح فاہیان نے لکھا ہے۔ کہ پاٹلی پتر (پٹنہ) میں جینیوں کا رتھوں میں جلوس نکلتا تھا۔ جس سے یہ سناتن دھرمی ہندوؤں نے لیا۔ مگر یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ رتھ بنانے کی کلا بہت پرانی ہے۔
رامائن میں لکھا ہے کہ مہاراجہ رام کو رتھ میں بٹھا کر بنباس لیجایا گیا۔
تب سومنتر نرپ وچن سنائے۔ کر بنتی رتھ رام چڑھائے۔
بھرت بھی رتھ میں بیٹھ کر گیا اور جہاں سے رام پیدل چلنے لگے تھے وہ بھی پیدل ہو لیا۔
ہر دھر دچن چرن بسرو نائی — رتھ چڑھ چلت بھئے دوؤ بھائی۔
رام راون یدھ میں بھگوان کو پیادہ دیکھکر بھبھیشن کو بڑا دکھ ہوا اور مہاراج رام نے اسے اپدیش دیا کہ کس رتھ سے وجے ہوتی ہے۔ بعد میں اندر نے اپنا رتھ بھگوان کے لئے بھیجا۔

دیون پربھو ہی پیادے دیکھا — اُپجا اُراتی چھوبھ بسیا کھا
سُرپتی بج رتھ ترت پٹھاوا — ہرش سہت ماتلی لئے آوا
تیج پنج رتھ دویہ انوپا — ہرش چڑھے کوسل پور بھوپا

مہابھارت میں ستی ساوتری کا رتھ لیجا کر پتی ڈھونڈنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ گیتا کا تو آغاز ہی بھگوان کرشن کا دونوں فوجوں کے درمیان رتھ کھڑا کرنے اور ارجن کا داس ہو کر رتھ کے پچھلے حصے میں بیٹھنے سے ہوتا ہے۔
گیتا ادھیائے ۱ شلوک ۴۷
مہرشی چانکیہ نے کوٹلیہ ارتھ شاستر میں رتھ بنانے کی کلا کا ذکر ہے اور سب سے بڑا دیو رتھ مانا ہے۔

اکبر کے زمانے کی رتھ یاترا

ابو الفضل نے آئین اکبری میں لکھا ہے کہ بالیشور بھدرک راج مہندرا اور کلنگ کی خود مختار ریاستوں کو ملا کر اڑیسہ کا صوبہ بنایا گیا تھا اُن دنوں پوری کو پرشوتم (نگر) کہتے تھے۔ یہ شاید اڑیسہ کے راجہ پرشوتم دیو کے نام پر پڑا۔ جس کا بیٹا پرتاپ رودر دیو کٹر بدھ تھا۔ مگر چیتن مہاپربھو کی سنگت سے ویشنو بن گیا۔ کالنگ کے قلعہ کے پاؤں مہاندی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وکنجری ندی دھوتی تھی۔ اس کے جنوب میں بھگوان جگن ناتھ کا مندر ہے۔ اور یہ 4000 سال پرانا بتایا جاتا ہے۔
کہا جاتا ہے کہ نیل پربت کے راجہ اندر دیومن میں ایک پنڈت کو نئی راجدھانی بنانے کے لئے جگہ تلاش کرنے کو بھیجا۔ وہ سمندر کے کنارے آگیا اور سورج کے طلوع و غروب کے نظارے میں محو ہوگیا۔ وہ جگہ باسو پوری ہے۔ وہاں ایک شکاری باسو رہتا تھا۔ جو بھگوان کا بھگت تھا۔ اُس نے براہمن کو مجبور کیا کہ اُس کی لڑکی سے شادی کرلے۔ شادی کے بعد اُسے گھر میں نظر بند کردیا۔ وہ ہر روز جنگل میں پوجا کرنے جاتا تھا۔ ایک دن براہمن کی درخواست پر اُسے آنکھوں پر پٹی باندھ کر لے گیا۔ مگر براہمن راستہ میں سرسوں کے دانے بکھیرتا رہا۔ اور پھر آپ پوجا کرنے لگا۔ آخر کار لڑکی کے کہنے پر براہمن کو واپس جانے دیا گیا۔۔ ایکدن براہمن جو جانوروں کی زبان سمجھتا تھا سمندر کے کنارے گیا اور ایک کوّے کو سمندر میں نہاکر جوچ اُرگھ دیتے دیکھا تو پوچھا کہ کیا بات ہے تو کوّے نے کہا کہ وہ ایک دیوتا ہے مگر سراپ سے کوّا بنا اور یہ بھگوان کی بھومی ہے۔ اس لئے میں نہاکر پوتر ہورہا ہوں۔ برہمن نے سب ماجرا واپس جاکر راجہ کو سنایا۔ سنکر دیکھا تو بہت دلکش تھی اور اُسنے پہلے ایک مندر بنایا۔ مگر اس میں مورتی نہ تھی۔ راجہ کو بھگوان نے بشارت دی کہ سمندر کے کنارے لکڑی کا ایک گٹھا 52 انچ لمبا اور 18 انچ چوڑا ہوگا۔ اس پر شنکھ کنول اور ترشول کا نشان ہوگا۔ اس لکڑی سے میری مورتی بناؤ۔ جو بھی ترکھان مورتی بنانے لگتا۔ لکڑی کی سختی سے اس کے اوزار ٹوٹ جاتے۔ بالآخر بھگوان خود ترکھان بن کر آئے اور کہا ہم سات دن میں مورتی بنائیں گے۔ مگر ہمیں کوئی دروازہ کھولکر نہ دیکھے مگر رانی نے پتر کا منا سے دروازہ پہلے کھول دیا۔ اُس وقت مورتی کے ہاتھ پاؤں نہ بنے تھے۔ بس ویسے ہی ستھاپنا کردی گئی پھر یتری دُور دُور سے آنے لگے۔ ابوالفضل آگے لکھتا ہے۔ کہ مورتیوں کو چھ بار اشنان کرایا جاتا ہے۔ 56 پنڈت روز پوجا کرتے ہیں۔ اور تقریباً دو ہزار اشخاص روز کھانا کھاتے ہیں۔ یہاں براہمن شودر کی تمیز نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ جگن ناتھ کے مندر میں جو دوسرے سے نفرت کریگا کوڑھی ہو جائیگا۔ وہاں ایک قطار میں کھانا آجتک جاری ہے۔
انگریز اور فرانسیسی سیاحوں نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

کالا پہاڑ

پوری کے قریب ایک گاؤں میں راج چندر بھٹاچاریہ ایک براہمن باپ کے مرنے کے بعد ماں کے پاس پلا بڑا ہوکر نہایت خوبصورت جوان نکلا اور بنسری بہت شاندار بجاتا تھا۔ مرشد آباد کے بادشاہ سلیمان کرمانی کی لڑکی نے اُس سے شادی کرنی چاہی پہلے تو وہ نہ مانا بالآخر اس شرط پر مان گیا کہ وہ لڑکی کو شادی کے بعد گاؤں لیجائیگا۔
اس کی ماں تو بہو کو رکھنے کو تیار تھی۔ مگر باقی براہمنوں نے مزاحمت کی۔ اُسے گاؤں سے نکال دیا۔ وہ بیوی کو لے کر جگن ناتھ کے مندر گیا۔ مگر وہاں کے پنڈتوں کی تنگ دلی سے وہاں سے نکالدیا گیا۔ وہ مایوس ہوکر سسرال چلا گیا اور وہاں وہ سپہ سالار بن گیا۔ اُس نے مندروں کو گرانا شروع کیا۔ اڑیسہ میں جو شکستہ مورتیاں اب ملتی ہیں۔ یہ سب اُسی کی کارگزاری ہے۔۔۔
آخر وہ جگن ناتھ کے مندر آیا اور باہر بڑی بھاری آگ جلاکر جگن ناتھ کی مورتی کو آگ میں پھینکنے کا حکم دیا۔ براہمنوں کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

منت سماجت کسی کام نہ آئی۔ مگر تمام لکڑی جل جانے کے بعد مورتی صحیح سلامت نکل آئی۔ اور اس نے اُسے سمندر میں پھینکنے کا حکم دیا۔ لکڑی کی مورتی تھوڑی دور جا کر کنارے پر جا لگی اور اس کے ساتھ ہی کالا پہاڑ شکست خوردہ یعنی مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔

(۲) کونارک۔ ابوالفضل آئین اکبری میں سنہ ۱۵۸۱ء میں لکھتا ہے جگن ناتھ کے قریب ایک سورج کا مندر ہے (یہ اٹھارہ میل دور ہے) یہ راج کی بارہ سال کی آمدنی سے بنا تھا۔ اسکی باہر کی دیوار ۱۵۰ ہاتھ اونچی اور ۱۹ اُنیس ہاتھ موٹی ہے۔ اس کے تین دروازے ہیں۔ ایک پر دو ہاتھی بنائے گئے ہیں۔ جن کی سونڈ پر آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ مغربی دروازہ پر دو گھوڑے معہ ملازم گھوڑوں پر سوار ہیں۔ اور شمالی پر شیروں نے ہاتھیوں کو نیچے گرایا ہوا ہے ایک ہشت پہلو کالے رنگ کا پچاس گز اونچا ستون ہے۔ ۹ سیڑھیاں چڑھکر دالان میں سورج اور دیگر ستارے بنائے گئے ہیں۔ اسکے گرد دیوتاؤں کی پرارتھنا کرتے۔ ہنستے۔ روتے۔ نمسکار کرتے بیٹھے کھڑے دکھائے گئے ہیں۔ کچھ گانے والوں کی تصاویر ہیں۔ کچھ ایسے جانوروں کی تصویریں ہیں۔ جن کا کوئی وجود نہ تھا۔

جگہ جگہ پر پرانوں کی کہانیاں تراشی گئی ہیں۔ دس اوتار یکش اپسرا ہر جگہ دکھائے گئے ہیں۔ آگے چل کر ابوالفضل لکھتا ہے۔ کہ کہا جاتا ہے کہ ۷۳۰ سال ہوئے یہ مندر راجہ نرسنگھ دیو نے بنایا اور اپنی یادگار چھوڑ گیا۔ اس کے گرد اور چھوٹے 28 مندر ہیں جن میں ہر ایک کی علیحدہ کہانی ہے۔ روایت کے مطابق کہا گیا کہ کرشن کے بیٹے سامب کو کوڑھ کا مرض ہو گیا اور اُس نے یہاں آکر سورج کی آرادھنا کی اور اس کا کوڑھ دور ہو گیا۔

بھارت میں سورج کے اور بھی مندر ہیں۔ مثلاً مدھیرا گجرات میں اور مارتنڈ (مٹن) کشمیر میں جو کالے رنگ کا ستون اوپر لکھا گیا ہے اس پر بنا ہوا ہے اور کاریگر کا نام وشنو مہارانا تھا وہ اوائل عمر میں اپنے گھر سے آ گیا تھا۔ اُس کے آنے کے بعد اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ بڑا ہو کر باپ کی تلاش میں نکلا بیٹے نے باپ کو راجہ کے خون سے بچانے کے لئے کام ٹھیک کر دیا اور باپ کی شان بچانے کو خود چندر بھاگا میں کود کر خودکشی کر لی۔

ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر (DR. W. W. HUNTER) جنہوں نے اڑیسہ کی تاریخ لکھی ہے ابوالفضل وغیرہ مسلمان مورخین کے بیانات پڑھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ

It is the only temple which has wrung our unwilling tribute even from the Mohamedans.

شاید یہی ایک مندر ہے جس نے کہ مسلمانوں سے باوجود ناخواستہ بھی اظہار عقیدت کروایا ہے۔

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

The language of man has been defeated by the language of stone. The stone does not weave words one after another. It does not say anything definite

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

but all it has to say - says at once.

ارتھ۔ یہاں پتھروں کی زبان نے انسان کی زبان کو شکست دیدی ہے۔ پتھر ایک کے بعد دوسرا لفظ نہیں سنتے اور کوئی خاص بھی نہیں کہتے مگر جو کہنا ہوتا ہے ایک بار ہی کہہ دیتے ہیں۔ اب کچھ مندر کے متعلق عرض کیا جاتا ہے۔ یہ ایک رتھ کی شکل ہے جبکہ 16 پہیئے ہیں۔ جن میں بیشتر اب ٹوٹے پھوٹے ہیں۔ مگر ہر انچ پر مینا کاری کیگئی ہے۔ مندر کی چھت پر لوہے کے گارڈر تھے۔ جو اب بھی وہاں 8" مکعب لوہے کے 30 فٹ لمبے ہیں۔ پڑے ہوئے ہیں۔ اس سے اس زمانے کے فن تعمیر اور لوہے کے کام کرنے پر روشنی پڑتی ہے۔ کہتے ہیں کہ موتی چمبک پتھر سے مندر کے درمیان لٹکتی تھی اور جب قطب نما کا استعمال شروع ہوا تو انگریزوں کے جہاز اس کی وجہ سے غلط راستہ پر پڑ جاتے تھے۔ اس لئے اس چمبک پتھر کو اوتار دیا اور موتی کو لنڈن کے عجائب گھر میں لے گئے۔ ایک پادری بشپ ہیبر BISHOP HEBER ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہندو مندروں کی تعمیر کو دیکھ کر کہا

The Indians built like Titans
and finished like Jewellers.

بھارتیوں نے گنواروں کی طرح تعمیرات کو شروع کیا مگر جواہرات تراشنے والوں کی طرح مکمل کیا۔

بھوونیشور

بھوونیشور اب اڑیسہ کا دارالخلافہ ہے۔ اس سے پہلے کٹک تھا۔ بھوونیشور کے دو حصے ہیں۔ قدیم اور جدید۔ قدیم تو مندروں کا شہر ہے اور زمانہ حال کے مطابق اونچی عمارتوں۔ بلڈنگوں اور مارکیٹوں کا شہر ہے۔ یہاں تو صرف قدیم شہر کے سلسلہ میں ہی عرض کیا جائیگا۔ اوائل میں اس کا نام تر بھوونیشور تھا یعنی تینوں بھون سورگ۔ مرت پاتال کا ایشور مگر بعد میں مختصر ہو کر بھوونیشور بن گیا۔ اس مندروں کے شہر کے تعمیر ہونے کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جب بودھ دھرم والوں نے بنارس کے پنڈتوں کو تنگ کیا۔ (بودھ مت کا بڑا استھان سارناتھ۔ بنارس کے پاس ہے) تو بڑے پنڈت وہاں سے نقل مکانی کر کے بھوونیشور آ گئے۔

یہاں چھوٹے بڑے ملاکر 700 مندر تھے مگر زمانے کے نشیب و فراز سے اب تقریباً 500 ہیں۔ یہ 600ء اور 1200ء کے درمیان بنے کہے جاتے ہیں۔ اور اڑیسہ کے فن تعمیر کا بہترین گہوارہ ہیں۔

مہابھارت بن پرب ادھیائے ۱۱۴ میں لکھا ہے کہ یدھشٹر نے گنگا ساگر سنگم پر 500 ندیوں میں سنان کیا اور کلنگ دیش کی طرف گئے۔ مہرشی لومش نے کہا کہ اے کنتی نندن یہ کلنگ دیش ہے جہاں دیوتاؤں نے یگ کیا تھا پھر رشیوں نے بھی یگ کیا۔ یہ ویترنی ندی ہے یہاں دیوتاؤں نے شوجی کی ارادھنا کی تھی۔ جو اس کا کنارہ کا گان کر کے سنان کرتا ہے وہ دیویان مارگ سے جا کر سورگ کو جاتا ہے۔ جیسا کہ بھگوت گیتا میں کہا ہے۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

अग्निर्ज्योति रहः शुक्लः षण्मासा उत्तरायणम् ।
तत्र प्रयाता गच्छन्ति ब्रह्म ब्रह्मविदो जनाः ॥

وشیم پائن (رشی جو مہاراجہ جنیجے سپتر مہاراجہ پریکشت) کو مہابھارت کی کتھا سُنا رہے ہیں) کہتے ہیں۔ کہ یہاں پانڈووں اور دروپدی نے سنان کیا یاگ استھان کو یاج پور کہتے ہیں۔ ویدی پرشوتم نگر۔ اسے سوئمبھو بن کہتے ہیں۔ پراچین کال میں مہادیو نے اس کھنڈ کا نرمان کیا اور برہما نے شو کی استھاپنا کی۔

برہم پوران اُتکل کھنڈ میں لکھا ہے کہ پہلے ہندو ساگر میں سنان کرنا پڑتا ہے۔ اس سے سب تیرتھوں کے سنان کا پھل ملتا ہے۔ پدم پوران کے مطابق مہادیو نے ہر ایک تیرتھ سے جل کا ایک بندو لیکر اسکا نرمان کیا تھا۔

یہاں اسوقت سب سے زیادہ مشہور مکتیشور مندر۔ لنگ راج اور راجہ رانی مندر ہیں۔ مکتیشور مندر کی لاجواب مینا کاری ہے۔ راجہ رانی مندر کی عجیب و غریب سنگتراشی جس میں مرد و عورت کی ملاقات شامل ہے۔ (پرش پرکرتی کا ملن) بقول سٹرلنگ انسان کو آنکھیں بند کرنی پڑتی ہیں۔ اس مندر میں کوئی مورتی نہیں شاید یہ مکمل ہی نہ ہُوا +

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب بدھ مت کا زوال ہُوا اور ہندو راجہ وام مارگی بن گئے۔ تب انہوں نے ایسی تصاویر بنا دیں۔ ورنہ ہندو دھرم کے کسی بھی شاستر میں اس طرح کی ننگی تصاویر چھاپنے کا حکم نہیں ہے۔ لنگ راج مندر سنہ ۱۰۰۰ء میں بنایا کہا جاتا ہے۔ یہ ڈیوڑھی یاتری ہال اور نرات ہال (ناچ گھر) پر مشتمل ہے۔ کہتے ہیں یہ تین سو سال قبل مسیح سے چلا آرہا ہے۔ اور اُن ہی دنوں وام مارگیوں کا زور تھا۔ وام مارگی راجاؤں نے سنسکرت کے ودوان پنڈتوں کو دھن کا لالچ اور سزا کا خوف دیکر اُن سے ہمارے دھارمک گرنتھوں میں ملاوٹ کرادی جن میں ماس کھانا اور وبھیچار کا پرچار کیا گیا۔ کئی پرانک گرنتھوں میں پہلے اور آخری شلوک تقریباً اسی طرح کے ہیں۔ جوکہ ویشنو سناتن دھرم کے ورودھ ہیں۔ حالانکہ باقی کا تمام مضمون اہنسا دھرم پر اور ہماری پراچین بھارتیہ سبھیتا کے انوسار ہے۔ زا جب تو یہ تھا کہ آجکل کے ودوان سادھو مہاتما اور پنڈت ایک جگہ بیٹھکر شلوکوں کو اپنے گرنتھوں سے نکال دیتے۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ اور سناتن دھرم غیر مذاہب کی نظروں میں ایک مذاق بنا ہوا ہے +

سنہ ۷۰۰ء سے سنہ ۱۱۰۰ء یہاں سوم اور گنگا خاندان کے راجاؤں کی حکومت تھی۔ ایک میل مشرق میں ششوپال گڑھ جو کھرا ویلا خاندان کی راجدھانی تھا کھنڈرات ہیں۔ (سنہ ۱۰۰ قبل مسیح)

گو شو مندر کا پرشاد عام طور پر نہیں لیتے مگر یہاں لیا جاتا ہے اور براہمن شودر کی جگن ناتھ مندر کی مانند اونچ نیچ کا بھید نہیں۔ یہ 13000 لمبا اور 700 فٹ چوڑا اور 16 فٹ گہرا ہے۔ اس میں 700 × 100 فٹ کا مندر ہے۔ دیوار بیرونی 7 فٹ یا پانچ فٹ موٹی 520 فٹ لمبی اور 235 فٹ اونچی ہے۔ ینگھ دوار جہاں برہما کی مورتی ہے اور گرد کئی چھوٹے شوالے ہیں جو 20 فٹ بلند ہیں۔ مغرب میں بھگوتی کا تانترکوں کا مندر ہے۔ اسکی دیواروں پر شیر ہاتھی کبوتر بنے ہوئے ... نرسنگھ دیو نے کونارک کے بعد بنایا تھا۔ مندر کے باہر 1000 لنگ ایک چھوٹا سا تالاب ہے اس کے ... ہیں جن میں 1000 اشو لنگ ہیں (جیسے جموں رگھوناتھ مندر میں شالگرام ہیں) اور یہاں تیرتھ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پرشو رامیشر۔ کیدار ایشور۔ سومیشور۔ سدھیشور۔ کپلیشور۔ میگھ ایشور ہیں۔ انکی بارہ یاترہ ہوتی ہیں۔ چند میل پر اودیاگری اور ہاتھی گری نامی بدھوں کی گفائیں ہیں جہاں کہتے ہیں بدھ کا دانت دکھا گیا تھا جو اب شاید شری لنکا میں ہے۔ مگر اب بدھوں کا وہاں کوئی نشان نہیں۔

ہم کو مٹانے والے خود مٹ گئے جہاں سے
باقی ہے اور رہیگا نام و نشاں ہمارا
نیاز مند خیراتی رام

پرنام تجھکو بھگوان سب ہیں سمانے والے
سارے جہاں کا چکر تم ہو چلانے والے

ویدوں کی گیان گنگا تم ہو بہانے والے
نیکی بدی جو رستہ سب کو دکھانے والے

تیری ہے اوٹ سب کو تیری ہے جوت سب میں
سورج و چاند تارے ہو جگمگانے والے

آئی خزاں چمن میں جلوہ تیرا رہی ہے
پتوں میں تالیاں کی سرگم بجانے والے

جو شاخ پر ہیں کلیاں کیسی وہ مسکرائیں
خوشبو ہے پیاری پیاری گل کی سمانے والے

پیڑوں پہ گائیں تجھشی کرتے ہیں تیری استت
دن رات تیری لیلا جلچر ہیں گانے والے

آتی ہیں جب گھٹائیں بھر بھر کے جل کو لائیں
نالے ندی سمندر تم ہو چلانے والے

دھرتی پہ پھول پھل ہیں تارے گگن پہ چمکیں
دھرتی و آسماں کو سندر سجانے والے

صحرائے وادیوں میں جھرنے بھی تان گائیں
سر سر ہوائیں بنسی تم ہو بجانے والے

اک لے کے جنم آئے اک جا رہا جہاں سے
دنیا بنا بنا کر تم ہو مٹانے والے

نرسی کی ہنڈی تاری گرہ سے بچایا گج کو
بھگتوں کو اپنے تم ہو دکھ سے چھڑانے والے

ابلا کو جب دوشاشن بے پردہ کر رہا تھا
وہ چیر دروپدی کا تم ہو بڑھانے والے

جنگ و جدل سے ڈر کر گھبرا گیا جو ارجن
لبریز گیان گیتا تم ہو سنانے والے

ہے اوم پیارا ویدوں کا سار رس ہے
آواگون کا چکر تم ہو چھڑانے والے

طالب ہیں جو بھی تیرے رہتا انہیں کے ہردے
تجھکو ہیں ڈھونڈ لیتے تجھکو جو پانے والے

سورج و چاند تارے اُن سے پرے نہیں ہو
نزدیک ہیں روی ہر ہردے سمانے والے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بہادر راجپوتنی گنگا بائی

از قلم شری جگدیش متر جی!

یہ نیک اور پتی برتا استری گنداباکے قلعہ دار نداد سنگھ کی لڑکی تھی۔ بڑی سُندر چالاک ہمت والی اور موقعہ شناس تھی۔ غرضیکہ گنگا بائی میں بہت سے اوصاف موجود تھے۔ تیج بائی اسکی ماتا کا نام تھا جو بڑی دھرماتما اور سناتن دھرم کو ماننے والی تھی۔ مذہب کے تمام ارکان کی پابندی بڑی سختی سے کرتی تھی۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس کے ساتھ رہنے اور اُس سے پیدا ہونے اور اس کے حسب خیال تعلیم و تربیت پانے کی وجہ سے گنگا بائی میں بھی اپنی ماتا کی قسم کی عادتیں سرایت کر گئی تھیں.... گنداباقلعہ کے قریب وِجے پُور نامی ایک گاؤں تھا۔ جس کے رئیس ویری سنگھ کے ساتھ گنگا کی شادی ہو گئی۔ دونوں پتی پتنی آپس میں بڑے پریم بھاؤ سے رہتے تھے۔ ایک ایسا واقعہ ہوا کہ سنہ ۱۰۲۴ء میں محمود غزنوی سورٹھی سومناتھ مہادیو مندر پر حملہ آور ہُوا۔ سومناتھ کا مندر اس وقت نہایت عالیشان اور خوبصورت عمارت تھا۔ ہندوؤں کے دھارمک جوش نے مندر کو اس طرح کی خوبصورتی اور کاریگری سے تعمیر کیا تھا۔ کہ ہندوستان بھر میں اس مندر کے مقابلہ میں کوئی عمارت نہیں تھی۔ محمود نے سُن رکھا تھا۔ کہ مندر میں دولت بہت بے بہا ہے۔ اس وجہ سے وہ لالچی ہونے سے مندر پر حملہ آور ہُوا۔ آس پاس کے تمام راجے مہاراجے اس دھرم کی لڑائی میں شامل ہوئے۔ ان سب کا سردار بھیم دیو نامی گجرات کا مہاراجہ تھا۔ ہندو راجپوت خوب دل کھول کر لڑے۔ مگر کوئی بھی محمود غزنوی کے آگے ٹھہر نہ سکا۔ لاکھوں کی تعداد میں ہندو مارے گئے۔ بھگوان سومناتھ کی مورتی توڑ دی گئی۔ جو کچھ مال اسباب تھا سب مسلمانوں نے لوٹ لیا۔ اس حملے سے محمود کے ہاتھوں بہت دولت لگی۔ اور کئی من ہیرے جواہرات لوٹ کر وہ اپنے ساتھ غزنی لے گیا.... گنداباکا قلعہ بھی اُس کے ہاتھوں محفوظ نہ رہ سکا۔ محمود کے لڑکے نے گنگا بائی کے حُسن کی تعریف سُن رکھی تھی۔ قلعہ پر دھاوا کرنے سے پہلے اُس نے اپنے طور پر اس طرح کا انتظام کر لیا تھا۔ کہ کوئی شخص بھاگ کر نہ جا سکے۔ اُسکی پیشبندی کی وجہ سے کسی کو بھاگنے کا موقعہ نہیں ملا۔ بھیم دیو نے بڑی جرأت سے مقابلہ کیا۔ مگر وہاں بھی اس کو ناکامی ہوئی۔ کئی ہزار مرد عورتیں لڑکے محمود کے ہاتھ گرفتار ہوئے۔ اور اس نے ان سب کو لونڈی و غلام کی حیثیت میں فروخت کرنے کے لئے غزنی لے جانا چاہا۔ جب اسلامی فوج گنداباسے چل کر انھواڑہ پاٹن میں پہنچی تو شہزادے نے دریافت کیا کہ آیا گنگا بائی بھی قیدیوں میں ہے یا نہیں۔ اور جس وقت کہنے والوں نے خبر دی کہ وہ بھی گرفتار ہو آئی ہے۔ اس کے دل کو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اس نے خود پوشیدہ طور پر اس کے لئے رہنے کا انتظام کرایا اور جب موقع ملا۔ اس سے ملنے کے لئے خود اس کے پاس گیا..... اس وقت گنگا بائی کی عمر پندرہ سولہ برس تھی جوبن کے اُبھار کا زمانہ تھا۔ ایک تو وہ یوں ہی اعلیٰ درجہ کے حُسن کی وارث بن کر آئی تھی۔ دوسرے اس عمر میں خاص کر اسکی وجاہت میں ایک خاص قسم کی خوبصورتی آگئی تھی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مگر اس کا دل رنج کے بوجھ سے دبا ہوا تھا۔ اس کا باپ گنڈا با قلعہ کی حفاظت میں مارا گیا۔ ماں نے اولاد کا کچھ بھی خیال نہ کیا اور اپنے شوہر کی لاش کے ساتھ جل کر خاک ہو گئی۔ ممکن تھا کہ گنگا بائی بھی اپنی آبرو کے تحفظ کے خیال سے خودکشی کر لیتی۔ یا بھاگ کر جان بچا لیتی مگر اس کو موقعہ نہیں ملا۔ محمود غزنوی کے آدمیوں نے جن کو اس کی گرفتاری کیلئے خاص طرح کا تاکیدی حکم مل چکا تھا۔ اس کو اور عورتوں کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ یہاں ہم کو لکھتے شرم محسوس ہوتی ہے کہ اس قلعہ کے تسخیر کے باعث چند قومی نمک حرام اور وطن فروش ہندو تھے۔ جنہوں نے لالچ کی وجہ سے ہزاروں کے گلے کٹوائے اور معصوم بہو بیٹیوں کو گرفتار کرا دیا۔ محمود کا ولیعہد جس کا نام غالباً مسعود غزنوی تھا۔ نادیدہ گنگا بائی پر فریفتہ ہو گیا تھا۔

گنگا بائی دل کی بہت پاک لڑکی تھی۔ اس کا دل گنگا جل کی طرح پوتر تھا۔ جو ہمالیہ کے صاف شفاف و پاک وادیوں میں بہتا ہوا کی کرنوں کی روشنی میں آنکھوں کو تازگی بخشتا تھا۔ مسعود اپنے باپ سے ڈرتا تھا۔ اس نے پوشیدہ طور پر گنگا بائی کو اپنے خیمہ میں بلانا چاہا۔ مگر اس نیک بیتی برتا نے کوئی پرواہ نہ کی۔ آخر وہ مجبور ہو کر خود اس کے پاس آیا۔ گنگا بائی تصویر بنی ہوئی بیٹھی تھی۔ چہرہ سے اداسی برس رہی تھی۔ لیکن اس کے رنج نے بالعوض اس کے کہ اس کے حسن کو گھٹا دے۔ اور بھی نکھار دیا تھا۔ مسعود کی نظر جس وقت اس پر پڑی۔ ہزار جان سے عاشق ہو گیا۔ لجاجت اور ملائمیت کے لہجہ میں کہنے لگا۔ گنگا میں مسعود شاہ محمود کا لڑکا ہوں۔ میری خواہش ہے۔ کہ تو میرے محل کی ملکہ اور میرے دل کی مالک بنے۔ وقت آئے گا۔ تو سب عورتوں میں ممتاز ہو گی۔ اور سب تیری اردلی میں رہینگی۔ یہ خوش قسمتی کی بات ہے۔ کہ ایک شہزادہ دہقانی لڑکی کے اوپر اپنے جان و مال کو نثار کر رہا ہے۔ ... گنگا نے اس کی بات کو سن کر سر کو اونچا کیا۔ کہنے لگی۔ آپ شہزادہ ہیں۔ میں دہقان زادی ہوں ہر شخص کو اپنی اپنی حیثیت اور اپنی اپنی جگہ میں خصوصیت کا رتبہ حاصل ہے مجھے اس بات کا فخر ہے۔ کہ میں دہقانی ہوں اور اس وجہ سے اور بھی ضروری ہے۔ کہ آپ ایسے نازیبا الفاظ سے مجھے معاف رکھیں۔ میں شادی شدہ ہوں۔ میرا پتی میری زندگی کا مالک ہے میرا سرتاج ہے۔ ہمارا دھرم اجازت نہیں دیتا کہ کسی قسم کی بیہودہ باتیں کبھی اجنبی سے سنوں۔ آپ کو میری قید اور بے کسی کی حالت کا فائدہ نہ اٹھانا چاہیئے۔ ... مسعود کو کیا خبر تھی کہ گنگا کو حسن صورت کے علاوہ حسن سیرت کا بھی کمال حاصل ہے۔ اسکی ذہانت شائستگی دیکھکر اور اس کی عاقلانہ گفتگو سن کر اس کے دل پر اور بھی زیادہ اثر ہوا۔ وہ کہنے لگا۔ میری نیت تمہارے دل کو دکھانے کی نہیں۔ میں ہزار جان سے تم پر فدا ہوں۔ اور آپ کو بھی سنگدل بننا لازم نہیں ہے۔ ... گنگا نے کہا۔ آپ غلطی پر ہیں۔ ہندو عورت کے لیئے اس سے زیادہ اور کیا بدتمیز بات ہو سکتی ہے۔ کہ اس کی شان میں اغیر واجب کلمے استعمال کیئے جاویں ہم راجپوتنی عورتوں کے حالات آپ کو معلوم نہیں۔ آپ میرے ظاہری رنگ و روپ کو دیکھکر اپنے آپے میں نہیں رہے۔ میں پھر اسی بات کو دہراتی ہوں۔ کہ ہر چیز صرف موقع محل کے لحاظ سے خوبصورت ہے۔ ناخن اور سر کے بال انسانی جسم کی آرائش ہیں۔ لیکن جب ان کو کاٹ کر علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ ان سے زیادہ نفرت کرنے والی اور کوئی چیز نہیں ہوتی کہ نہ تو اس کو کوئی ہاتھ لگاتا ہے۔ اور نہ اسے پاکیزہ خیال کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کو کوڑے کرکٹ میں پھینک دیا جاتا ہے۔ کنول کی خوبصورتی صرف پانی ہی میں ہے۔ پانی سے باہر نکلتے ہی اسکی سرخی پر سیاہ ڈورے آہستہ آہستہ پڑ جاتے ہیں۔ اب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نہ چکھنے میں بھی وہ بُرا معلوم ہوتا ہے۔ میں آپ سے سچ کہتی ہوں۔ اوّل تو میرا رنگ روپ صرف اُسی وقت تک ہے جب تک میں ہندو خیال کی آب و ہوا میں پرورش پا رہی ہوں۔ دُوسرے جہاں دھرم سے گرنے کا خطرہ سامنے آیا۔ راجپوتنی جانتی ہے اس کو کیا کام کرنا چاہیئے۔......"

مسعود نے پھر اس کو طرح طرح کے لالچ دینے چاہے۔ مگر وہ اس کے ارادہ کو ذرا بھی کمزور نہ کر سکا۔ آخر مجبور ہو کر کہنے لگا۔ جہاں آدمی کا ملائمیت اور نرمی سے کام نہیں نکلتا۔ وہ سختی اور جبر کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ گنگا بے خوف ہو کر بولی "آدمی ایک ہی مرتبہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک ہی دفعہ مرتا ہے۔ ہماری قوم کی عورتیں جینے مرنے کا مطلق کوئی خیال نہیں کرتیں۔ یہ سچ ہے۔ میں قیدی ہوں۔ تم کو اختیار ہے۔ مجھکو مارو قتل کردو۔ تکلیف دو۔ اذیت دو۔ مگر میں نے پہلے ہی فیصلہ کر رکھا ہے کہ میں اپنی قوم کے نام کو دھبہ نہیں لگاؤں گی۔.. شاہزادہ نے کہا۔ اس قسم کا خیال نادانی اور حماقت ہے۔ میں جب یقین دلاتا ہوں کہ ہر طرح تمھارے آسائش و آرام کا خیال رہیگا۔ تو آپ کو بھی ضد نہ کرنی چاہیئے......" گنگا بولی حماقت ہو یا نادانی۔ یہ ہمارا اور ہماری قوم کا دھرم ہے جان جائے تو جائے۔ راجپوتنی اپنے عہد سے نہیں ٹلتی۔ میں نے آپ سے صاف صاف کہدیا۔ چاہے میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاوے۔ مگر مرتے وقت تک میں اپنے دھرم کی حفاظت کرونگی۔ ہاں اسوقت قید و بے بسی نے اتنی باتیں سُننے کے لئے مجبور کر رکھا ہے۔ اس لئے آپ سے پھر میں کہتی ہوں۔ کہ مجھکو میری بے کسی کے حوالہ کردو۔ زخموں پر نمک چھڑکنا مردوں کی شان کے خلاف ہے...." مسعود کے چہرہ کا رنگ اُڑ گیا۔ گنوار لڑکی اور اس میں یہ خودداری وہ اپنا سا مُنہ لے کر خیمہ میں واپس آیا۔ گھنٹوں کروٹیں بدلتا رہا۔ نیند نہیں آئی۔ گنگا نے کچھ اس طرح دل پر قبضہ کر لیا تھا۔ کہ وہ بھلائے سے بھی نہیں بھولتا تھا......" اس مسعود کا ایک دوست شجاعت خاں نامی فوج کا افسر تھا۔ اسکی عمر پچاس برس کے قریب تھی۔ یہ شخص ظریف الطبع اور یار باش تھا۔ اس عمر تک شادی نہیں کی تھی۔ اور اس لئے اس کا اکثر وقت یار دوستوں کے ساتھ راگ رنگ میں ہی صرف ہوتا تھا۔ وہ مسعود کی دل کی حالت سے ناواقف نہیں تھا۔ مگر جان بُوجھ کر کسی کام میں دخل دینا نہیں چاہتا تھا۔ شاہزادہ نے اس کو بلا کر تمام ماجرا سنایا۔ اور آخر یاس اور نا اُمیدی کے لفظوں میں کہنے لگا۔..... اس دہقان زادی ہندو لڑکی کو دیکھو۔ ایک شہزادے کے ساتھ کس طرح کا سلوک کرنے کی جرأت کرتی ہے۔ شجاعت نے جواب دیا۔ خداوند نعمت۔ ہندو عورتیں غضب کی ہوتی ہیں آپ نہیں جانتے۔ ہمارے ہر حملے کے وقت کیسی کثیر تعداد میں جان کا خوف نہ کرتے ہوئے شوہر کی لاش کے ساتھ جل جاتی ہیں..... ع

ہیچو ہندو زن کسے در عاشقی مردانہ نیست ؎ سوزن بر شمع محفل کار ہر پروانہ نیست ...

لیکن آپ کچھ غم نہ کیجئے۔ اگر بندہ کی جان میں جان ہے تو میں اس پری کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ شیشے میں اتار لوں گا۔ ایسے موقع پر جبر و تشدد سے کام نہیں چلتے۔ شرافت اور نرم مزاجی زیادہ سریع الاثر ثابت ہوتی ہے۔ مجھکو ذرا اس کے پاس جانے دیجئے۔ انشاءاللہ دیکھا جائیگا۔ کس طرح آپ کے قدموں پر اس بُت سنگدل کا سر جھکاتا ہوں۔... ڈوبنے والے کے لئے تنکے کا سہارا کافی ہوتا ہے۔ مسعود دل میں بہت خوش ہوا۔ سمجھا اسکی مدد سے ضرور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مطلب براری ہوگی۔ اور بلا تکلف اس کو اپنی انگوٹھی دیکر کہا۔ پہرے والے کو یہ انگوٹھی دکھا دینا۔ اور اس کے کان میں جھک کر "اللہ اکبر" کہہ دینا۔ وہ مزاحمت نہ کریگا۔ دوسری طرح تم گنگا کے خیمہ میں نہ جا سکو گے۔۔۔۔!!
شجاعت خاں جس وقت پیغامبر بن کر روانہ ہوا نشہ کی حالت میں تھا۔ مگر ہوش حواس درست تھے۔ پہرہ داروں سے گذر کر وہ گنگا کے خیمہ میں آیا۔ گنگا اب تک اپنے خیال میں محو تھی۔ وہ جانتی تھی نادان شاہزادہ چھیڑ چھاڑ کئے بغیر نہ رہ سکیگا۔ اس لئے وہ ایک گوشہ میں چپ چاپ بیٹھی ہوئی سوچ رہی تھی کہ کس طرح اس ظالم کے ہاتھوں اپنی عصمت کو بچایا جائے۔ اتنے میں شجاعت خاں کے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی۔ یہ سنبھل بیٹھی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ شخص خیمہ میں داخل ہوا۔ گنگا کا لاثانی حسن اس کے دل پر جادو کا کام کر گیا۔ یہ ہکا بکا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اور دل ہی دل میں کہنے لگا سبحان اللہ کیا حسن دلفریب ہے۔ کیوں نہ مسعود اس پر اس طرح جو اس باختہ ہو۔" آخر جب گنگا نے اس کے آنے کا کارن پوچھا۔ تو اس نے شہزادے کی طرف سے پیغام سنا دیا۔ اور پھر حیرت اور تعجب کی نگاہ سے اس نیک بخت لڑکی کو دیکھنے لگا۔" ایشور نے عورتوں کو بہت لطیف مزاج بنایا ہے۔ وہ قیافہ سے باسانی مردوں کے دل کا کچھ نہ کچھ پتہ پا لیتی ہیں۔ گنگا کی طبیعت حد درجہ کی سخت تھی جس بات پر اڑ گئی اڑ گئی۔ مگر اس وقت اس کے دل میں کچھ اور دھن سمائی۔ اس نے ایک دفعہ شجاعت خاں کو سر سے پیر تک دیکھا۔ پھر اسی طرح ادھر ادھر کی باتیں کرنی شروع کیں جن سے وہ ابل پڑا۔ وہ کچھ تو پہلے ہی سے نشہ کی حالت میں تھا۔ اب جبکہ پیاس بجھانے کے لئے پانی مانگا۔ گنگا کی باندی کے ہاتھ سے پانی کا پیالہ پینے پر اس پر کچھ اور ترنگ سوار ہو گئی۔ اور واہی تباہی بکنے لگا۔۔۔۔۔ گنگا ہنسی معلوم ہوا۔ تم پر بھی اس مسعود چھوکرے کی طرح بھوت سوار ہو گیا۔ اس لڑکے کی شکل دیکھ کر مجھ کو بے طرح ہنسی آئی تھی۔ تم تو بوڑھے ہو۔ اور میں ایسے آدمیوں کی بات بڑی سنجیدگی سے سنا کرتی ہوں۔۔۔۔ شجاعت جوش میں سرشار ہو رہا تھا۔ کچھ کا کچھ سمجھ گیا۔ کہنے لگا بھائی صاحب جب چراغ جلنے لگتا ہے پروانہ بے خود ہو کر اپنے آپ کو جھلس لیتا ہے۔ یہ میری کیفیت ہوئی۔ آپکی باتوں نے اس وقت مجھکو وہ خوشی بخشی ہے جو ہفت اقلیم کی بادشاہت ملنے پر بھی نصیب نہیں ہوتی۔ زہے قسمت میں کس لائق ہوں لیکن آپ ایسی حور وش کہیں مجھ پر نظر مہربانی فرمائیے تو کیا کہنا ہے۔۔۔!! پھر دیکھئے بہار کیسی ہو۔ یہ کہکر شجاعت کھل کھلا کر ہنسا۔۔۔۔۔
اس طرح کی باتیں ہمیشہ نادان کیا کرتے ہیں۔ ان سے کیا نتیجہ ہوتا ہے مردوں کو اس بات کی سمجھ کم ہوتی ہے۔ شجاعت اس پری کو شیشہ میں اتارنے گیا تھا۔ وہ ذرہ کی طرح خود بخود شیشہ میں اترنے لگا۔ عورت کا جادو واقعی غضب کا ہوتا ہے۔ کہنے لگا۔ انشاءاللہ! ابھی محمود کا ساتھ چھوڑ دونگا۔ اور ملازمت سے کنارہ کش ہو کر تمہاری خدمت بجا لاؤں گا۔۔۔۔۔ گنگا مسکرائی۔ یہ تو سچ ہے لیکن یہ بتاؤ۔ آخر یہاں سے نکلنے کی راہ کیا ہے۔ شجاعت نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ انگوٹھی ہاتھ سے نکال کر دیدی۔ اس نے بے پرواہی کے ساتھ لے کر اپنی انگلی میں پہن لی۔ اور میاں شجاعت کہنے لگے۔ یہ طلسمی انگوٹھی مسعود کی ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہوگی وہ اور اسکے ساتھی کو کوئی نہ روک سکیگا۔ فوج کے آدمی اس کو پہچانتے ہیں۔ اور آج جو شخص پہرہ دار کے کان میں جھک کر "اللہ اکبر" کہدیگا وہ مزاحمت نہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کرے گا۔ میں اسی طرح آیا ہوں۔ اور اسی طرح ہم دونوں جا سکتے ہیں۔ جہاں دو چار کوس نکل گئے۔ پھر کون پوچھتا ہے..... گنگا اس پیر نابالغ کی باتوں کو سنکر دل ہی دل میں ہنسی۔ کیونکہ فوج میں رہ کر کام کرنا ایک بات ہے۔ اور بیگانے ملک میں دشمن کی طرح آکر تن تنہا جان سلامتی سے بچا لے جانا۔ دوسری بات ہے۔ میاں خوب لٹو ہو گئے تھے۔ وہ کہنے لگی۔ تمہاری وفاداری کا ثبوت کیا ہے.......شجاعت نے کہا۔ جو کچھ آپ فرماویں میں کرنے کو تیار ہوں۔ حتیٰ کہ جان بھی آپ کے لئے حاضر ہے۔....،،گنگا نے کہا۔ تمہاری جان لے کر میں کیا کرونگی۔ لیکن ایک شرط ہے۔ اگر تم سچ مچ اپنی بات کے دھنی ہو۔ تو جس طرح میں کہوں گی۔ آپ کو کرنا پڑیگا۔ آپ میرا لباس پہن لو۔ داڑھی مونچھ صاف کروا دو۔ میں تمہارا لباس پہن کر جاؤں گی۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ خیمہ سے باہر نکلنے کے بعد تمہاری وضع قطع بول چال سے ہندوؤں کو شک گذرے گا۔ میں بات بنا لونگی.....،، شجاعت نے کہا۔ لاحول ہمارے مذہب میں داڑھی منڈانا حرام ہے۔ دوسری بات مجھے منظور ہے لیکن سُنّت کے برخلاف کیسے کام کروں.....،،گنگا نے تیور بدل کر کہا۔ چلو ہٹو۔ میں نے دیکھ لیا۔ تم امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکتے تمہاری بات کا کیا اعتبار۔ جب ذرا سا کام تم سے نہیں ہوتا۔ تو میں تمہاری بات ماننے سے باز آئی..... معاملہ بگڑتا ہوا دیکھکر شجاعت نے رضامندی ظاہر کی۔ قینچی لے کر چراغ کے سامنے داڑھی مونچھ کتر ڈالے۔ عورتوں کا لباس پہن لیا۔ ایک دوسرا پیالہ پانی کا پی لینے کے بعد بے ہوش ہوکر زمین پر لیٹ گیا۔ وقت کی قدر کچھ ایسے ہی موقعوں پر ہوتی ہے۔ جب شجاعت خراٹے لینے لگا۔ گنگا اپنی باندی کے ساتھ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ خیمہ سے باہر آکر پہرہ والے کو انگوٹھی دکھا دی۔ کان میں جھک کر اللہ اکبر کہدیا۔ وہ غریب متحیر ہوا کیونکہ پہلے شجاعت خاں آدھر سے گیا تھا۔ مگر انگوٹھی "اللہ اکبر" کے خیال سے دم بخود ہو رہا۔ قریب ہی ایک سجا سجایا گھوڑا کھڑا تھا۔ اس نے سمجھا ہونہ ہو۔ یہ میاں شجاعت کا گھوڑا ہوگا۔ اچھل کر اس کی پیٹھ پر آ رہی باندھی کو پیچھے بٹھا لیا۔ اور احتیاط کے ساتھ کسی طرف کو چل نکلی...... اس زمانہ میں ہندو راجپوت عورتیں چار دیواری کی قیدی نہیں ہوا کرتی تھیں۔ وہ ہتھیاروں کے استعمال اور گھوڑے کی سواری کا فن جانتی تھیں۔ جب تک صبح کا ستارہ نہیں نکلا یہ برابر گھوڑے کو بگ ٹٹ دوڑائے چلی جا رہی تھی۔ جب بہت دور نکل آئی۔ تھوڑی دیر کے لئے اُتر کر اور زمین پر جھک کر بھگوان کا شکریہ ادا کرنے لگی۔ ... دین بندھو کرپا سندھو جس طرح آپ نے دروپدی کی لاج رکھی۔ یہ بھی میری بھی لاج آپ کے ہاتھ ہے۔ گج کو گرہ سے چھڑانے والے پربھو مجھے صرف آپ کا بھروسہ ہے۔ آپ کے بنا میرا کوئی رکھشک نہیں ہے۔ آپکی اپار کرپا سے میں دشمنوں سے بال بال بچ کر نکل آئی ہوں۔ بھگوان اسی طرح اور مظلوم بے سہارا استریوں پر بھی رحم کر کے اُن کو ظالم کے پنجے سے آزاد کرائیں.......،،

تھوڑی دیر دم لینے کے بعد پھر اُسی طرح گنگا باندی کے ساتھ اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوئیں ... گنگا احتیاط کے ساتھ بھاگی ہوئی چلی جا رہی تھی۔ دن بہت چڑھ آیا ہے۔ مگر شجاعت خاں اب تک اُسی طرح خراٹے کی نیند سو رہا ہے۔ گنگا کی باندی نے آنکھ کا اشارہ پاکر پانی میں کوئی نشہ آور چیز ڈالدی تھی۔ یہ سبب اسکے بیہوش ہونے کا تھا۔ دشمن

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دس بجے کے قریب محمود خود مسعود کو ساتھ لئے ہوئے قید خانہ میں آیا۔ قیدیوں کی حاضری لی گئی۔ لیکن گنگا اور بھی سہیلی کا پتہ نہیں تھا۔ محمود خود اس حسین عورت کو دیکھ چکا تھا۔ اپنی نگاہ سے چاروں طرف تلاش کیا۔ مگر غیر حاضر پا کر پوچھا گنگا کہاں ہے۔ لوگ دوڑے اور گنگا کے خیمے سے شجاعت خاں کو زبردستی پکڑ لائے پچاس برس کا بڑھا اور داڑھی مونچھ کتری ہوئی۔ اس پر طرّہ یہ کہ حضرت عورت کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ شجاعت کا کچھ حال نہ پوچھو۔ کاٹو تو لہو بدن میں نہیں۔ جب وہ بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ سب اسکو دیکھکر متعجب ہی نہیں ہوئے۔ بلکہ مسکرانے لگے۔ محمود نے پوچھا یہ کیا سوانگ بنا رکھا ہے ....،، اس نے کہا۔ گنگا نے یہ حرکت کی۔!.... زیادہ کہنا سننا فضول تھا محمود جانتا تھا۔ راجپوت عورتیں کیسی ہوشیار ہوتی ہیں۔ سمجھا گنگا نے اس کو چکمہ دیا۔ اور قید سے نکل بھاگی۔ ادھر ادھر تلاش میں سوار روانہ ہوئے مگر اس کا کہیں پتہ نہیں لگا........

(چو مرغ از قفس رفت و بگسست صید نہ آید بسعئے تو ہرگز بہ قید)

مسعود کو شجاعت پر سخت غصہ آیا۔ مگر باپ کے خوف سے کچھ نہیں کہا۔ میاں شجاعت خاں کی شجاعت پر اس دن سے پالا پڑ گیا۔ راگ رنگ کی عادت میں سخت تبدیلی آ گئی......،، گنڈا بابا کے قلعہ کو محمود نے لوٹ لیا تھا۔ راجپوت جان پر کھیل کر لڑے اور ایک ایک کر کے مارے جا چکے تھے۔ صرف ایک دیوی سنگھ زندہ بچا تھا۔ مگر تلوار اور تیروں کے زخموں سے اس کا جسم چھلنی ہو گیا تھا۔ دوست آشنا بیہوشی کی حالت میں جنگ سے اٹھا لائے تھے۔ زخموں پر مرہم پٹی باندھنے اور علاج کرنے پر اسکی حالت کچھ اچھی ہو چلی تھی۔ مگر وہ رہ کر اسکو اپنی بیوی یاد آتی تھی۔ اس نے کئی دفعہ پوچھا۔ گنگا کہاں گئی۔ مگر کسی نے ڈر کے مارے جواب نہیں دیا۔ کہ مبادا وہ اس کے قید کر لئے جانے کا حال سنکر زیادہ بیمار نہ پڑ جاوے۔ کئی دن گذر گئے۔ گنگا کو اپنے سرہانے نہ دیکھکر وہ زیادہ پریشان ہو رہا تھا۔ یہ ستی اپنے پتی کو کبھی اکیلے نہیں چھوڑتی تھی۔ اس نے آدمیوں سے پوچھا۔ سچ سچ بتاؤ۔ کیا وہ ماری گئی۔ یا دشمن پکڑ کر لے گئے۔ مگر جواب دینے سے لوگوں کو تامل تھا۔ آخر ایک کمسن لڑکے نے بتا ہی دیا۔ کہ گنگا مسلمانوں کے ہاتھ پڑ گئی۔ اور وہ اسکو انھواڑہ کی طرف پکڑ کر لے گئے۔ بیمار اور زخمی راجپوت کب برداشت کر سکتا تھا۔ کہ اسکی اردھنگی کی کسی دشمن کے ہاتھ سے ذلت ہو۔ وہ اس منحوس خبر کو سنکر اٹھ کھڑا ہوا۔ گھوڑے کے تیار کرنے کا حکم دیا۔ لوگ سمجھا رہے تھے۔ محمود اب بہت دور نکل گیا ہوگا۔ تعاقب فضول ہے۔ راجپوت سب مر گئے۔ مگر اس نے ایک نہیں سنی جلدی میں آ کر زمین پر کود گیا۔ مگر اسی وقت زخم کے سینے ہوئے ٹانکے سب کے سب ٹوٹ گئے۔ اور بیہوش راجپوت کو پھر کھاٹ پر ڈال کر لوگوں نے از سر نو زخموں پر ٹانکے لگائے۔ امید نہیں تھی۔ کہ دیوی سنگھ کسی طرح زندہ رہ سکے گا۔ کیونکہ اس کو زور کا بخار چڑھ آیا تھا۔ اور وہ بخار کے جوش میں "گنگا" کا نام لے کر چونک پڑتا تھا۔ اور لوگوں سے دھاوا کرنے کے لئے درخواستیں کیا کرتا۔ یہ حالت پورے چوبیس گھنٹے رہی۔ دوسرے دن جب کچھ ہوش آئی۔ وہ اپنے آپ کو بے کس اور بے بس پا کر۔ ہائے "گنگا"۔ ہائے "گنگا" کر رہا تھا۔ اس کو اب گنگا کے ملنے کی امید باقی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نہیں رہی تھی۔ مگر ایشور کارساز ہے۔ جب وہ اس طرح ورلاپ کر رہا تھا۔ تو شہسوار گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اس جگہ آئے جہاں دیوی سنگھ بیمار پڑا تھا۔ ایک شخص اسی وقت گھوڑے سے کود کر بیمار راجپوت کے سرہانے آ کر کہنے لگے ...... پران ناتھ۔ گنگا حاضر ہے۔ مسلمانوں سے بچ کر ابھی آئی ہے۔"

دیوی سنگھ نے آنکھ کھول کر دیکھا۔ مردانہ لباس سے تعجب ہوا۔ مگر جب اس کے چتون اور خط و خال پر نگاہ پڑی۔ گنگا کہہ کر ہاتھ بڑھایا۔ گنگا نے اپنے پتی کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ پھر مکروہ لباس کو اوتار کر نہانے دھونے کے بعد شوہر کی تیمارداری میں مصروف ہو گئی۔ چند دنوں کے بعد زخم انگوا کر آئے۔ اور رفتہ رفتہ دیوی سنگھ کی صحت تندرست ہو گئی۔ یہ خوش نصیب جوڑا کئی برس تک دنیا میں سورگ کی زندگی بسر کرتا رہا۔ اور آخر میں موت کے قرضہ کو ادا کر کے اپنے پیچھے نیک نامی کی داستان چھوڑ گیا۔.....

س۔ جس طرح سے اُنہیں باہم ملایا   بچھڑے ہوئے سب ملیں خدایا

جگدیش متر ویدیہ

اوم

یہ دُنیا جائے قیام نہیں

از قلم شری جگدیش متر جی

پی بادہ کہ جس میں خمار نہیں
جو مست ہوا سرشار نہیں

یہ دُنیا جائے قیام نہیں   اس میں کوئی سُکھ آرام نہیں
عاقل کو اس سے کام نہیں   ٹھہراو یہ سنسار نہیں

پی بادہ کہ جس میں خمار نہیں
جو مست ہوا سرشار نہیں

کیوں ناحق عمر گنواتا ہے   کیوں ٹھوکر جگ کی کھاتا ہے
جو آتا ہے وہ جاتا ہے   اس آنے جانے میں سار نہیں

پی بادہ کہ جس میں خمار نہیں
جو مست ہوا سرشار نہیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھج رام کو جس کا کہ نام نہیں ہے تیغ کہ جس کی نیام نہیں
سن بات جو لفظ و کلام نہیں وہ نکتہ نہیں گفتار نہیں
پی بادہ کہ جس میں خمار نہیں
جو مست ہوا سرشار نہیں

کہیں برف بنا کہیں پانی ہے کہیں بھاپ کہر کی نشانی ہے
کہیں دریا میں خوب روانی ہے نہیں سمجھے جو اس میں وچار نہیں
پی بادہ کہ جس میں خمار نہیں
جو مست ہوا سرشار نہیں

جو پیدا ہوئے مر جائیں گے جو سکھ میں ہیں وہ دکھ پائیں گے
جو شانت ہیں گھبرائیں گے ہم اس کے لئے تیار نہیں
پی بادہ کہ جس میں خمار نہیں
جو مست ہوا سرشار نہیں

بے سود یہ پیری جوانی ہے بے کام یہ ساری کہانی ہے
جو ہوتا ہے تن من مانی ہے بے دل کو جو وہ دلدار نہیں
پی بادہ کہ جس میں خمار نہیں
جو مست ہوا سرشار نہیں

سنسار سار کی مایا ہے جس نے سب کو بھرمایا ہے
کہیں دھوپ ہے تو کہیں سایہ ہے تو دیکھ کہ اس میں قرار نہیں
پی بادہ کہ جس میں خمار نہیں
جو مست ہوا سرشار نہیں

نوٹ :- میرے پاس جلدی امراض جیسے کوڑھ، پھلبہری، چنبل، ایگزیما، داد کھجلی، خارش بھسم برکھن کچھ پر میہہ ہر قسم دمہ شوگر، بواسیر خونی بادی، کان کا بہنا، بہرہ پن، پیٹ گیس کی رام بان اوشدھیاں ہیں۔ جو صرف لاگت کے مطابق ہی دیجاتی ہیں۔

پتہ :- ایچ۔ جگدیش مِتّر وید اہیاپور، ضلع ہوشیارپور، رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اوم

تاریخ کا ایک ورق

بادشاہ جلال الدین خلجی

پرسدھ اتہاس کار شری پی این اوک. ایم اے. ایل ایل بی،

بھارت ورش میں اسلام کے نام پر ہندوؤں کے سر کاٹنے اور اُن کا نام و نشان مٹانے کے لئے ترک حکمرانوں اور قزاقوں نے ساتویں صدی عیسوی سے اپنا مجبوب اور ظالمانہ کھیل شروع کیا۔ ہندو اور ہندوستھان کا نام صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے مسلم بادشاہوں نے اپنی تلوار کا نہائیت بے دردی سے پریوگ کیا۔

پہلا مُسلمان بادشاہ جس نے اسلام کے نام پر ہندوؤں کی زندگی سے کھلواڑ شروع کی خاندان غلاماں کا قطب الدین ایبک تھا جو ڈاکوؤں اور قزاقوں کے ایک انتر راشٹریہ گروہ کے لیڈر محمد غوری کا غلام تھا۔

قطب الدین اور اس کے غلاموں نے ہندوؤں پر اتیاچار کا جو سلسلہ آرنبھ کیا وہ بھارت میں مسلم حکومتوں کی ایک پرمپرا بن گیا اور ہمیشہ جاری رہا۔

غیاث الدین بلبن خاندان غلاماں کا آخری بادشاہ تھا۔ اسکی حکومت کا وارث بلبن کا پوتا کیکوباد بنا لیکن اسکی عیاشی نے اُسے جسمانی طور پر معذور کر دیا اور مسلم درباریوں نے اس کے نابالغ بیٹے کو راجیہ گدی پر بٹھا دیا۔

اس سمے حکومت کے تمام اختیارات ترک سرداروں کے پاس تھے مگر وہ آپس میں سنگھٹت نہیں تھے اور ہمیشہ ایک دوسرے کے ورودھ سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ اس پر بھی وہ کسی غیر ترک کو اقتدار اور راج دربار میں طاقت کا حصّہ دار بنانا نہ چاہتے تھے۔ غیر ترک سرداروں میں سے ہی ایک تھا جلال الدین خلجی۔

تیمور کچھن اور تیمور سرخا نام کے دو ترک سردار تھے جو ہر سمے غیر ترک سرداروں کے خون کے پیاسے رہتے تھے۔ ان دونوں کی سازش کا پہلا نشانہ تھا جلال الدین خلجی ۔ لیکن جلال الدین خلجی بھی بلا کا کایاں اور چالاک تھا۔ اس کا دماغ بہت تیز تھا۔ وہ ہر وقت اپنی آنکھیں کھلی رکھتا اور اس کے ورودھ کہاں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اُسے بھانپ لیتا تھا۔ اس نے بہادر پور میں اپنی طاقت کو یکجا کرنا شروع کر دیا۔ اور خلجی ملکوں امیروں اور دیگر لوگوں کو اپنے ارد گرد جمع کر لیا۔

ادھر تیمور کچھن نے جلال الدین خلجی کو اللہ کے گھر بھیجنے کا پلان بنایا وہ ایک فوجی دستہ کے ہمراہ بہادر پور کے لئے روانہ ہوا تاکہ وہاں شمسی محل میں جلال الدین کو بات چیت کی دعوت دے۔ اور موت کے گھاٹ اُتار دے۔

جلال الدین خلجی کو کسی طرح اس سازش کا پتہ چل گیا۔ چنانچہ اس نے اپنے سپاہیوں کو گھات میں بٹھا دیا۔ جونہی کچھن اپنے فوجیوں کے ہمراہ وہاں سے گذرا خلجی کے سپاہیوں نے حملہ کر کے تیمور کچھن اور اس کے کئی ساتھیوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ جلال الدین خلجی کے کئی بیٹے تھے۔ انہوں نے دہلی پر چڑھائی کی اور نابالغ سلطان کو گرفتار کر کے اپنے قبضے میں لے لیا۔ جسے بعد ازاں قتل کر دیا گیا۔۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تیمور خاں نے خلجی فوج کا مقابلہ کیا۔ لیکن ایک تیر کھا کر زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ کئی ترک سردار قتل کر دیئے گئے۔ انکے بیٹے گرفتار کر کے دور دراز مقامات کو بھیج دیئے گئے۔

"تاریخ فیروز شاہی" میں ضیاء الدین برنی نے لکھا ہے: "شہر میں بہت جوش و خروش اور غم و غصہ تھا۔ تمام چھوٹے بڑے لوگ۔ امیر و غریب شہر کے بارہ دروازوں سے باہر نکل پڑے اور نابالغ شہزادہ کو بچانے کے لیئے بہادر پور کی سڑک پر ہو لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ جلال الدین خلجی تاج و تخت کا مالک بنے لیکن اس موقعہ پر شہر کا کوتوال جلال الدین خلجی کے آڑے آیا۔ اس نے لوگوں کے غم و غصہ کو ٹھنڈا کیا۔ اور انہیں واپس لے آیا۔ بدایوں گیٹ پر پہنچکر لوگوں کا ہجوم منتشر ہو گیا۔"

مسلم درباریوں اور سرداروں کی وفاداریاں شروع سے ہی موقعہ محل کے مطابق بدلتی ہیں چنانچہ کئی ترک سرداروں نے بھی جلال الدین خلجی کی اطاعت قبول کر لی۔ جلال الدین نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے فالج زدہ اور بیمار سلطان کیکوباد کا خون کرے۔ یہ کام اس نے ایک ایسے آدمی کے سپرد کیا جس کے باپ سلطان کیکوباد کے حکم سے قتل کیا گیا تھا۔ جلال الدین نے اس شخص کو ہدایت دی کہ وہ کلوکھڑی جائے اور سلطان کیکوباد کو اللہ کے گھر بھیج دے"۔ چنانچہ یہ آدمی کلوکھڑی پہنچا۔ وہاں ایک مکان میں سلطان قید تھا۔ جب یہ اس مکان میں گیا تو اس نے دیکھا کہ سلطان ایک کمرے کے کونے میں پڑا ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ اس نے غصہ میں آکر سلطان کو ٹھوکریں مارنا شروع کر دیں۔ اور پھر اس ادھ موے سلطان کو اٹھا کر جمنا میں پھینک دیا۔ (قتل و غارت اور اتیاچار میں یہ کتنے سفاک تھے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہی بخوبی ہو سکتا ہے۔)

سلطان کیکوباد اور اس کے نابالغ شہزادے کو اللہ کے گھر پہنچانے کے بعد جلال الدین نے اپنی طاقت کو بڑھانا اور یکجا کرنا شروع کر دیا۔ لیکن چونکہ وہ فطرتاً بزدل تھا اور اسے ہمیشہ اپنی سورکھشا کی چنتا رہتی تھی۔ اس لئے اس نے پرانی دہلی جانے کی جرأت نہ کی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ پرانی دہلی کے لوگ اس کے مخالف ہیں۔ وہاں کی مسلم آبادی صرف ترکوں کا مان کرتی تھی اور انہی کو تخت کا جائز وارث سمجھتی تھی۔

اگر خاندان غلاماں سے سلطنت نہ چھنتی تو بلبن کے بھائی کا ایک بیٹا ملک چھجو اس تخت کا وارث بنتا۔ لیکن جلال الدین نے اسے جاگیر دیکر ایک دور دراز مقام کڑے میں بھیج دیا۔

برنی نے لکھا ہے "کہ چونکہ جلال الدین خلجی دہلی نہیں گیا اس نے کلوکھڑی کو ہی اپنی راجدھانی بنا لیا۔ اور دہلی سے کئی تاجر بھی یہاں لائے گئے ...." (یہ زمانہ ۱۲۹۰ء کا ہے۔ اس میں پرانی دہلی کے ذکر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں دہلی کا وجود تھا۔ اس پر بھی ہمارے کئی اتہاس کار یہ دعوے کرتے ہیں کہ مغل بادشاہ شاہجہان نے ۱۷ ویں صدی میں پرانی دہلی کی بنیاد رکھی۔

خاندان غلاماں کے دو سلطان کو قتل کرنے کے بعد جلال الدین خلجی ہندوستان کے ہندو تخت پر بیٹھ گیا اپنے پیشرو مسلم حکمرانوں کی طرح اس نے بھی ہندوؤں کو کاٹنے کے لئے تلوار اور ان کے گھر جلانے کے لئے مشعل ہاتھ میں پکڑی۔

فرشتہ نے جلال الدین کی تخت نشینی کا سال ۱۲۸۸ء لکھا ہے۔ امیر خسرو کے انوسار یہ سال ۱۲۹۰ء ہونا چاہیئے۔ برنی نے اسے ۱۲۸۹ء لکھا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان بڑے حکمرانوں کو اپنی بادشاہت حکمرانی اور لوٹ مار کے سوا کسی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اور جس سے سروکار نہ تھا۔ اور یہاں تک کہ انہوں نے اپنی تخت نشینی جیسے اہم واقعہ کا بھی کوئی ریکارڈ نہیں رکھا۔

مسلم اتہاس کار برنی نے جلال الدین خلجی کی بہ حسب عادت تعریف کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "جب جلال الدین خلجی بادشاہ بنا تو اس کے اعلیٰ کردار، فراخدلی اور انصاف نے لوگوں کی تمام غلط فہمیوں کو دور کر دیا۔ اور انہیں اس کا گرویدہ بنا لیا" جلال الدین خلجی کے بھی کئی بیٹے تھے۔ ان میں تین قابل ذکر ہیں۔ کیونکہ اپنی ہندو کش مہم میں وہ بھی جلال الدین کے ہم پلہ تھے ان میں سے ایک خانِ خاناں کہلاتا تھا۔ دوسرا ارکلی خاں اور تیسرا قادر خاں۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک ایک محل مہیا کیا گیا۔ جلال الدین اور اس کے ان بیٹوں نے دہلی کے کئی ہندو دھارمک ستھانوں پر قبضہ کیا۔ ان میں وجے منڈل اور شری بھی شامل تھے۔ جنہیں بعد میں حوض قاضی اور نظام الدین کا نام دیا گیا۔

بعد ازاں جب جلال الدین خلجی کو یہ یقین ہو گیا کہ دہلی کے مسلمانوں کے دل و دماغ سے اس کے خلاف غم و غصہ اور نفرت کے جذبات ختم ہو گئے ہیں۔ تو وہ شہر گیا۔ اور وہاں شاہی محل (دولت خانہ) میں پہنچ کر شاہی تخت پر بیٹھ گیا۔ یہ دولت خانہ وہی تھا جسے بعد میں دیوان خاص کا نام دیا گیا جو کہ دہلی کے لال قلعہ میں راجپوتوں کا ایک پراچین محل ہے)

جلال الدین خلجی کی تخت نشینی کو ابھی ایک سال بھی پورا نہ ہوا تھا کہ خاندانِ غلاماں کے آخری بادشاہ غیاث الدین بلبن کے بھتیجے ملک چھجو نے اپنے سلطان ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور دہلی پر چڑھائی کے لئے فوجوں کے ساتھ قرہ سے نکل پڑا۔ ادھر جلال الدین بھی اپنے سپاہیوں کو لے کر آگے بڑھا۔ دونوں فوجوں کا بدایوں سے ۲۵ میل دور میدان جنگ میں آمنا سامنا ہوا۔

بھارت کا اتہاس اس امر کا شاہد ہے کہ ایک ہزار سال کے مسلم دور حکومت کے دوران جب کبھی دو مسلمان سلطانوں کی فوجوں کا باہمی ٹکراؤ ہوا تو سب سے پہلے ہندوؤں کی شامت آئی۔ ہندوؤں کے گھر بار۔ اناج۔ مال اسباب لوٹ لیا جاتا۔ ان کے گھروں اور کھیتوں میں آگ لگا دی جاتی۔ انکی استریوں کی عصمت دری کی جاتی۔ بچوں کو زبردستی مسلمان بنانے کیلئے اغوا کر لیا جاتا۔ ہندو مردوں کو غلام بنانے کے لئے اٹھا لیا جاتا۔ مندروں کو مسمار کر کے ان کی جگہ مسجدیں کھڑی کر دی جاتیں اور انکی دیواروں کو گئو کے خون سے رنگ دیا جاتا۔

اس مقابلہ میں ملک چھجو خاں کے سرداروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ سفاک باپ جلال الدین کے سفاک بیٹے ارکلی خاں نے ان سرداروں کی گردن کو شہتیروں میں جکڑ دیا۔ اور انہیں پابہ زنجیر کر کے سلطان کے پاس بھیج دیا گیا۔

جلال الدین کو مسلمانوں کی بدلتی ہوئی وفاداروں کا علم تھا۔ اس لئے اس نے ملک چھجو کو دور دراز شہر ملتان میں نظر بند کر دیا تاہم اسے عورت اور شراب مہیا کی گئی۔

علاء الدین خلجی نامی ایک مشہور اور بدنام ظالم جلال الدین خلجی کا بھتیجہ اور داماد تھا۔ جلال الدین نے ملک چھجو سے چھینی ہوئی قرہ جاگیر اسے عطا کر دی۔

یہاں پہنچ کر علاء الدین خلجی نے ملک چھجو کے حامیوں اور ساتھیوں کے ساتھ رابطہ قائم کیا اور ان کے ساتھ مل کر دہلی پر حملہ کرنے کا پلان تیار کیا۔ علاء الدین اپنی بیوی اور اس کی ماں (جلال الدین کی بیوی) سے انتہائی نفرت کرتا تھا۔۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جب علاؤالدین خلجی نے یہ دیکھا کہ اس کے پاس اتنی طاقت جمع ہو گئی ہے۔ کہ وہ اپنے چچا اور سسر سے حکومت چھین سکتا ہے۔ تو اس نے کسی ہندو سلطنت پر چڑھائی کرنے کی ٹھانی۔ تاکہ وہاں سے مال و زر لوٹ کر اپنی فوج کے اخراجات پورے کرے۔

مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ شراب نوشی ان کے لئے حرام ہے۔ لیکن بھارت میں مسلم دورِ حکومت کی تاریخ کا ایک ایک ورق اس بات کا شاہد ہے کہ مسلم بادشاہ شراب افیون اور دیگر نشہ آور چیزوں کے کس قدر رسیا تھے۔"

جلال الدین کے خلاف متعدد سازشیں کی گئیں۔ ان میں سے ایک منصوبہ سیدی ملّا نامی ایک درویش نے بنایا" وہ (درویش) کسی سے کچھ نہیں لیتا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ اتنا زیادہ خرچ کرتا تھا کہ لوگ حیران ہوتے تھے؛ برنی کا کہنا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اس درویش کا ایک گروہ تھا جو ہندوؤں کی لوٹ مار کر کے اسے مال و زر دیتا تھا۔ آخر کار یہ بات معلوم ہو گئی۔ کہ درویش کا ایک ساتھی قاضی جلال الدین کاشانی مختلف لوگوں سے مل کر حکومت کا تختہ الٹنے کا پروگرام بنایا کرتا تھا۔ آخر کار ان لوگوں نے فیصلہ کیا کہ جب سلطان مسجد میں مصروف عبادت ہو۔ اسے قتل کر دیا جائے۔ اس "نیک کام" کے لئے ان کی نظروں میں مسجد سے بہتر اور کونسی جگہ ہو سکتی ہے ؟

اس سازش کا علم سلطان کو ہو گیا۔ چنانچہ اس نے درویش کو ہاتھی کے پاؤں تلے روند کر مار ڈالنے کا حکم دیا۔

مسلم عہد حکومت سازشوں، لوٹ مار، اور قتل کی ہی تاریخ رہا ہے۔ اس لئے اس عہد کے دوران ملک میں قحط اور قلت کا دور دورہ رہا۔ ہندوؤں کو تو دھرتی پر ہل چلانے اور فصل کاشت کرنے کا موقعہ ہی نہ دیا جاتا تھا۔ اور مسلمان لوٹ کھسوٹ میں ہی مصروف رہتے تھے۔ اس کا لازمی نتیجہ قحط ہوتا تھا۔ لہٰذا جلال الدین کے دورِ حکومت میں بھی قحط کا دور رہا۔

برنی کہتا ہے۔ "دہلی میں قلت پیدا ہو گئی۔ شوالک میں بھی قحط کا دورہ تھا۔ اس ملک کے ہندو اپنے کنبوں کو لے کر دہلی چلے آئے۔ یہاں بھی جب انہیں کھانے پینے اور بھوک مٹانے کے لئے کچھ نہ ملا تو انہوں نے جمنا میں چھلانگ لگا کر آتم ہتیا کر لی۔"

رندوں کی دنیا -/4 روپے۔ تقدیر تدبیر۔ ایک روپیہ۔ شریمد بھگوت گیتا مترجمہ پریم بھکتی اردو مجلد -/4 روپے گیتا از خواجہ دل محمد۔ -/4 روپے۔ جپ جی و سکھ منی از خواجہ دل محمد۔ -/5 روپے۔ مثنویات مہر -/2 روپیہ سوانح عمری رام 2/50 روپے۔ مرلی منوہر 2/50۔ خواب و خیال از پریم چند -/4 روپے کایا پلٹ -/2 روپے۔ بیوی اور بیسوا 2/50 روپے۔ کربلا 3/50 مہارانا پرتاب از ڈیا -/2 روپے شرارے از پنڈت خوشدل -/5 روپے۔ تلسی رامائن اردو مجلد 25/50 روپے۔ گیتا ہندی انگریزی -/2

منگانے کا پتہ۔ دفتر رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی ۶

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نوٹ۔ از ایڈیٹر۔ مہارانی پدمنی چتوڑ کے مہاراجہ بھیم سنگھ کی دھرم پتنی تھی۔ سنہ ۱۳۰۳ء میں علاؤالدین خلجی دہلی کا حکمران تھا۔ جو بڑا تندی عیاش اور بے رحم بادشاہ تھا۔ اُسنے بڑی بھاری فوج کے ساتھ چتوڑ پر حملہ کر دیا۔ چونکہ راجپوتوں کی بڑی پرانی اور مشہور ریاست تھی۔ اس نے سنا تھا کہ چتوڑ کے رانا بھیم سنگھ کی رانی پدمنی بہت خوبصورت ہے اسکی خوبصورتی کی تعریف سُن کر علاؤالدین کے دل میں اس سے شادی کرنے کی ہوس پیدا ہوئی۔ اسکی فوج نے چتوڑ کے قلعے کا محاصرہ کیا لیکن باوجود سخت کوشش کے پدمنی ہاتھ نہ آئی تب علاؤالدین نے رانا بھیم سنگھ سے کہلا بھیجا کہ اگر مجھکو پدمنی دکھلا دیجائے تو میں مع اپنی فوج کے واپس چلا جاؤنگا۔ راجہ پہلے اس بات پر رضامند نہ ہوا لیکن پھر یہ سوچ کر کہ اگر ایسا کرنے سے لڑائی رُک جائے اور بندگان خدا کا خون نہ ہو تو بہتر ہے۔ اس نے علاؤالدین کو لکھا کہ بادشاہ کو پردے کے پیچھے سے آئینہ میں پدمنی کے چہرہ کا عکس دکھلایا جا سکتا ہے علاؤالدین اس غرض سے چتوڑ کے قلعہ میں آ گیا جب وہ رانی کا عکس دیکھکر قلعہ سے واپس ہوا تو راجہ قلعہ کے دروازہ تک اسکو رخصت کرنے کے لئے آیا۔ یہاں علاؤالدین کے مسلح سپاہی پہلے ہی موجود تھے انہوں نے فوراً ہی راجہ کو گرفتار کر کے بادشاہی ڈیرے میں بھیجا دیا۔ علاؤالدین نے قلعہ میں کہلا بھیجا۔ کہ جبتک رانی مجھ سے شادی نہ کریگی راجہ رہا نہ کیا جائیگا۔ رانی یہ سُن کر بہت بے چین ہوئی۔ اور راجہ کو پٹھانوں کے پنجے سے نکالنے کی تدابیر سوچنے لگی۔ بالآخر اس نے علاؤالدین سے کہلا بھیجا۔ کہ میں آپکے حرم میں آنے کیلئے تیار ہوں لیکن میں تنہا نہ آؤنگی بلکہ کچھ راجپوتنیاں اور لونڈیاں بھی میرے ہمراہ آوینگی۔ علاؤالدین اس بات پر رضامند ہو گیا۔ رانی خود ایک ڈولی میں سوار ہوئی۔ اور اسکے ہمراہ سات سو بہادر راجپوت سپاہی بھی زنانہ لباس پہنکر ڈولیوں میں سوار ہوتے اور علاؤالدین کے خیمہ کیطرف چلے بادشاہ ڈولیوں کو دیکھکر بہت خوش ہُوا۔ ارادہ کیا کہ راجہ اور رانی دونوں میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑے لیکن خیمہ میں پہنچتے ہی بہادر راجپوت ڈولیوں میں سے اتر پڑے اور راجہ اور رانی دونوں کو گھوڑوں پر سوار کرا کر قلعہ کی طرف چل دیئے۔ بادشاہی فوج بالکل بے خبر تھی۔ کچھ سپاہیوں نے انہیں روکنا چاہا لیکن راجپوتوں نے انہیں مار کر بھگا دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد علاؤالدین نے چتوڑ پر چڑھائی کی۔ اس لڑائی میں راجپوت جی توڑ کر لڑے لیکن لا انتہا بادشاہی فوج کے مقابلہ میں ایک معمولی سی ریاست کے چند سینکڑے سپاہیوں کی سینا آخر کب تک مقابلہ کرتی۔ راجپوتوں نے بہادری کے جوہر دکھائے۔ ایک ایک سپاہی سینکڑوں افغانوں کا مقابلہ کرتا ہُوا آخر دھرم کی ویدی پر شہید ہوتا گیا۔ بادشاہ کی فوج قلعہ میں داخل ہو گئی۔ رانی نے دیکھا کہ اب بچنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ تو راجپوت شہزادیوں کو لے کر آگ میں کود پڑی۔ اور جل کر خاک ہو گئی۔

یہ واقعہ سنہ ۱۳۰۶ء کا ہے جس کی یاد میں آج ایک مسلمان خاتون بیگم صاحبہ شریمتی بانو طاہرہ سعید نے ایک نظم قلمبند کر کے برائے اشاعت رسالہ اوتم ارسال فرمائی ہے۔ جو کہ ہدیہ ناظرین ہے۔ آشا ہے کہ ہمارے پاٹھک اس کو پسند کرینگے۔ اور محترمہ بیگم صاحب کے نیک اور پاکیزہ خیالات اور قابلیت کی داد دینگے۔ "ایڈیٹر"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نظم

پدمنی، ماہِ جبیں ماہِ فلک سے بھی حسیں
وہ ترا حسن جہاں تاب وہ عالی کردار
بھول سکتی نہیں تاریخ تجھے اے رانی
کود کر آگ کے دریا میں بچالی عزت
آج تک روئے فلک تیری چتا روشن ہے
دشمنِ آبرو نزدیک تیرے آ نہ سکا
چاند کو دیکھنا آئینہ میں کافی نہ ہوا
شرم آئی نہ اُسے تیری تمنا کرتے
پیار کا اس کو بہانا تھا مگر پیار نہ تھا
پدمنی پردہ نشیں کیسے دکھایا جاوے؟!
ایک وحشی کی مگر ضد بھی تو رکھنا تھی تجھے
کاش خلجی کی نگاہوں میں مروّت ہوتی
گرچہ خلجی کے بھی سینہ میں کہیں دل ہوتا
دیکھ کر آئینہ میں قدموں پہ سر رکھ دیتا
عشق بے لوث جو ہوتا تو کوئی بات نہ تھی
ہاں محبت کا تقاضہ تھا پرستش کرنا
بھیڑیا تھا کسی جنگل کا وہ انسان نہ تھا
پدمنی تو بھی دنیا بھی کتنی معصوم بھی تھی
راس آئی نہ تجھے ہائے جوانی تیری
آفریں آفریں یوں آن پہ مرنے والی

بدنصیبی پہ تیری روتی ہے بھارت کی زمیں
وہ جوانی وہ نزاکت وہ لطافت وہ وقار
ہے عجب زندہ جاوید تیری قربانی
شان سے جل گئی دنیا کو دکھا کر عزت
شفق شام کے شعلوں میں تیرا دامن ہے
جان لے کر بھی تیری تجھ کو مگر پا نہ سکا
پُرہوس خلجی گستاخ نے کیا کیا سوچا
لاج آئی نہ ذرا حسن کو رسوا کرتے
حسن کا صرف وہ بھوکا تھا پرستار نہ تھا
تھا بہت سخت تیرے واسطے ایسا سودا
حملہ آور کی شرافت بھی پرکھنا تھی تجھے
آج تاریخ میں کتنی بڑی عظمت ہوتی
پھر تو عاشق وہ کہے جانے کے قابل ہوتا
آنکھیں نیچی کئے اشکوں کے گہر رکھ دیتا
پیار کچھ جرم نہ تھا، کچھ بھی مکافات نہ تھی
تیری پرچھائیں بھی چھونے کی نہ خواہش کرنا
خلجی ظالم و بیباک میں رومان نہ تھا
ملکۂ حسن بھی تھی بیکس و مظلوم بھی تھی
سات صدیوں سے رلاتی ہے کہانی تیری
آتما ٹھنڈی رہے آگ میں جلنے والی

طاہرہ، نظم ہے گلہائے عقیدت کا ہار
خلد میں پدمنی ان پھولوں سے کرتی ہے سنگار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(بعد القاب و آداب، تمہید) روشن رائے والا ہو کہ میں خیر خواہ ظاہراً حاضر حضور نہیں۔ مگر ادائے فرائض جان نثاری و انجام خدمت وفاداری میں ہمہ تن مصروف ہوں۔ شاہ و شہزادگان و امراء مرزایان و راجگان و راؤ جمیع فرمانروایان ہندوستان کی بہی خواہی ہر وقت مدّ نظر رہتی ہے۔ میں سرداران ایران و توران و روم و شام و باشندگان ہفت اقلیم و مسافران تری و خشکی کی خیر خواہی کے لئے کمربستہ رہتا ہوں۔ چنانچہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے! اور سب کو اس امر سے اتفاق ہے۔ اور جہاں تک میرا ضمیر گواہی دیتا ہے آپ بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہوں گے۔ میں اپنی وفاداری و اطاعت گزاری اور آپ کے الطاف و اعطاف کے خیال سے مستدعی ہوں کہ آپ مدارج مندرجہ ذیل کا کافی لحاظ فرمائیں جن پر ذات والا بندگان خدا کی بہتری کا دار و مدار ہے۔

مجھے خبر ملی ہے کہ مجھ ایسے خیر خواہ کی پامالی کے خیال میں آپ نے زر کثیر تباہ و برباد کیا۔ جس کی وجہ سے آپکو دولت ٹٹولنے کے لئے جزیہ لگانے کی ضرورت ہوئی۔ آپ بخوبی واقف ہیں کہ حضرت محمد جلال الدین اکبر آنجہانی آپکے نامور بزرگوں میں تھے۔ انہوں نے 52 برس تک نہائیت معدلت گستری و انصاف اندیشی سے داد جہانبانی دی۔ اُن کے عہد میں ہر قوم فارغ البال تھی۔ ہر طرح کا چین تھا۔ انکی نظر میں عیسائی موسائی مسلمان برہمن۔ دہریئے سب یکساں تھے۔ اور ہر ایک سے مساوی سلوک کرتے تھے۔ انہوں نے ایسی رعیت پروری کی ایسا انصافانہ سلوک کیا کہ لوگ جگت گورو کے نام سے پکارنے لگے۔

حضرت محمد نور الدین جہانگیر نے بائیس سال تخت سلطنت کو زینت دی ان کے سایۂ عاطفت میں بھی رعایا آسودہ حال رہی، انہوں نے ہر امر پر توجہ صرف کرنا۔ اپنا فرض منصبی سمجھا۔ ان کی ہر دلعزیزی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جدھر رُخ کیا، فتح ہاتھ جوڑے سامنے کھڑی ہو گئی۔

اور حضرت شاہجہاں صاحبقران ثانی کا نام کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے بھی بتیس ۳۲ سال تک بڑی شان و شوکت کے ساتھ انصاف گستری اور اوصاف نیک میں وہ شہرت حاصل کی۔ کہ دنیا میں ناموری ہو گئی۔ اُن کی نیک نامی، اُنکی نیکیوں اور ہمدردی ابنائے جنس کا معاوضہ ہے جس کے وہ مستحق ہوئے۔"

آپ کے بزرگ ایسے ایسے فرشتہ خصلت تھے۔ جنکی نیکیاں ایسی ایسی تھیں ان میں اولوالعزمی کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

خیال تھا۔ اور رحمدلی کا جوش، یہی ہے۔ کہ جہاں انہوں نے قدم رکھا۔ فتح و نصرت نے دوڑ کر استقبال کیا۔ ان کی نیک نیّت ہی کی برکت تھی۔ کہ جن قلعوں کا فتح کرنا ناممکن تھا۔ اُن پر انہوں نے فتح کے پھریرے اُڑائے اور ملک کے ملک سر کئے۔"

آپ کے دورِ حکومت میں آپ کا قبضہ بہت سے مقاموں سے اُٹھ گیا۔ اور چونکہ سلسلہ ظلم و ستم کا جاری ہے۔ اس لئے گمان غالب ہے۔ کہ اور مقامات بھی ہاتھ سے نکل جائینگے۔ آپ کی رعایا لقمۂ مصیبت ہو رہی ہے۔ افلاس اس کو گھیرے ہوئے ہے۔ ملک اُجاڑ ہوتا جا رہا ہے۔ قحطوں کی گرم بازاری ہوتی جاتی ہے۔ جب بادشاہوں اور شاہزادوں کو روپے پیسے کی تنگی ہو تو امیر اور رعایا کس شمار قطار میں ہے۔ آپ کی عملداری میں کیا ہے؟ سپاہ نالاں۔ تاجر پریشان۔ مسلمان برگشتہ خاطر۔ ہندو وغیرہ ایسے کوڑی کوڑی کو محتاج ہو کر نانِ شبینہ کے بھی لالے پڑے رہتے ہیں۔ جو ہے وہ خون کے گھونٹ پی پی کر ہاتھوں سے سر پیٹتا ہے۔ جو بادشاہ ایسی فقر و فاقہ سے تنگ اور خستہ حال رعایا پر ایک بھاری محصول کا بوجھ لادے اسکی سلطنت کو قیام کہاں۔ پورب سے پچھم تک جہاں سنتے ہیں یہی خبر سنائی دیتی ہے۔ کہ شہنشاہ ہندوستان نے دلی حسد سے عابدوں، برہمنوں جوگیوں سنیاسیوں اور بیراگیوں پر زبردستی سے جزیہ لگایا جو بڑے تشدد سے وصول کیا جا رہا ہے۔ وہ خاندان تیموریہ کی عزت نظر انداز کر کے غریب عابدان گوشہ نشین کو اپنی شاہی طاقت سے کچلنے پر آمادہ ہے اگر آپ کا قرآن مجید پر ایمان ہے۔ تو آپ کلام الٰہی دیکھ جائے۔ اس میں خدائے پاک نے اپنے آپکو رب المسلمین نہیں لکھا ہے۔ بلکہ رب العالمین۔ اس کے نزدیک مسلمان اور ہندو دونوں برابر ہیں۔ رنگ و صورت کا اختلاف صانع قدرت کی صنعت ہے۔ اس میں چوں چراں کو دخل نہیں۔ سب کا خدا ایک ہے۔

مسجدوں میں جس کے نام کی اذان دیجاتی ہے مندروں میں اُسی کے نام کے گھنٹے گھڑیال بجتے ہیں۔ دوسرے مذاہب و رسومات میں دست اندازی کرنا مرضیٔ الٰہی کے خلاف ہے۔ جو شخص ایسا کرتا ہے۔ گویا مصوّر کے نقش و نگار کو بگاڑتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ آپ کا ہندوؤں پر جزیہ قائم محض خلاف اور دانائی سے بعید ہے۔ ایسے محصول سے ہندوستان برباد اور رعایا ہلاکت زدہ ہو جائے گی۔ اس کے سوا یہ محض ایجاد بندہ ہے۔ اُصول ہندوستان کے منافی۔ بالغرض اپنے عقیدہ مذہبی سے اس قسم کی جبر ستانی منظور ہوئی ہو تو مقتضائے انصاف یہ ہے۔ کہ پہلے رام سنگھ سے جزیہ وصول کیجئے جو ہندوستان کا سرغنہ ہے۔ بعدہٗ اپنے خیر خواہ سے مانگئے۔ دونوں خدمتگذاری کو حاضر ہیں۔ ان سے وصول جزیہ میں کوئی مشکل پیش نہ ہوگی۔ مگر چیونٹیوں اور مکھیوں کی ننھی سی جانوں کو ایذا دینا داخلِ انسانیت نہیں۔ جو صاحب ہمّت و طاقت ہیں وہ غریب آزاری کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ وزرائے و مشیران سلطنت نے آپ کو ذرا بھی فہمائش نہ کی۔ کہ عزّت شاہی پر دھبہ نہ لگایئے۔"

"مہارانا راج سنگھ"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اوم

ویر شیواجی

ماخوذ

مہارانی جیجا بائی کی کوکھ سے شیواجی کا جنم ہوا۔ جنم سے شور ویر شیواجی بالکوں کے ساتھ انکی ٹکڑیاں بنا کر یدھ کا کھیل کھیلا کرتے۔ ویر ماتا نے پرانوں کی کتھائیں اور ان کے سسودیا ونش کے ویروں کی گاتھا سنا کر ان کے حوصلے بڑھائے۔ دادا جی کونڈ دیو جیسے نیتی کے پرم گیانی اور شور ویر سے انہوں نے شستر شکشا پراپت کی اور سوامی رام داس سمرتھ جیسے مہاپرش کے ہاتھوں انکھے چھپایا انہیں پراپت ہو گئی۔ دیش پر، دھرم پر، گئوں پر، برہمنوں پر، مندروں پر، ستی ناریوں پر اور اسہائے جنتا پر، بدیشی شاسک اندھا دھند اتیاچار کر رہے تھے۔ شیواجی کا ویر ہردیہ انکی دکھ بھری پکار کو سن کر بے چین ہو اٹھا۔ وہ اپنے بچپن سے مہابلی شور ویروں کے نیتا بن گئے۔ اور دھرم اور سنسکرتی، سادھوؤں اور برہمنوں گئوں اور ابلاؤں کی رکشا کے لئے بھوانی کی شرن لی۔

شیواجی کے پتا شاہ جی بیجاپور کے نواب کے درباری سامنت تھے لیکن شور شیواجی انیائی بدیشی نواب کو مستک جھکا دیں یہ کسی طرح ممکن ہی نہ تھا۔

شیواجی نے نواب بیجاپور کے قلعوں پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ شاہ جی کو نواب نے قید کر لیا۔ راج نیتی کے انوسار شیواجی نے سیدھی دلی سے خط و کتابت کی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہجہاں نے شاہ جی کو اپنا سامنت مان لیا۔ بیجاپور کے نواب میں اتنا دم نہیں تھا کہ دلی دربار کے سامنت کو قید رکھ سکتا۔

افضل خاں۔ بیجاپور کے نواب کا سپہ سالار افضل خاں بہت بڑی فوج لے کر یدھ کرنے کیلئے بڑھ آیا۔ مکاری سے اس نے صلح کی بات کرنے کے لئے شیواجی کو بلوایا۔ طے پایا کہ دونوں اکیلے ایک خیمے میں بات چیت کریں گے۔ افضل خاں نے شیواجی کے قریب آتے ہی تلوار اٹھائی۔ شیواجی اسودھ نہیں تھے۔ وہ اپنے شترؤں کے وشواس گھات کی چالوں کو خوب اچھی طرح سمجھتے تھے۔ ان کے ہاتھ کے بگھ نکھے (شیر پنجہ) نے افضل خاں کی کوکھ پھاڑ ڈالی۔ بن میں چھپے مرہٹہ سینک ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے نواب کے سینکوں کے ٹکڑے کر دیئے۔ ہار مان کر بیجاپور کے نواب کو صلح کرنی پڑی۔

اس کے بعد شیواجی نے مغلوں کے قلعے فتح کرنے شروع کر دیئے۔ تب تک اورنگ زیب اپنے باپ شاہجہاں کو قید کر کے اور تمام بھائیوں بھتیجوں اور دوسرے قریبی رشتہ داروں کو انتہائی بے رحمی سے ہلاک کر کے دلی کے تاج و تخت پر قبضہ کر چکے تھے اس نے اپنے ماموں شائستہ خاں کو بہت بڑا لشکر دے کر شیواجی سے جنگ کرنے کیلئے بھیجا۔ مرہٹوں نے پونہ میں اس کی چھاؤنی میں گھس کر ہلہ بول دیا۔ شائستہ خاں کھڑکی میں بیٹھا تھا۔ شیواجی کو آتے دیکھ کر وہ محل کے اندر کی طرف بھاگنے کے لئے کھڑکی سے کودا پھر بھی شیواجی کی تلوار کھڑکی کی چوکھٹ چیر کر اس کے ہاتھ پر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پڑی اور اس کی چار اُنگلیاں کٹ گئیں"۔

اس کے بعد شیواجی سے لڑنے کے لئے اورنگ زیب نے اپنے بیٹے شہزادہ معظّم اور راجہ جے سنگھ کو دکشن میں بھیجا۔

ہندو۔ ہندوؤں سے لڑکر کٹ مریں اورنگ زیب کی ہی نہیں۔ اکبر سے لے کر سب مغل بادشاہ ہندوؤں کو ہی ہندوؤں سے لڑا کر کشتری جاتی کے بل پراکرم کو نشٹ کرتے رہے تھے۔ مہاراج شیواجی کو یہ اچھا نہیں لگا۔ سیناپتی جے سنگھ کی صلاح سے شیواجی دلّی جانے کو تیار ہو گئے۔ وہاں اورنگ زیب نے ان کا اُچت آدر اور ستکار نہیں کیا۔

دربار میں پہنچنے پر شیواجی کو بڑا کرودھ آیا۔ اورنگ زیب نے اُنہیں قید کر لیا۔ لیکن کوشل سے وہ نکل آئے۔ مہاراشٹر واپس لوٹنے پر رائے گڑھ کے قلعہ میں سنہ ۱۶۷۴ء میں مہاراج شیواجی کا راج تلک ہوا۔ نواب بیجاپور نے کچھ اضلاع دیکر شیواجی سے صلح کر لی۔"

مسلمان مورّخ خفی خاں نے لکھا ہے۔ کہ شیواجی نے کبھی کسی مسجد، قرآن یا کسی دوسرے مذہب کو ماننے والی عورت کی کسی طرح سے بھی بے عزّتی برداشت نہ کی۔ اس معاملہ میں سرداروں۔ سینکوں کو انکے احکام بڑے سخت تھے۔ اگر قرآن شریف کی کوئی جلد کبھی انہیں ملتی تو اُسے وہ بڑے احترام سے کسی مسجد میں بھجوا دیتے تھے۔"

چھترپتی شیواجی کا ناری سمّان

شیواجی کے دربار میں ایک انتہائی سُندر مسلم شہزادی لائی گئی اُنہوں نے پہلے اسے غور سے دیکھا۔ پھر بولے: اگر میری ماں بھی اتنی سُندر ہوتی تو میں بدصورت نہ ہوتا"۔ شیواجی نے حکم دیا کہ اس شہزادی کو سورکشت اپنے باپ کے پاس پہنچا دو۔

دھارمک کتب جو دفتر رسالہ اوم دہلی ۶ سے مل سکتی ہیں!

علم الروح ۲/= روپئے۔ گوبند پرکاش ہندی 4/50۔ وویک چوڑامنی اردو 3/= روپئے گیتا چار حصّوں میں" از بخشی ترسگھداس جی 4/= روپئے۔ کلام مضطر 50 پیسے۔ پرمانند کی پراچی 75 پیسے انوبھوتی پرکاش ہندی مصنفہ سنت ہری سنگھ جی ۹ نو روپئے۔ حقیقی آنند کا راستہ جیمز ایلن ۲/= روپئے۔ اے مسلم بھائی اردو از جاولہ صاحب۔ پریت سنیہے از جاولہ صاحب 60 پیسے من جیتے جگ جیت ہندی ۲/= روپئے آدرش پریوار ہندی 4/= روپئے۔ آدرش مانو ہندی 3/= روپئے۔ روحانی اشارے 2/= ساعتیں کے سنو سوخیال ۲/= ہنو پوران اردو 5/= روپئے۔ گرڈ پوران اردو 2/= روپئے۔ ایکادشی مہاتم اردو ۲/= روپئے۔ گھر کا ڈاکٹر ۲/= روپئے شریمد بھاگوت اردو مکمل 18/= روپئے۔ یوگ واشسٹ سار اردو 4/= روپئے۔ برہمچریہ ڈر 75 پیسے۔ لنڈن یاترا 50 پیسے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

چھترپتی شِوراج

(کوی لوکناتھ دِل (خوشاب نواسی))

(۱)

داداکونڈ دیو نے آپ کو خوب پڑھایا
بچپن میں ہی شہسوار تھا تمہیں بنایا
بھالا کھنڈا کھڑک چلانا خوب سکھایا
بچپن میں ہی اننگ اننگ پر جوبن چھایا
سچے ہندو یودھا ویروں کے سرتاج
لوہ پرش تیجسوی، چھترپتی شِوراج

(۲)

ماتا جیجا بائی نے تھا دودھ پلایا
لوریاں دیکر سنگھنی نے تھا سنگھ بنایا
شری رام کا سُندر پورشارتھ سکھلایا
شری کرشن کی نیتی سے پریچے کروایا
سچے ہندو یودھا ویروں کے سرتاج
لوہ پرش تیجسوی، چھترپتی شِوراج

(۳)

بھارت ماں کے پرتبھا شالی پتر پیارے
مہاراشٹر کے آبھوشن "اُتم" اُجیارے
ہر اک دیش دروہی کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر للکارے
شترؤں کیلئے بنے جلتے انگارے
سچے ہندو یودھا، ویروں کے سرتاج
لوہ پرش، تیجسوی، چھترپتی شِوراج

(۴)

ہندو راشٹر کے نرماتا، ویر مہان
نو سا ہس کی سُندر پرتیما شکتیمان
سمجھے تم قرآن کو رامائن کے سمان
مسجد کا مندر کی طرح کیا سمان
سچے ہندو یودھا، ویروں کے سرتاج
لوہ پرش تیجسوی چھترپتی شِوراج

(۵)

ہندو سنسکرتی کے اے دِل! امر پجاری
دھرم کی مورتی، پرم اُتساہی، دیش ہتکاری
بہن اور ماں کے سمان سمجھی پَر ناری
اتی پرشارتھی، گو براہمن رکھشا دھاری
سچے ہندو یودھا، ویروں کے سرتاج
لوہ پرش تیجسوی، چھترپتی شِوراج

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اوم

نربھے بالک

از کوی لوکناتھ نرآل دہلی،،

شاہ جی کی اچھا ہوتی تھی بیجاپور کے دربار میں ہی
بیٹا بھی نوکر ہو جائے اک دن دربار میں لے آئے
آیو تو آٹھ ورش کی تھی اِس ننھے منھے بالک کی
پر گورو ہندو جاتی کا تھا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا
دربار میں تن کر کھڑا رہا اپنی دڑھتا پر اڑا رہا
شاہ جی کے سمجھانے پر بھی نہیں اِس کے کان پہ جوں رینگی
دیکھا نواب نے جب اک پل اس کے ماتھے پر تھے ننو بل
شاہ جی نے بہت روکا بالک پر گرج کے بول اُٹھا بالک

میں ہنس ہوں مان سروور کا میں برکھش ہوں اونچے امبر کا
ہوں شکھر ہمالیہ کا اونچا میں کلس ہوں مانو مندر کا
سب نے بالک کے بول سنتے اسکی بولی پر چکت ہوئے
آیا نواب میں کرودھ ابھر پر جھکا نہیں نربھے نڈر
شاہ جی بولے کہ شما کردو بچے کی بات پہ دھیان نہ دو
تب آگیا ہوئی گھر جانے کی تھی وہی ادا لوٹ آنے کی

گھر آکر شاہ جی نے ڈانٹا تو بالک نے چپکے سے کہا
جب آپ مجھے پہچانتے ہیں یہ بھلی پرکار سے جانتے ہیں
اک تلسی بھوانی مانتا ہوں سر وہیں جھکانا جانتا ہوں
پھر میں نواب کو کیا جانوں اس رعب داب کو کیا جانوں
شاہ جی سن سن کر چکت ہوئے اور ایک شبد بھی کہہ نہ سکے

بچپن سے ہی سنکلپ کیا
ہندو سنسکرتی کی رکھشا کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نواب اور شوراج

(از کوی لوکناتھ دِلؔ دہلی)

اب آیو بارہ ورش کی بھئی
سامنے ہی گھٹنا ایک گھٹی
بیجاپور کے اس مارگ پر
نکلا قصائی گائے لے کر
ڈنڈے سے پیٹتا جاتا تھا
رسّی سے گھسیٹتا جاتا تھا
ننگی تلوار چمکتی تھی
تلوار کی دھار چمکتی تھی

پر روکنے والا کوئی نہ تھا
اور ٹوکنے والا کوئی نہ تھا
ہندوؤں کی پیش نہ چلتی تھی
ہندوؤں کی دال نہ گلتی تھی
بالک یہ آ سے للکار اُٹھا
کالا وِشدھر پھنکار اُٹھا
تلوار سنبھالی بالک نے
گائے چھڑائی بالک نے

پر اُس کا سر بھی کاٹ دیا
تب کہیں سُکھ کا سانس لیا
پہنچ گئی وہاں پر ہاہا کار
دربار میں پہنچا سماچار
آویش میں جونہی نواب آئے
تو شاہ جی من میں گھبرائے
بولے بالک کو سمجھا دو
اِس راج سے اِسے نکلوا دو

آ گیا پر پھول چڑھائے گئے
شِوُنیر میں پھر بھجوائے گئے
پر ایسا بھی اِک دن آیا
جب ہندو راشٹر چمک پایا
جب مہاراج شِوراج بنے
شِوراج سویم مہاراج بنے

اِک دِن نواب نے بلوایا
ہر دیہ سے نمنترن بھجوایا
سب راج مارگ سجوایا گیا
پھولوں سے لِسے لدوایا گیا
ہندو سمراٹ کے ناطے سے
جب یہ نرپ گھوڑے سے اُترے

تو لیا نواب نے ہاتھ مِلا
اے دِلؔ! ساز دستکار کیا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اوم اوم

ننھے ننھے امر شہید

از قلم شری ہری چند خوشدل ایم اے آریہ ہائر سکنڈری سکول لدھیانہ

پیام زندگی ہے شہیدوں کی داستاں خوشدل
مُردہ دلوں کے واسطے آبِ حیات ہے

ہندوستان کی سرزمین پر ہزاروں برس غیر ملکی حملہ آور مذہبی جوش اور تعصب میں اندھے ہوکر ہندوستان کی دولت لوٹنے. اپنے مذہب کی اشاعت اور ہندو دھرم کے تہذیب و تمدن اور ساہتیہ کو ختم کرنے کے لئے بار بار لشکر جرار کے ساتھ آتے رہے. انہوں نے ہندو دھرم کو نیست و نابود کرنے کے لئے جتنی کوششیں کیں، سب بیکار گئیں. ہندو دھرم زندہ رہا. زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا. کیونکہ ع

کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن دورِ زماں ہمارا

ہندو دھرم کی عظمت قائم رکھنے کا سہرا جہاں اُن پنڈتوں کے سر پر ہے جنہوں نے دھارمک گرنتھوں کو کنٹھ کیا (یاد رکھا) اور اپنی اولاد کو بھی یاد کراتے چلے گئے جس سے ہمارے بہت سے دھارمک گرنتھوں کے نشٹ ہوجانے کے باوجود ہمارا دھارمک ورثہ بہت حد تک محفوظ رہا. وہاں ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ ہمارے تہوار، میلے، بزرگوں کی یادگاریں، کتھائیں، کیرتن، جلسے جلوس، بزرگانِ وطن، شہیدانِ وطن، محبانِ وطن، خدمت گارانِ وطن کی عظمت اور قربانیوں کی یاد ایک نسل سے دوسری نسل تک انادی کال یعنی آغازِ دنیا سے ابتک قائم رکھے ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ دنیا رہنے تک برابر چلتا رہیگا.

ایک اور ضروری بات جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ ہندو دھرم کو اس بات پر بجا طور پر فخر حاصل ہے کہ اسکی حفاظت اُدھار اور سُدھار کے لئے سمے سمے پر اب تک بھگوان کے 24 اوتار ہوئے. ہزاروں سادھو سنت اور مہاتما سُدھارک برابر اپنے اپنے عقیدے اور خیالات کے مطابق سردھڑ کی بازی لگا کر اپنے کام میں ڈٹے رہے. مصائب نے اُنکے قدم اور بھی مضبوط کر دیئے. انہوں نے ببانگ دہل اعلان کیا. ؎

مصائب سے اُلجھ کر مسکرانا مجھکو آتا ہے
مجھے ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا

اور یہ گورو مہاراج کا واکیہ اُنکے مشعلِ راہ رہا. ع

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

"جس مرنے سے جگ ڈرے میرے من آنند ۔۔ مرنے سے ہی پایئے پورن پرمانند
جے تینوں پریم کھیلن دا چاؤ ۔۔۔۔ سر دھر تلی گلی میری آؤ "

بابا دیپ سنگھ نے اپنا سر کٹ جاتے پر کٹے ہوئے سر کو ایک ہتھیلی پر رکھا اور دوسرے میں تلوار چلاتے ہوئے گوردوارہ امرتسر کی ڈیوڑھی تک پہونچ کر اپنے پرن کو پورا کیا۔ تاریخ ہند ہی تو کیا تاریخ عالم میں بھی اس جیسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ جس میں سر کٹ جانے کے بعد بھی کوئی شخص چلتا پھرتا بلکہ تلوار چلاتا ہوا اس طرح تکمیل مقصد کے لئے منزل پر پہنچا ہو۔

ہندوستان کی تاریخ شہیدانِ وطن اور دھرم کی بے نظیر قربانیوں کے سنہری تذکروں سے بھرپور ہے۔ مضمون کی طوالت کے خوف سے میں گورو ارجن دیو۔ گورو تیغ بہادر۔ بھائی منی داس اور ان جیسے دھرماتماؤں کی دھرم کے لئے عظیم الشان۔ قابل فخر۔ قابل تقلید قربانیوں کا تذکرہ کرنے سے اس وقت قاصر ہوں۔ مگر یہ لکھتے ہوئے مجھے اپنے ہندوؤں پر بجا طور پر فخر محسوس ہونے لگتا ہے کہ بڑی بڑی عمر کے دھرم پر ہنستے کھیلتے ہوئے شہید ہونے والے بزرگوں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں تک نے بھی زر و مال شان و شوکت اور جاہ و حشمت کی پیشکش کو پائے حقارت سے ٹھکرا کر اپنے دھرم کے لئے جان تک قربان کر دی۔

بشر جو دھرم کو ہر چیز سے افضل سمجھتے ہیں ۔ سدا بے خوف رہ کر جان کی پرواہ نہیں کرتے
ہٹا سکتا نہیں کوئی انہیں راہ صداقت سے ۔ امر ہے آتما جب جسم کی چنتا نہیں کرتے

تاریخ انگلستان میں ایک بالک کیسا بیانکا، کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس کے باپ نے اسے یہ ہدایت کی تھی کہ اسکی اجازت کے بغیر وہ تختۂ جہاز سے نہیں اتریگا۔ جہاز کو آگ لگ گئی باپ موت کا شکار ہو چکا ہے اور بیٹا باپ کی موت سے بے خبر۔ باپ کی اجازت کا منتظر رہتا ہے۔ اجازت دینے والا نہ رہا تو اجازت کہاں سے ملتی۔ آخرش او رآگیا کاری بیٹا اجازت کی امید پر آتش زدہ جہاز کے شعلوں کی نذر ہو کر اپنا نام امر کر گیا۔ یہ ایک قابل تقلید مثال ہے ان نوجوان دوستوں کے لئے جو برملا یہ کہتے ہیں۔ ؎

شیخ سے استاد سے ماں باپ سے کیا ہمکو کام ۔ ڈاکٹر جنوا گئے تعلیم دی سرکار نے

ہماری بدقسمتی ہے کہ آزاد بھارت میں بھی انگریزی کے قدر دان مغربی تہذیب کے دلدادہ کچھ نوجوان ایسی کتابیں اور رسالے پڑھتے ہیں جو انہیں راہ راست سے ہٹا کر غلط راہ پر لگا دیتے ہیں۔ بقول اکبر الہ آبادی۔ ؎

ہم ایسی سب کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں ۔ جنہیں پڑھ پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں؛

تاریخ انگلستان میں ایک کیسا بیانکا کا ہی تذکرہ ہے ہمارے اتہاس میں ہزاروں ایسے چھوٹے چھوٹے بچوں کی داستانیں ملتی ہیں جنہوں نے دھرم کی رکھشا کے لئے جان دیکر بھی بھگوان کے چرنوں میں سر جھکا کر ہنستے ہنستے یہ کہا۔ ؎

تیرا بھاناں میٹھا لاگے "

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آیئے آج کی صحبت دسم گورو۔ دشمیش۔ کلغی دھر
سوا لاکھ سے ایک لڑاؤں چڑیوں سے باز مراؤں۔ کا امر سندیش
دینے والے۔ عالم باعمل سنت سپاہی کے ویر سپوت ننھے شہیدوں کی عظیم الشان بے مثال اور
بینظیر شہادت کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں۔

گورو تیغ بہادر نے کشمیری ہندوؤں سے جب یہ کہا کہ ہندو دھرم کی رکھشا کے لئے کسی مہان پرش
کی قربانی کی ضرورت ہے۔ تو ننھے بالک گوبند رائے (گورو گوبند سنگھ) نے فرمایا پتاجی۔ اس نیک کام کیلئے
آپ سے بڑھکر مہان پرش اس وقت اور کون ہے؟ گورو تیغ بہادر کو حیرت انگیز مسرت ہوئی۔ اور یقین ہو گیا کہ میری شہادت
کے بعد میرا سپوت دھرم کی جیوتی سدا جلائے رکھیگا۔

ہندو دھرم کی رکھشا کے لئے گورو گوبند سنگھ نے جو تکالیف اٹھائیں جو قربانیاں دیں اُنکی یاد سے ہمارا سر فخر
سے اونچا ہو جاتا ہے۔ اُنکے دو بیٹے میدان جنگ میں جام شہادت نوش کرکے امر پدوی کو پا گئے اور دوسرے دو بیٹوں جو
جوجھار سنگھ اور فتح سنگھ کو سرہند کی دیواروں میں زندہ چنوا کر سرہند کے صوبیدار وزیر خاں نے شہادت
کا درجہ عطا کیا۔،،

نمبر ۱ جوجھار سنگھ کا جنم سنہ ۱۶۹۷ء میں اور فتح سنگھ کا جنم سنہ ۱۶۹۹ء میں ہوا۔ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۷۰۴ء میں جب حالات
سے مجبور ہو کر اُنہیں اپنی دادی ماتا گوجری کے ساتھ آنندپور کے قلعہ سے باہر نکلنا پڑا تو اُس وقت اُن بچوں کی عمر بالترتیب
سات اور پانچ سال کی تھی۔

خوفناک سردی میں تین آدمیوں کا یہ قافلہ سفر پر روانہ ہوا۔ راستہ میں اُس گنگو براہمن کا گھر پڑتا تھا۔ جو کبھی گورو صاحب
کے لنگر کا ملازم رہ چکا تھا۔ گنگو نے اُنہیں اپنے گھر میں رہنے کی دعوت دی۔ جو بخوشی قبول کر لی گئی۔ ماتا گوجری کے
پاس زر و جواہرات کی ایک چھوٹی سی گٹھڑی تھی جسے اس بدنیت اور لالچی گنگو نے ماتاجی کی غیر حاضری میں چرا کر
کہیں چھپا دیا۔ اور جب ماتاجی نے اُس سے اس کے بارے میں کچھ دریافت کرنا چاہا تو بجائے اس کے کہ وہ نمک حرام
اپنی کرتوت پر نادم ہوتا اُلٹا اُنکی جان کا دشمن بن بیٹھا۔ اُسنے کھیڑی گاؤں کے چودھری اور پھر مورنڈا کے تحصیلدار کو
گورو گوبند سنگھ صاحب کے صاحبزادوں کی اپنے گھر میں موجودگی کی اطلاع دیکر بچوں اور اُنکی دادی کو گرفتار
کرا دیا۔ اُنہیں ایک اونچے مینار میں قید کر دیا گیا۔ وہاں سے دونوں صاحبزادوں کو گرفتار کرکے سرہند کے صوبیدار
وزیر خاں کے سامنے پیش کیا گیا۔ جہاں صوبیدار نے اُن بچوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ جس کو دیر باپ کے ویر
سپوتوں نے ٹھکرا دیا۔ کوئی لالچ کوئی دھمکی کوئی خوف بلکہ اسلام قبول کرنے کی صورت میں جان بخشی کا وعدہ بھی
اُنہیں شوقِ شہادت سے باز نہ رکھ سکا۔ شیر محمد خاں نواب مالیر کوٹلہ نے انسانیت کے ناطے اور بچوں کی کم سنی کو مدنظر
رکھتے ہوئے اُنکی جان بخشی کی التجا کی۔ ممکن ہے صوبیدار نواب صاحب کی سفارش منظور کر لیتا لیکن۔ سہ
"اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے،، گنگا ۱-۲-۳ مرجبیا نمکدار اور دھرم دروہی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

صوبیدار کا بچہ سچا نند بیچ میں ہی بول اُٹھا: "سانپ کا بچہ سانپ ہی ہوتا ہے" اُس کے اس فقرہ نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ شیر محمد کی سفارش بیکار گئی۔ صوبیدار کا حکم ہوا "ان کو زندہ دیواروں میں چُن دیا جائے۔" ایک غلزئی پٹھان اس حکم کی تعمیل کے لئے آیا۔ اس نے بھی بچوں کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی مگر وہ تو زبانِ حال سے یہ کہہ رہے تھے۔ ؎

ڈراتا موت سے کیا ہے امر ہے آتما میری
اسے کاٹے، اسے چھیدے کہاں ہے تیر کی طاقت

مٹائے اس کو ایسی ہے کہاں شمشیر کی طاقت۔ (گیتا ادھیائے نمبر ۲۳)

नैनं छिन्दन्ति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः ॥

شاید وہ یہ کہہ رہے تھے۔ ؎

اُنہیں یہ شوق ہے دیکھیں نئی طرز جفا کیا ہے
ہمیں یہ شوق ہے دیکھیں ستم کی انتہا کیا ہے

بہادر باپ کے بہادر بیٹے اپنے دھرم پر ہنستے ہنستے قربان ہو گئے۔ امر ننھے شہید۔ تاریخ عالم میں ایسی کوئی مثال تلاش کرنے پر بھی نہیں مل سکتی جب 7 اور 5 برس کی عمر کے چھوٹے چھوٹے بچوں نے اپنے دھرم کی رکھشا کے لئے مردانہ وار، خنداں و شاداں موت کو لبیک کہا ہو۔

"ننھے شہید کس کے سپوت تھے؟" گورو گوبند سنگھ کے، یُگ پُرش کے جنکی عظمت و قربانی کا سارا عالم معترف ہے۔۔۔۔ ننھے ننھے بچو نکی یہ جرأت یہ دلیری یہ حوصلہ۔۔۔ کمال ہے کمال ہے۔ آفریں صد آفریں۔ کاش سکولوں اور کالجوں میں تاریخ کے نصاب میں ایسے ویر پرشوں کی داستانوں کو پوری طرح اور تفصیل سے شائع کر کے بچوں کو بلند خیالات کی طرف مائل کیا جاتا۔

گورو گوبند سنگھ کا ایک بھگت ٹوڈر مل اشرفیوں سے بھری تھیلی لے کر صاحبزادوں کو چھڑانے کے لئے پوری رفتار سے آیا۔ مگر وائے حسرت۔ تب تک تو سارا کھیل ہی ختم ہو چکا تھا۔ اب کیا ہو سکتا تھا۔ ننھے شہید ویر گتی اور امر پدوی کو پا چکے تھے۔

گورو صاحب کا ایک پریمی کلا چودھری تھا۔ اُس کا ایک خاص قاصد گورو صاحب کے پاس بچوں کی شہادت کی خبر لایا۔ گورو صاحب بڑی متانت اور سنجیدگی سے سب کچھ سُن رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ ایک اوزار سے پودوں کی جڑوں کو کھود رہے تھے۔ جب قاصد اپنی داستان ختم کر چکا۔ تو گورو صاحب نے فرمایا۔ "ہم نے ترکوں کی جڑیں کھود دی ہیں" اور تاریخ کے طالب علم یہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ سنہ ۱۷۰۷ء میں جب مغل بادشاہ اورنگ زیب اس دُنیا سے رخصت ہوا عظیم مغلیہ سلطنت کی جڑیں ہل چکی تھیں۔

نوٹ:- گورو صاحب کے صاحبزادوں کی شہادت کی داستان کے واقعات کے لئے راقم الحروف نے روزنامہ "ملاپ" نئی دہلی کے ایڈیٹر شری "رنبیر" کی تصنیف "ہیم کنٹ کا مسافر" "یُگ پرش کی جیون کہانی"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مطبوعہ پبلیکیشن سب کمیٹی. گوبند سنگھ. فاونڈیشن بارہ دری پیلیس. پٹیالہ سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ زبیر صاحب نے لگ بھگ 21 کتابوں کے مطالعہ کے بعد یہ کتاب تحریر کی ہے. ملاحظہ ہوں. صفحات 245 سے 250 تک۔ شہادت کے اصل واقعات وہاں سے اخذ کئے گئے ہیں. تحریر راقم المحروف کی ہے۔

۲. اوم کے معزز ایڈیٹر شری گورکھ ناتھ جی نندہ کی خاص فرمائش پر یہ مضمون ناظرین اوم کے لئے خاص طور پر تحریر کیا گیا ہے. لگ بھگ دو سال تک ناخوشگوار اور صبر آزما حالات کیوجہ سے اوم کی محفل سے بغیر حاضر رہا. مالک کی دیا سے چاروں طرف سے آنیوالے طوفان سے اب بچ نکلا ہوں اور اب اپنے ناظرین کی خدمت کے لئے وقتاً فوقتاً "محفل اوم" میں شامل ہوتا رہوں گا. میرے جن مہربانوں نے بذریعہ ڈاک یا ملاقات کر کے میرے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا اُن سے حوصلہ پا کر میں خوفناک حالات کا سامنا کرنے کے قابل ہو سکا. میں اپنے تمام کرم فرماؤں کا تہ دل سے ممنون ہوں. بھگوان کریں. مہاپرشوں کے جیون کی مثالیں. اور سجنوں کی دُعا مجھے تاحیات نیک اور کلیان کاری مارگ پر چلاتے رہیں. یہی زندگی کی ایک بڑی خواہش باقی رہ گئی ہے. اب تو جس حال میں رکھے اُسی حال میں خوش ہیں. ناخُدا جن کا نہو اُنکا خُدا ہوتا ہے۔ .. پربھو آشرت خوشدل سونی پتی ..

اوم

دھرم کو امر تو پردان کرنیوالی آتما۔

برہم گیانی مہاتما بندہ ویر ویراگی کا بلیدان

از قلم شری جی۔ ایم تالواڑ "

لاہور کے نواب کی سینا چھ ہزار سے زیادہ تھی. دہلی سے فرخ سیر نے تیس ہزار مغل فوج اور بھیجدی. اس کے علاوہ لاہور کے مذہبی دیوانے بھی بیس ہزار کی سنکھیا میں بندہ بیر بیراگی کے خلاف اکٹھے ہو گئے. اس طرح پچپن ہزار سے زیادہ سینا نوہ لگا رہی تھی. اُدھر مہاتما بندہ کے ساتھ دھرم پر پران دینے والوں کی کل تعداد دس ہزار ہی تھی جب مسلم سینا نے ویر بیراگی کے جھنڈے کو لاہور کی طرف آتے دیکھا تو وہ ٹڈی دل کی تین طرف سے بیراگی کی سینا کو گھیرنے کے لئے آگے بڑھی مہاتما بندہ نے 'جے دھرم کی' کہتے ہوئے کئی بان چھوڑے جس سے دشمن کے سینکڑوں سپاہی لوٹ پوٹ ہو گئے وہ آگے بڑھنا ہی چاہتے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ سکھ سینک ایک طرف سے ہندو فوج پر تیروں کی ورشا کر رہے ہیں. بندہ نے گھوڑا روک کر اپنے بھگتوں سے کہا: "ویرو، لوٹ چلو! اب ہماری وجے نہیں ہوگی. ہمارے گھر میں پھوٹ پڑ گئی ہے. ہندو جاتی کا بھاگیہ پھوٹ گیا ہے. اب پران دیکر بھی ہم ہندوؤں کی رکھشا نہیں کر سکتے. لوٹ چلو! "

وہ واپس ہو پڑے. ایک ہزار سکھ بھی اُنکے ساتھ تھے. سبھی گورداسپور پہنچے مہاتما بندہ اُن ویروں کے ساتھ گورداسپور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کے قلعے میں داخل ہوئے۔ قلعے کے پھاٹک بند کر دیئے گئے۔ مغل فوج نے جلدی ہی آ کر اس قلعہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ پورے ایک برس تک شستر و سینا نے قلعے کو گھیرے رکھا۔ اس بیچ میں گھاس کم ہو جانے سے گھوڑے مر چکے تھے۔ اناج کے بغیر اُن کے تین سو بھگت دو مہینے سے بھوکے تھے۔ اُنکی ہڈیاں نکل آئی تھیں۔

مہاتما بندا نے بھوجن سامگری کے ختم ہونے کے دس دن پہلے سے ہی خود بھوجن کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اس طرح وہ ستر دن سے برت کر رہے تھے اُن کا شریر پیلا پڑ گیا تھا۔ چلنے پھرنے کی شکتی نہ رہی تھی پھر بھی انہوں نے مسلمانوں کے آدھین ہونیکی بنسبت پران دے دینا ہی اچھا سمجھا۔

اچانک مسلم فوج قلعہ توڑ کر اندر گھس گئی۔ ادھر سبھی گرجے۔ جے دھرم کی! لیکن اُنکی تیز آواز تھوڑی ہی دور پہنچکر ختم ہو گئی۔ مسلم سینا کو پاس آتے دیکھکر سب کے سب دھرم ویر دھنش بان اور کرپان لیکر لڑنے کے لئے تیار ہو گئے لیکن ہاتھ پیروں نے کام کرنے سے جواب دیدیا۔ نراشا کے کارن سب کے شستر چھوٹ گئے اور آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ پرماتما کا دھیان کرنے لگے۔

" دیکھتے ہی دیکھتے مسلم سینا نے سات سو دھرم ویروں سمیت مہاتما بندا کو بیڑیاں پہنا دیں اور دہلی کیطرف لے چلے۔ بندا کی پتنی منڈی کی راجکماری اپنے دو سال کے لڑکے کو گود میں لے کر اپنے پتی کے انتم درشن کرنے کیلئے جب دہلی پہنچی تو فرخ سیر نے اس بالک کو چھین لیا۔ پتی درشن تو کیا ہونے تھے اُس ابلا کا بیٹا بھی جاتا رہا۔

فرخ سیر کی آگیا سے پرتی دن ایک سو سکھوں کو بھیڑوں کی کھال پہنا گدھوں پر بٹھا کر دہلی کے بازاروں میں گھمایا جاتا۔ ہندوؤں نے گھروں اور دکانوں کو بند کر کے شوک منایا۔۔ اس طرح دہلی میں گھما کر ان ایک سو ویروں کے مستک کاٹ کر جامع مسجد کے سامنے میدان میں لٹکا دیئے جاتے۔ سات دن تک یہی کاروائی ہوتی رہی۔ "

دہلی سات دنوں میں شمشان ہو گئی۔ ہندو جنتا پر ڈر چھا گیا۔ آٹھویں دن مہاتما بندا کو اُس ستھان پر لایا گیا۔ جہاں سات سو دھرم ویروں کے کٹے ہوئے سر لٹک رہے تھے۔ چاروں طرف بادشاہ کی سینا شستروں کے ساتھ کھڑی کر دی گئی۔

صبح سات بجے قاضی نے مہاتما بندا سے کہا۔ "بندا بہادر، بادشاہ سلامت تم پر خوش ہیں۔ تم بال کٹوا کر مسلمان بن جاؤ۔ اسلام پر ایمان لانے سے بادشاہ تم کو پنجاب کا نواب بنا دیں گے۔"

جواب۔ " تم اپنے بادشاہ سے کہو کہ وہ ہندو دھرم کو سویکار کر لے اور گورو بھگت بن جائے۔ میں اُسے اندر کا راجیہ دلوا دوں گا۔"

یہ شبد سنتے ہی فرخ سیر نے اشارہ کیا جس نے سلگتی بھٹی میں لوہے کے چمٹے ڈالدیئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ لال ہو گئے۔ فرخ سیر کے کہنے پر مہاتما بندا کے کپڑے اُتار دیئے گئے۔ اب گرم چمٹوں سے اس کا مانس نوچا جانے لگا۔ اب فرخ سیر نے مہاتما بندا سے پھر پوچھا۔ کیا مسلمان بن کر زندگی بچانا چاہتے ہو؟ "

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نرودیشاچ راکشش. چُپ ہو جا!"

ہتیارے ایک برتن میں ماس جمع کرتے. اُبلتے ہوئے تیل کے چمچے وہ کٹے ہوئے انگوں پر ڈالتے جا رہے تھے. اس طرح دن کے دس بجے تک شریر کو اُدھیڑ کر تیل ڈالا جاتا رہا. تبھی سے مہاتما کے انگ چڑ چڑ کر کے جلتے اور اُن سے دھواں نکلتا. لیکن مہاتما شانت بھاو سے شری رام کا جاپ کر رہے تھے.

" بندا بہادر، بیشک تم بہادر ہی ہو تمہارے جسم کا سارا گوشت نکالا جا چکا ہے. پھر بھی تم مرتے نہیں ہو. تم نے ایک آنسو بھی نہیں گرایا. کیا تم جادوگر ہو؟"

جواب: "فرخ سیر! اگر تم نے ہندو دھرم کے مہتو کو سمجھ لیا ہوتا. تو تمہیں اچرج نہ ہوتا. تیرے بزرگ اورنگ زیب نے اُن ہندوؤں کو نشٹ کیا تھا جو اپنے دھرم کے گیان سے شونیہ تھے. جو آدمی ویدک شکشا اور گیتا کے اُپدیش کا امرت پی لیتا ہے اُسے مرنے کا ڈر نہیں رہتا."

مہاتما بندا کے ایک ایک شبد کو فرخ سیر شانت ہو کر سنتا رہا. مسلمانوں کی بھیڑ بھی آشچریہ سے دیکھ رہی تھی. اتنے میں قاضی نے آ کر فرخ سیر کے کان میں کچھ کہا. اب اس نے مہاتما بندا کے دو برس کے بالک کو منگوایا. بالک کیا تھا. مانو پورنما کا چاند تھا. اس کا گورا رنگ، سُندر ماتھا، کمل جیسی آنکھیں اور کالے کالے گھنگریلے بال: فرخ سیر نے کہا۔ "بندا بہادر، تم کہتے ہو کہ آتما امر ہے. تو لو اپنے بچے کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو!"

جواب: "کسی نردوش کو مارنے سے آتما کی امرتا کے سدھانت کا کوئی سمبندھ نہیں ہے."

انت میں قاضی کی آگیا سے اُس سُندر بالک کو مار کر اُس کے پوتر خون کے چھینٹے مہاتما بندا کے منہ پر ڈالے گئے. پھر ہاتھی کے پیر سے اُنہیں باندھ کر جانور دوڑایا جانے لگا. مہاتما بندا "وجے دھرم!" کہہ رہے تھے. انت میں ہاتھی نے پیروں سے کچل کر اُن کی ہڈیاں توڑ ڈالیں. ہندو دھرم کو امر تو پردان کرتی ہوئی اُن کی پوتر آتما سورگ سدھار گئی.

(جی. ایم. نلوا) "ماخوذ ہندو ویکلی"

[illegible]

از فلسفہ شری شنکر [illegible] سنتو بھیلی

مجھ پہ میرا عذاب رہے [illegible] کی میری گو خراب رہے

اللہ اللہ یہ نشان جلوۂ حسن [illegible] پردوں میں بے حجاب رہے

حیف صد حیف آکے [illegible] ہوتے [illegible] زندگی میری یوں خراب رہے

[illegible] لاکھوں [illegible] روز محشر نہ کچھ حساب رہے

[illegible] میری نگاہ [illegible] عمر بھر کیوں نہ فیضیاب رہے

[illegible] نہ سوچوں گناہ اور دوں [illegible] کچھ میرے پاس بھی جواب رہے

[illegible] نعمت عظمیٰ [illegible] وہ مقدس میری کتاب رہے

[illegible] پاس اس [illegible] پیش و نشیشہ و شراب رہے

[illegible] کام کر کے [illegible] انتخاب رہے [illegible]

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بندہ بیر بیراگی

(از کوی لوکناتھ دل دہلی)

گوداوری کے ایک کنارے
رہتے تھے جہاں بیر بیراگی
گھاس پھوس کی جھونپڑی ڈال
تھی نج جیون کی ہمجولی
کرتے کند مول پھلاہار
چلتا سمرن جاپ اکھنڈ
کہیں گھومتے نکلے تھے
گورو گوبند سنگھ جی آکر
سکھوں نے اوسر پایا
کھلا دیکھ کے کٹی کا دوار
بیراگی کے نین وشال
کنتو سوئم کو لیا سنبھال
بولے دیکھ کے کٹل نہار
اک نردوش کے لے کر پران
بھرشٹ میری کٹیا کر دی

گورو گوبند سنگھ آج پدھارے
پرم تپسوی اُتم تیاگی
جیون کال رہے تھے ٹال
کیول ایک ہی مالا جھولی
تھا نرمل جل کا آدھار
دُھونی رہتی سدا پرچنڈ
ذرا گھومنے نکلے تھے۔
بیٹھے پاؤں پھیلا کر۔
بکرا پکڑ کے جھٹکایا
بہتی دیکھ کے رکت کی دھار
ایک کا ایک ہو گئے لال
دھیرج کے سانچے میں ڈھال
یہی ہے آپ کا شسٹھاچار
بیٹھ گئے ہو چھاتی تان
ہا ذمالنس سے سب بھر دی

لوہا جب ہوتا ہے گرم
چوٹ سے کر لیتے ہیں نرم

پاکر اوسر گورو گوبند
دیکھ کے پشو کے رکت کی دھار
مانو کٹتے کئی ہزار
ہوتے ہیں ہر سمے اپار

بولے کھل کر گورو گوبند
کرنے لگے ہو ہاہا کار
ان کا کچھ بھی نہیں وچار
گئو براہمن پر اتیاچار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دیکھ دیکھ کے جاتی کا حال — رکت میں آتا نہیں اُبال

کچھ تو بولو دین دیال
جاتی کا کچھ کرو خیال

شکتی مستک کی جاتی — مون ہو گئے بیراگی
بولے گورو گوبند مہاراج — اُترا بھارت ماں کا تاج
تاج آج ہی لے آؤ — ماں کے سر پر پہناؤ
گنگا بھرشٹ ہوئی تو کیا — دیکھو دیش کی دین دشا
لگتی ہے مندروں میں آگ — لٹتا ہے ناری کا سہاگ
دُکھی ہے بھارت کا جن جن — بھرشٹ ہوا اس کا کن کن
ماں کی گود اُجڑتی ہے — بھائی سے بہن بچھڑتی ہے
ہوتے ہیں دن رات کُکرم — ہرتے ہیں لوگوں کے دھرم
گولیاں دیش کے لالوں پر — بچوں کے سر بھالوں پر
تڑپ نہیں اٹھتے من میں؟ — کود نہیں پڑتے رن میں
بیٹھے ہو اُدھروں کو سئے — شانتی کا مدھوپان کئے
ہاتھوں میں مالا کو لئے — ایسے جئے تو خاک جئے
ہرتی ہے ابلا کی لاج — سمے آگیا جاگو آج
رکھ دو جھولی اور مالا — لے لو کھنڈا اور بھالا
پھر تلوار کو چمکاؤ — تیغ کی دھار کو چمکاؤ
لے کر اپنا تیر کمان — کان تلک ڈوری لو تان
اپنی شکتی سوار رکھتا ہے — جن رکھشا پرمارتھ ہے
چھوڑو اپنے گھر کی گھاٹ — دیکھو ماں کا روپ وراٹ
کٹتے ہیں بھگوان کے انگ — انگ ہو رہے ہیں سب بھنگ
ماں کا سندر روپ انوپ — لوٹوں نے کر دیا کروپ
بھارت ماتا کا بندھن — نہیں جھنجھوڑتا آپ کا من ؟
کاٹ کے ہاتھوں سے بندھن — پاؤ پھر سوتنتر جیون
بچوں کو بلوان کرو — نو جیون نرمان کرو
جاتی کا اُتھان کرو — پھر بھگوت گن گان کرو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ویروں کو تیار کرو دیش کا بیڑا پار کرو
اپنی رگوں میں رکت جگاؤ وا منی رگ رگ میں دمکاؤ
اُٹھو اپنا دھرم سنبھالو دھرم کے بل پر مکتی پالو

تب ہوگا اے دِل! کلیان
کہتے ہیں یہ وید پُران

دیکھ ویروں کے اُدھڑے چام ندرا ہوتی نہیں حرام!
لاکھوں گئوئیں کٹتی ہیں لاکھوں چھاتیاں پھٹتی ہیں
لاکھوں سیس اُترتے ہیں رکت کے جھرنے جھرتے ہیں
ان کا دُکھ نہیں ہوتا ان کے لئے نہیں روتا
اس بچرے کے جھٹکے سے لال ہو گئے نین ترے
پہنچا جب جوالا کا تاؤ پھل گئے بیراگی کے گھاؤ

گرج اُٹھا یہ سنگھ مہان
لے کر کھنڈا کھڑک کرپان

نکلا دھوم مچاتا ہوا رکت کی ندی بہاتا ہوا
پرووتوں سے ٹکراتا ہوا نیچا اُنہیں دکھاتا ہوا
ڈنکا سویم بجاتا ہوا چھاونیوں پر چھاتا ہوا
پاپ کو نیچا دکھاتا ہوا دھرم کا دھوج لہراتا ہوا

انتم مکتی پد پایا
نام جگت میں چمکایا

شری دِل صاحب کی مندرجہ ذیل کتب دفتر رسالہ اوم دہلی سے مل سکتی ہیں۔
(1) گورو گوبند کی عظمت۔ قیمت ایک روپیہ۔ (2) پیام کرشن پچاس 50 پیسے۔
(3) سنہری راماین 2½ روپئے۔ (4) سرل ترنگ ہندی دو روپئے۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اوم

دھرم ویر حقیقت رائے کا جیون چرتر

از شری رام رکھا مل گپتا

تقریباً عرصہ سوا دو سو سال کا گذرا ہے کہ سمت ۱۹۹۱ بکرمی میں پنجاب کے مشہور شہر سیالکوٹ میں ایک شخص بھاگ مل پوری کھتری رہتا تھا۔ جو کہ بڑا نیک اور ایشور کا بھگت تھا۔ اسکی دھرم پتنی کوراں بھی بڑی نیک اور ایشور کی بھگت تھی کوراں کی کوکھ اولاد نرینہ سے خالی تھی۔ اور وہ ہر وقت دیوی بھگوتی سے اولاد کے لئے پرارتھنا کیا کرتی تھی آخر کچھ وقت کے بعد ایشور نے اُن کے گھر ایک لڑکا دیا۔ لڑکے کے پیدا ہونے پر بھاگ مل اور اس کے رشتہ داروں نے بہت خوشیاں منائیں۔ اور اس کا نام کرن سنسکار کر کے نام حقیقت رائے رکھا جب وہ بڑا ہوا تو اس کو رواج کے مطابق محلہ کے پنڈت کے پاس سنسکرت و ہندی پڑھنے کے لئے بھیجا گیا۔ کچھ عرصہ تک ہندی پڑھنے کے بعد اس کو فارسی اور اردو پڑھنے کے لئے مکتب میں داخل کرایا گیا۔ کیونکہ اُس زمانے میں سرکاری زبان کے لئے اردو اور فارسی پڑھنا ضروری تھا مکتب عموماً مسجدوں میں ہوا کرتے تھے جس مسجد میں حقیقت رائے پڑھتا تھا وہ مسجد اب تک سیالکوٹ میں موجود ہے۔

حقیقت رائے بڑا ذہین تھا۔ اور اپنا سبق اچھی طرح سے یاد کر لیتا تھا۔ اور سب لڑکوں سے ہوشیار ہونے کی وجہ سے اپنے استاد کا منظور نظر تھا۔ دوسرے مسلمان لڑکے اس وجہ سے اس سے رنجش کرتے تھے۔ ایک دن کرنا خدا کا ایسا ہوا کہ ملاں صاحب (اُستاد) کسی کام کی وجہ سے مسجد سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اور ملاں کی غیر حاضری میں لڑکوں نے خوب شور مچانا شروع کر دیا حقیقت رائے اپنا سبق یاد کرتا رہا۔ وہ ان کے ساتھ شرارتوں میں شامل نہ ہوا۔ مگر مسلمان لڑکے اس کو شرارتوں میں اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ حقیقت ہماری ملاں سے شکایت نہ کر دے۔ اس وجہ سے مسلمان لڑکوں کے ساتھ تکرار ہو گیا اور وہ آپس میں جھگڑنے لگے اور یہ جھگڑا ایک مذہبی صورت اختیار کر گیا۔ اور مسلمان لڑکے چونکہ اپنے آپکو ہندو لڑکوں سے برتر سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے دُرگا بھوانی جس کا کہ وہ حقیقت رائے اپاسک تھا۔ کے برخلاف نازیبا الفاظ استعمال کر کے حقیقت کو نیچا دکھانے کی کوشش کی حقیقت درگا بھوانی کے خلاف نازیبا الفاظ برداشت نہ کر سکا۔ اور اس نے بھی وہ ہی الفاظ حضرت محمد صاحب کی لڑکی کے خلاف استعمال کر دیئے۔

حقیقت کے اِن الفاظ سے مسلمان لڑکے جنکی کہ مسجد میں اکثریت تھی۔ بہت اشتعال میں آ گئے اور حقیقت کو مارنا شروع کر دیا۔ اور جب ملاں صاحب باہر سے واپس آئے تو مسلمان لڑکوں نے مرچ مسالے لگا کر حقیقت کے خلاف طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔ جب ملاں صاحب نے حضرت محمدؐ کی لڑکی کے خلاف نازیبا الفاظ کی بابت سنا تو وہ بھی حقیقت رائے کے خلاف ہو گیا۔ اس کے بعد محلہ کے مسلمان اور ملاّنوں کو اس جھگڑے کا پتہ چلا تو وہ مسجد میں آ گئے اور اس کے خلاف لوگوں کے جذبات کو بھڑکانے لگے۔ آخر اس معاملہ کو شہر کے حاکم اعلیٰ کے پاس لے جایا گیا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جب حقیقت رائے کے پتا بھاگ مل کو پتہ لگا۔ کہ میرا لڑکا حقیقت رائے اس طرح پر مسلمانوں کے پھندے میں آگیا ہے تو وہ بھی شہر کے بہت سے ہندؤں کو لے کر حاکم اعلیٰ کے پاس گیا۔ حاکم شہر نے یہ بات سمجھکر کہ معاملہ بہت سنگین ہے۔ یہ معاملہ شہر کے قاضیوں کے سپرد کر دیا۔ اس زمانے میں قاضی ہی شرع کے مطابق کسی جرم کا فیصلہ کرتے تھے۔ آخر قاضیوں نے فتوےٰ دیا کہ حضرت کی بیٹی کی توہین کی سزا موت ہے اس لئے حقیقت رائے کو قتل کر دیا جائے۔

قاضیوں کا یہ فیصلہ سُن کر بھاگ مل کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ اور بہت پریشان ہُوا۔ اس نے حاکم اعلیٰ کی منت سماجت کی کہ چونکہ لڑکا انجان ہے اور طیش میں آکر اس کے منہ سے ایسے الفاظ نکل گئے ہیں ورنہ اس کی کوئی منشا حضرت کی بیٹی کی توہین کرنے کی نہ تھی۔ اس لئے پرماتما کے لئے اس کو معاف کیا جائے مگر حاکم اعلیٰ نے کہا کہ یہ معاملہ چونکہ بڑا سنگین ہے اور قاضیوں کا فتویٰ اس کے برخلاف ہے۔ اس لئے میں اس میں کچھ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس نے یہ مقدمہ لاہور کے ناظم کے پاس بھیج دیا۔ بھاگ مل اور اس کی دھرم پتنی کوراں بھی لاہور گئے۔ اور اپنے ساتھ شہر کے پنچوں کو بھی لے گئے۔ مسلمان بھی بڑی تعداد میں لاہور پہنچ گئے اور "اللہ اکبر" کے نعرے لگا کر ناظم پر رعب ڈالنے لگے کہ مبادا ناظم بھاگ مل واس کی دھرم پتنی کی اپیل پر حقیقت رائے کو معاف نہ کر دے۔

اُن دنوں دہلی کے تخت پر محمد شاہ رنگیلے کا راج تھا۔ محمد شاہ رنگیلا تو عیش و عشرت میں غلطان رہتا تھا اور راج وہاں کے قاضی اور مُلّاں کرتے تھے۔ جو کہ شرع کے مطابق سب مقدموں کے فیصلے کر کے ملزموں کو سزا دیا کرتے تھے۔ ایسے زمانے میں بھاگ مل کی اپیل کی کوئی سنوائی نہ ہوئی۔ ناظم کو حقیقت کی خوبصورت شکل اور جوانی دیکھکر کچھ رحم آگیا۔ اور اس نے بھاگ مل کو کہا کہ تیرے لڑکے کے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ اسلام قبول کر لے ورنہ اسکو شرع کے مطابق قتل کر دیا جائے گا۔ اس لئے اپنے بیٹے کو سمجھاؤ کہ اگر وہ اسلام قبول کرے گا تو اس کی شادی ایک خوبصورت لڑکی سے کر دی جائے گی۔ اور اس کو اعلیٰ عہدے پر تعینات کر دیا جائیگا جس سے اس کی زندگی ہمیشہ کیلئے عیش و عشرت میں گذرے گی۔

چنانچہ حقیقت کے ماں باپ نے اس کو کہا کہ بیٹا تو اسلام قبول کرلے تو ہم تجھکو دیکھکر زندہ رہ سکیں گے ورنہ ہم بھی زندہ درگور ہونگے۔ عورت کی طرف دھیان کر کے اس کو اس عمر میں ودھوا نہ کر اور اپنی جوانی کا خیال کر کے ہمارے بڑھاپے کو دیکھکر اپنے زندہ رہنے کی تدبیر مان لے۔ اس پر حقیقت نے جواب دیا کہ میں اپنے پراچین دھرم کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ دھرم ایشور کی امانت ہے۔ اس لئے آپ مجھے دھرم چھوڑنے پر مجبور نہ کریں۔

حقیقت رائے کے ماں باپ نے اس کو بہت سمجھایا اور اس کی منت سماجت بھی کی کہ بیٹا! تو مسلمان ہوجا۔ تاکہ ہم تیرا مُنہ دیکھ کر ہی زندہ رہیں گے لیکن حقیقت رائے پراچین دھرم کو جس پر ہزاروں نوجوانوں نے سیس دیکر اس کو بچایا تھا۔ چھوڑنا منظور نہ کیا۔

آخر عدالت کے حُکم سے اُس کو قتل گاہ کی طرف لے جایا گیا۔ لاہور اور صوبہ کے ہزاروں ہندو وہاں جمع ہو گئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آخر جلاد نے ایک ہی وار سے اس کا سر تن سے جدا کر کے اس کو جام شہادت پلا دیا۔ لاہور کے اندر اس قتل سے کہرام مچ گیا۔ اور ہندوؤں پر اس کا خاص اثر ہوا۔ آخر حقیقت رائے کے مردہ جسم کا داہ کرم سنسکار کیا گیا۔ اور اس کے کچھ پھول سیالکوٹ لائے گئے اور وہاں اس کی سمادھی بنائی گئی۔ جہاں ہر سال بسنت پنچمی کے دن بڑا بھاری میلہ لگتا رہا مگر ملک کی تقسیم کے بعد وہاں مسلمانوں کا راج ہو گیا اور ہندوؤں کو ترک وطن کر کے وہاں سے جانا پڑا۔ اب وہاں میلہ نہیں لگ سکتا۔

شہیدوں کی یادگار منانے سے قوموں کے اندر خاص قسم کی سپھرتی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اب وہ اپنے اس شہید کی یادگار نہ منا سکتے تھے۔ آخر بھلا ہو ڈاکٹر گوکل چند نارنگ کا جنہوں نے حقیقت رائے کی یادگار کو دہلی میں قائم کر کے ہندو قوم پر بڑا احسان کیا۔" چنانچہ سیالکوٹ کی سمادھی سے حقیقت کی سمادھ سے مٹی لائی گئی۔ اور ہندو سبھا نئی دہلی میں سنگ مرمر کا ایک شاندار سٹیچو کھڑا کیا گیا ہے۔ اور اس کی بنیادوں میں اس پوتر دھول کو رکھا گیا ہے۔ جہاں کئی سال سے متواتر حقیقت رائے کی شہادت کا دن منایا جا رہا ہے۔"

اوم

تاریخی چٹھی از جانب شاہ چراغ صاحبؒ

بنام حاکمِ وقت شائستہ خاں

(از قلم شری سوامی پری پورنا نند جی پورن)

۱۔ —— لکھی شاہ چراغ نے اک چٹھی حاکم وقت نے شائستہ خاں تائیں
اوڑک پینگ تیری اہیہ نے ٹٹ جانی بھاویں چڑھ گئی اج اسمان تائیں
کبھ کھاتے کبھ ہے ونڈ زرنوں کبھ یاد ہے کہ رحمان تائیں
ایڈا ظلم تے گربھ نہ چاہیدا اسے خان قبر دے تینوں مہمان تائیں

۲۔ —— ہویا کی جو تخت تے آن بیٹھوں اپر تخت دے بیٹھ فرمان لگوں
میرے جیڈ نہ ہویا نہ ہووسی کا کلمہ کفر دا پڑھن پڑھان لگوں
ہے سی عاجز مسکین دی مدد کرنی اُلٹا ایناں تے ظلم کمان لگوں
بے مکھ رب نوں ہو آرام چاہیں بنبو تانن توں وچ اسمان لگوں

۳۔ —— تینوں ذرا نہ یاد اقرار اپنا جدوں گربھ وچ پیا گرلاوندا سیں
گندگی لہو دے کھوہ دلو وچ پیا عرضاں کریں تے واسطے پاوندا سیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کیڑے ڈنگ مارن جویں سپ بچھو بھلاں پھلیاں پیا بخشاوندا سیں
ربا گٹھ ایتھوں تینوں یاد کر سال بار بار ایہہ پیا الاوندا سیں

۴۔ ——— ایتھے آن کے رب بھلا بیٹھوں وس کام دے کر وڈا ہنکار ہویوں
موہ جال وچ نانگ پٹکھیرواں دے پھسیوں آن کے ڈاہڈا خوار ہویوں
خودی نال نہ کتے بھی سکھ پایا بھاویں شاہ تیوں وچ سنسار ہویوں
ویلا بہت ہے اجے کجھ نہ گڑیا۔ نال خوشی لکھ جے کن دی ہشیار ہویوں

۵۔ ——— چٹھی پڑھ شائستہ خاں ٹرنا گھوڑی چڑھ لاہور طیار ہویا
ڈگا آن کے مرشد دے قدم اتے دھائیں مار دا تے زار و زار رویا
آکھے بخش لو عاجز مسکین ہاں میں باجھ آپ دے شتر مہار ہویا
مرن مول نہ کدی بھی یاد آیا بھلا رب بھیں ڈاڈھا ہیں خوار ہویا

۶۔ ——— شاہ چراغ سی تاروں سمجھان لگے جامہ انسان دا بڑا انمولڑا اے
دارو دار ایہہ ہتھ نہ آوندا اے ملے رب جد ہووے سولڑا اے
یاد رب دی سار انسان جیون پناں ایسدے چم دا کھولڑا اے
پچھیں پسج تاں جامہ انسان والا بجر موت دے ترن دا اتلڑا اے

۷۔ ——— اسے چولے وچ سمجھ ایہہ آوندی اے فانی نام تے روپ جہان سارا
اک دن سب نے ایتھوں ہے کوچ کرنا نگا وڈا تے شہر سلطان سارا
ایہدے اندر پئی چمکدی اے جوت جیہڑی اسے نال ہے جیوندا جہان سارا
ایہو جوت سچی روح رواں سب دی زیر رکھیا۔ جنہیں زمیں آسمان سارا

۸۔ ——— ایہو جاگدی جوت ہے جسم اندر روح بن کے اہنوں پئی چلاوندی اے
ہڈ ماس تے لہو دی ایہہ بھاویں اسدے نال ہی سب نوں پئی بھاوندی اے
ایہدے باجھ ہے مٹی دا ڈھیر پتلا سوہن جوت پئی سوہنا بناوندی اے
جاگن خواب تے گہری بھی نیند اندر ایہو جوت پئی اہنوں چمکاوندی اے

۹۔ ——— ایہو جوت ہے اپنا آپ تیرا ایہدے باجھ نہ کوئی ہے وے خان ایتھے
نکلی جوت تے خان بھی ہوئے مٹی ایہو جوت ہے کل دی سلطان ایتھے
اسے نال آباد جہان سارا ایہدے باجھ اجاڑ جہان ایتھے
خدمت خلق دی جان خاناں ذات رب دی پسری پہچان ایتھے

۱۰۔ ——— ہاتھی گھوڑا۔ تے خچر کھوتا دنیاں وچ ذات گھنڈ دی پسری ہے ساریاں وچ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھاویں گھڑا صراحی سنے مٹ چھوٹی ذات مٹی دی لسپری ہے ساریاں وچ
برف بحر حباب تے وچ لہراں ذات پانی دی لسپری ہے ساریاں وچ
کڑا کنڈل انگوٹھی تے ہس اندر ذات سونے دی لسپری ہے ساریاں وچ

۱۱۔ —— تیری اصل بھی اصل وچ رب ہے وے اصل جان تے نقل نوں چھوڑ خاناں
بچاکھوں دیہہ ابھمان نال دیہہ اندر ذرا ہنکار دی داگ نوں موڑ خاناں
جان رب دی ذات کل سمیت اپنے نفس ویری دی گردن مروڑ خاناں
ہستی علم سرور ہے ذات تیری بحر ذات وچ خودی نوں روڑھ خاناں

۱۲۔ —— سُنیا امرت اپدیش جد مرشداں دا شائستہ خان دے ابھمان سب چور ہو گئے
شردھا شوق نے صدق دا پھل لگا سنشے بھرم تے ترک سب دور ہو گئے
لما پے گیا قدماں تے مرشد دے دھوڑی قدماں نال چشم پرنور ہو گئے
ہتھ بنھ تے کپڑے نوں پا۔ گل وچ آکھے بخش جو میتھوں قصور ہو گئے

۱۳۔ —— مرشد آپ دے پاک دیدار اتوں جاواں پیا قربان ہزار واری
صورت ربدی جہڑی نہ کدی ڈٹھی صورت آپدی وچ خدا باری
بھُلی پے بھلیکھے لے پاپ اندر رہیتی پاک مرشد میری عمر ساری
بخشو عاجز تے دین آن شرن ڈھٹھا روواں مار کے ڈھائیں ہیں زار زاری

۱۴۔ —— جھلک آپ دی نصیحت وچ ربدی اے مینوں پاپ توں حبیب ہٹا دتا
بیڑا وچ منجھدار سی ہتھ پاکے تساں ایسنوں پار لگا دتا
پتہ نہیں ایہہ پاپ کے پُن ہے سُن جنہاں آپ دے پاس پہنچا دتا
کراں کی ہیں بھینٹ قربان مرشد میرا پاپ توں پلہ چھڑا دتا

۱۵۔ —— توں توں ہے میرا قربان مرشد جہڑا آپ نے میتھے احسان کیتا
دل فانی جہان دے وشیاں توں تروڑ ربدیاں ہے تساں سیتا
رہی ہوش نہ تن تے بدن سندی جدوں آپ تھیں جام عرفاں پیتا
بھیٹا کراں کی کجھ نہ دین جوگا جیو پنڈ میں تیتھوں قربان کیتا

۱۶۔ —— ذتا جوڑ ہے تساں نے نال ربدے دفعتی مہر دی نظر فرما کے تے
عرشی نور نوں ظاہر دکھا دتا علم خاص عرفان سمجھا کے تے
کدوں میں ساں جوگ اس لاڈ مرشد لیتا بخش جے کول بٹھلا کے تے
آپے دھو کے رنگ چڑھایا ہے پورن رب دنیاں ملا کے تے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گورو گوبند سنگھ جی

تین سو برس ہونے لگے ہیں۔ جب اس دُنیا میں انسانی چولے میں "پرم پُرش" کا اوتار ہوا تھا۔ بچپن سے ہی سنگھرش کا جیون گذار کر ۴۲ برس کی عمر تک انہوں نے اپنی زندگی کا ایک لمحہ ایک ایک پل اپنے منورتھوں اور آدرشوں کی آہوتی میں ڈال دیا۔ انہوں نے اپنے دیش کی سوئی ہوئی آتما کو جگایا۔ اس کا عملی رُوپ آج ہمارے سامنے پنتھ کی صورت میں ہے۔ اس وقت جبکہ ہندو جنتا مغل حاکموں کے ظلم و تشدد کی چکی میں پس رہی تھی اور کسی میں ان سے ٹکر لینے کی ہمت نہ تھی۔ گورُو جی نے ان پس۔۔۔ لوگوں کو ہی منظم کر کے مغل سامراجیہ اور ظلم و تشدد کی جڑیں ہلا دیں۔ انکی فوجیں بیشک مٹھی بھر تھیں لیکن ان کے ایک ایک سپاہی میں آتم بلیدان کی جوالا بھڑک رہی تھی اور ان کے بل پر ہی انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں شاہی فوج سے ٹکر لی۔

"چڑیوں سے میں باز لڑاؤں" گورو جی کی فوج نے جہاں شاہی فوج سے ٹکر لینے والے یودھا پیدا کئے وہاں ان میں ایسی "بشمم درشٹی" رکھنے والے بھی تھے جو میدان جنگ میں زخمی ہونے والے دوست اور دشمن دونوں طرف کے زخمیوں کو پانی پلاتے اس کی اوج مئی بانی میں پنجابی برج بھاشا سنسکرت اور فارسی میں بجلی کی طرح کڑک نے والا کرانتی کاری سُوز موجود ہے انہوں نے ۵۲ سے بھی زیادہ ودیا رتن بنائے تھے۔ انہوں نے بہت سی رچناؤں کا "ودیا ساگر" کے نام سے سنگرہ کیا جس کے باریک لکھے کاغذوں کا وزن ۹۰۰ (نوسو) من تھا۔ آنند پور چھوڑا تو یہ گرنتھ تقریباً ڈگنا ہو گیا۔ اسکا جتنا حصہ بھی کسی نہ کسی کے ذریعے سے ہم تک پہنچ سکا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے ہندی برج اور فارسی کے چُنے ہوئے ودوانوں کا سنگرہ "ودیا ساگر" میں تھا۔

اُنہوں نے مغلوں کی شاہی طاقت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اس میں اپنے چاروں بیٹے وار دیئے لیکن اسکے باوجود بھی مسلمانوں کے اچھی اور سم بدھی رکھنے والے پیر فقیر اور انکے ساتھی گورو جی کے طرفدار تھے بھنگانی کے یدھ میں پیر بدھو شاہ اور اس کے پانچ سو چیلے گورو جی کی طرف سے لڑتے تھے۔ گورو جی نے کبھی بھی سلطنت قائم کرنے کیلئے یدھ نہ کیا تھا۔ نہ ہی اپنی سیاسی طاقت بڑھانے یا دھن دولت کی خاطر جنگ لڑی تھی۔ آپ نے اتیا چاروں کو ختم کرنے کیلئے ہی جنگ کا بگل بجایا۔

شاہی فوج نے کئی ماہ تک انہیں آنند پور صاحب میں گھیرے رکھا تا کہ وہ تنگ آکر بھاگیں اور انہیں پکڑ لیا جائے۔ آخر کار مغل فوج کے قاضیوں نے قرآن کی سوگند کھا کر کہا کہ اگر وہ آنند پور چھوڑ کر چلے جائیں تو انہیں کچھ نہ کہا جائیگا۔ گورو جی نے انکی قسم پر یقین کیا اور نکل پڑے لیکن ابھی وہ ایک میل بھی آگے نہ بڑھے تھے کہ شاہی فوج انہیں گھیر کر پکڑنے کیلئے بھاگی آئی۔ سرسہ ندی کے کنارے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ شاہی فوج میں چالیس پچاس ہزار سپاہی تھے۔ گورو جی کی فوج میں صرف ۲۰۰ کے قریب آدمی تھے۔۔ اسکے باوجود وہ حملہ آوروں کے محاصرے کو توڑنے میں کامیاب ہو گئے اور وہ روپڑ سے ہوتے ہوئے چمکور کی کچی گڑھی جا بیٹھے۔ ہندواں دا پیر گیا اوٹے۔۔۔۔۔۔

شاہی فوجیں ہاتھ ملتی رہ گئیں لیکن غصے میں چمکور کی گڑھی کا محاصرہ کر کے بیٹھ گئیں۔ یہاں پر آپ نے اپنے تیروں سے شاہی فوج کے بڑے بڑے سرداروں کو مار گرایا یہیں پر ان کے دونوں بیٹے اجیت اور جھجار یدھ دھرم کی بلی ویدی پر چڑھ گئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رات ہوئی تو گورو جی نے تالی بجا کر کہا: "ہندو آن دا پیر گیا او ئے اور پل بھر میں غائب ہو گئے۔ رات کے وقت شاہی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ گورو جی راتوں رات جنگل کا سفر طے کرتے ہوئے ماچھی واڑا میں اپنے دو مسلمان پریمیوں کے پاس جا پہنچے۔ اس کے بعد مسلمان پریمیوں نے ان کو نیلا بانا پہنا کر پالکی میں بٹھا لیا۔ اور اُچ کے پیر جا رہے ہیں۔ ایسا مشہور کر کے خطرے کی جگہوں میں پہنچا دیا۔ پرگنہ دینا کانگڑہ میں جا کر گورو جی نے اورنگ زیب کی آتما کو جگانے والے تجسبوی شبد لکھے تھے۔ ... اور اس سے بلکر بات کرنے کے لئے کہا تھا۔ اس سے پہلے ان کے دو چھوٹے بچوں زوراور سنگھ اور فتح سنگھ سرہند کے صوبے دار نے دیواروں میں چنوا دیئے تھے۔ اور ماتا گجری نے سرہند کی دھرتی پر ہی پران چھوڑے تھے۔

جب شاہی فوجوں کو آپکا پتہ چل گیا۔ تو آپ مالوہ کے جنگلوں کی طرف چل دیئے۔ مکتسر کے مقام پر پھر جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں وہ سکھ بھی لڑے جو آنندپور صاحب کے گھیرے میں یہ لکھ کر دے گئے تھے کہ آج سے ہم آپ کے سکھ نہیں رہے۔ اور ہمارے آپ گورو نہیں۔ ماجھے کی عورتوں نے انہیں طعنے مار مار کر واپس بھیجا۔ اور وہ مکتسر میں آکر شہید ہو گئے۔ یہ چالیس مکتے کہلاتے ہیں۔ دمدمہ کے مقام پر لکھی جنگل میں گورو جی نے دوبارہ دربار کا آیوجن کیا۔ اور یہیں پر آدی گرنتھ صاحب میں سنشودھن کیا۔ یہی جگہ سکھ پنتھ کے تختوں یا بڑے مندروں کی استھاپنا کی گئی۔ اورنگ زیب اس وقت دکھن میں تھا اور اپنے جیون کی آخری گھڑیاں گن رہا تھا۔ اس نے سرہند کے صوبے دار کو لکھ بھیجا۔

"میں گورو گوبند سنگھ کو ملنا چاہتا ہوں۔ انہیں بغیر کسی تکلیف کے یہاں لے آیا جائے۔" شاید اورنگ زیب کو زندگی کی آخری گھڑیوں میں عقل آ گئی تھی لیکن جب گورو جی ادھر جا رہے تھے تب وہ مر گیا۔ اورنگ زیب کا بڑا لڑکا بہادر شاہ گورو جی سے ملا۔ اور اس نے جنگ وراثت میں گورو جی کی خالصہ فوج کی مدد مانگی۔ اور ان پر کئے گئے مظالم کا کفارہ کرنے کی قسم کھائی۔ گورو جی کی فوج کی مدد سے بہادر شاہ تخت پر بیٹھا۔ اور بعد میں وہ ان کو اپنے ساتھ دکھن لے گیا۔

گورو جی کے من میں یہ بات ہرگز نہ تھی کہ یہاں مغلوں کی حکومت کو بنائے رکھا جائے۔ وہ مغل سیاست میں دخل دیکر اپنا اثر رسوخ بڑھانا چاہتے تھے اور بعد میں ان کا تختہ الٹ دینا چاہتے تھے یہی کارن تھا کہ وہ ایک طرف شیواجی سے دوسری طرف راجستھان کے دانا راج سنگھ اور بندھیاکھنڈ کے چھتر سال سے اس بارے میں خط و کتابت کرتے رہتے تھے۔ کہ کسی طرح ایک ساتھ ملکر مغل حکومت کو ختم کر دیا جائے لیکن قسمت نے ساتھ نہ دیا۔ شیواجی اور چھتر سال چل بسے۔ اور خود گورو جی بھی جب دکھن میں تھے۔ تب اُن کے ایک پٹھان ملازم نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں زخموں کے کارن گورو جی کو بھی آخری سمادھی لینی پڑی۔

جب وہ زخمی تھے تو انکا زخم ٹھیک ہو رہا تھا لیکن ایک کاریگر ایک ایسا سخت دھنش لے آیا جس کا چلا کسی سے نہ چڑھتا تھا گورو جی نے دھنش کا چلا چڑھانے کی کوشش کی تو انکے زخم کے ٹانکے ٹوٹ گئے اور زخم خراب ہونے کے کارن شریر چھوڑ کر ایکدم چلے گئے جب ان کا سورگباش ہوا تو انکی عمر صرف ۴۲ برس کی تھی۔ لیکن بیالیس برسوں میں انہوں نے وہ کچھ کر دکھایا کہ ایک پورا اتہاس کھڑا ہو گیا ہے۔"

بشکریہ "ہندو جالندھر" 29.12.68

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اوم		اوم

درگا اُستتی!

گورو گوبند سنگھ جی کی بانی

نمو اُگر دنتی اننتی سوّیا
نمو کیہری باہنی شسترو ہنتی
نمو جیونی جوالا تہیں وید گاویں
تُوہی کال آکال کی جیوتی چھاجے
یہی داس مانگے کرپا سندھو کیجے
اگم شور ہیرا اُٹھیں سنگھ یودھا
سکل جگت میں خالصہ پنتھ گاجے
تُوہی کھنڈ برہمانڈ بھومنگ سروپی
تُوہی برہمنی وید پاٹھن ساوتری
تُوہی ہر کرپا سیوں اگم رُوپ ہوئی
نرنجن سروپا تُوہی آد رانی
آپن جان کر موہے لیجے بچائی
یہی آس پُورن کرو تم ہماری
فتح سنگورو کی سبھن سیوں بُلاؤں
کروں خالصہ پنتھ تیسر پرویشا
سکل راچھسن کو پکڑ وہ کھپاویں
یہی بنتی خاص ہمری سُنیجے
یہی دیہو ور موہے سنگور دھیاؤں
مٹے سب جگت سیوں تُرگن دند شورا
سبھی سرشٹی پر جا سُکھی ہوئے وراجے
نہ چھوڑوں کہیں دُشٹ اسُرن نشانی

نمو یوگ یوگیشوری یوگ مَیّا
نمو شاردا برہم وِدیّا پڑھنتی
سُرا سُر دکھیشور نہیں بھید پاویں
سداجے سداجے سداجے وراجے
سوبنگ برہم کی بھگتی سر وتر دیجے
بکٹ ترگن کو کریں وہ نرودھا
جگے دھرم ہندو سکل دُند بھاجے
تُوہی وشنو شو برہم اندرا انوپی
تُوہی دھرمنی کرن کارن پوترتی
سبھی تیج موئے پارپاوت نہ کوئی
تُوہی یوگ وِدّیا تُوہی برہم بانی
اسُر پاپی گن مار دیوو اڑائی
مٹے کشٹ گئوون چھُٹے کھید بھاری
سبھن کو شبد واہے واہے پڑاؤں
جگیں سنگھ یودھا دھرم ہِت نیں ویشا
سبھی جگت سیوں دھُنی فتح کی بلاویں
اسُر مار رکھشا گئوون کی کریجے
اسُر جیت کر دھرم نوبت بجاؤں
بجیں سنت سیوک کھپیں دُشٹ چورا
مٹے دکھ سنتاپ آنند گاجے
چلے سب جگت میں دھرم کی کہانی

۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی میں بہادر شاہ ظفر کا کردار

شری ہری چند خوشدل ایم۔اے آریہ ہائر سیکنڈری سکول۔لدھیانہ

۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگریس کا جنم ہوا۔لوکمانیہ تلک نے سوراج ہمارا پیدائشی حق ہے کا نعرہ لگایا۔گاندھی کی قیادت میں ۱۹۱۹ء، ۱۹۳۰ء اور ۱۹۴۲ء میں تحریک آزادی نے کئی روپ دھرے۔۱۵ اگست کو رات کے بارہ بجے ہندوستان آزاد ہوا۔لال قلعہ پر ترنگا لہرایا۔

ہندوستان کی آزادی کی تحریک ہزاروں وطن کی قربانیوں اور لاکھوں دیش بھگتوں کے تپ تیاگ کی بدولت کامیاب ہوئی۔مگر ۱۸۸۵ء سے پہلے بھی ۱۸۵۷ء میں پہلی تحریک آزادی میں محبان وطن نے جو قابل تحسین کارنامے سرانجام دیئے وہ ہندوستان کی تاریخ میں زریں حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

اس پہلی تحریک آزادی میں سب سے بڑا کردار مغلیہ سلطنت کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کا ہے۔وہ شاہ عالم ثانی کا پوتا اور شاہ عالم کے دوسرے بیٹے اکبر ثانی کا بیٹا تھا۔انگریز نے شاہ عالم کے دائرہ اختیارات اور حکومت کو محدود کر دیا تھا۔"حکومت شاہ عالم از دہلی تا پالم" ایک عام محاورہ بن گیا تھا۔انگریزی حکومت نے شاہ عالم کو دہلی سے ہٹا کر لے جانا چاہا تو شاہ عالم غصہ میں آ کر بولے:"مجھ میں زندہ رہنے کی قوت موجود ہے۔زندہ آدمی کو کوئی شخص اپنی پسند کی قبر میں دفن نہیں کر سکتا۔"

بہادر شاہ کا جنم ۱۷۷۵ء میں منگل کے روز لال بائی کے بطن سے ہوا۔۳۰ ستمبر ۱۸۳۷ء کو گدی نشین ہوئے ریذیڈنٹ نے نذر پیش کی۔بعد میں اسی بادشاہ کی قدر گھٹانے اور اسے ذلیل کرنے کی کئی سازشیں کی گئیں۔نذرانے بند، فدوی خاص لکھنا بند۔نام کا سکہ بند۔بہادر شاہ نے پنشن بڑھانے کی درخواست کی جواب ملا بادشاہ اگر اپنے ان تمام حقوق سے جو اس نے ایسٹ انڈیا کمپنی پر کر رکھے ہیں۔سے دستبردار ہو جائے تو اس کی درخواست پر غور کیا جا سکتا ہے۔اس پر بہادر شاہ کی رگ حمیت پھڑکی فرمایا:"اگر میں اپنے باپ کا بیٹا ہوں تو وہی کرونگا جو میرے باپ دادا نے کیا تھا۔کمپنی کی کسی شرط کو بھی قبول نہ کروں گا۔ انگریزوں کا خیال تھا کہ وہ بادشاہ کو لال قلعہ خالی کرنے پر مائل کر لینگے مگر بادشاہ اس کے لئے تیار نہ تھا۔غضب خدا کا بادشاہ کا اختیار قلعہ تک محدود۔"

بادشاہ کو حکم ملا کہ آئندہ وہ ریذیڈنٹ کو فرزند ارجمند کے لقب سے خطاب نہ کرے۔منادی میں کہا جاتا تھا خلقت خدا کی۔ملک بادشاہ کا حکم کمپنی سرکار کا۔انگریزوں کی سواری نکلے تو امراء ایک طرف ہو جایا کریں۔غضب خدا کا اپنے ہی گھر میں مغلیہ سلطنت کے بادشاہ کی اسقدر توہین ....!!!

بہادر شاہ پر بغاوت کے مقدمہ میں سرکاری وکیل نے کہا:ہنگامہ میرٹھ ہی بغاوت نہ تھی آگ تو دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ میں بغاوت ہوئی۔مجاہدین کی فوجیں دہلی کو بڑھیں۔دہلی کے تمام گیٹوں پر کڑا پہرہ بٹھا دیا

راجگھاٹ کا گیٹ کھل گیا۔ باغی دہلی کے اندر داخل ہوئے۔ ڈگلس۔ مٹکاف ہچنس۔ فریزر۔ جینکنز بڑے بڑے انگریز افسروں کو تہ تیغ کیا۔ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو بہادر شاہ ظفر کی بادشاہت کا اعلان ہوا۔ ۱۲ مئی کو بہادر شاہ نے اعلان کیا فوج میں بھرتی ہونے والے ہر سوار کو ۳۰۔ روپیہ ماہوار۔ ہر پیدل کو بارہ روپئے ماہوار ملے گا۔ کرنل لارنس کے ایک ملازم نے مسلمان فریادی کا بھیس بنا کر بہادر شاہ کو قتل کرنے کی کوشش کی لیکن گرفتار ہو کر موت کی سزا پائی۔

یکم اگست کو بقر عید تھی ہندو مسلمانوں نے فتح کی دعا مانگی۔ بہادر شاہ نے کہا۔ آج دن عید قربانی کا جبھی پائینگے ہم اے ظفر تہ تیغ گر دشمن ہمارا قتل ہو۔" مسلمان مولویوں نے جہاد کے نعرے لگائے۔ اور پنڈتوں نے شبھ مہورت نکالے بادشاہ نے دوبارہ جہاد نامہ ظفر نمبر ۲ کے نام سے ملک بھر کے رؤسا۔ امرا۔ راجگان۔ تاجران۔ سپاہیوں۔ غرضیکہ ہر باثر شخص سے اپیل۔ کہ " وہ آزادی کی اس لڑائی میں تن من دھن قربان کر دے۔

۱۴ ستمبر کو انگریزی فوج نے دہلی پر پانچ طرف سے حملہ کر دیا۔ ہندوستانی سپاہیوں میں کچھ غدار انگریزوں سے ملے ہوئے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجاہدین کے جرنیل کالے خاں کو جو انگریزوں کے خلاف سرگرم عمل تھا گولہ بارود کی جگہ ریت اور بھنے ہوئے چنوں کے تھیلے ملے۔ ۱۹ ستمبر کو انگریزوں نے دہلی کے بہت سے حصے پر قبضہ کر لیا۔

جرنل ہڈسن نے انگریز سپاہیوں کو ساتھ لے کر ہمایوں کے مقبرہ کو گھیر لیا۔ وعدہ وعید کے بعد بادشاہ پالکی پر سوار ہوئے انکے ہمراہ جواں بخت۔ زینت محل۔ تاج محل۔ حکیم احسن اللہ خاں۔ قیصر شکوہ۔ شیخ علی اور شاہی خاندان کے ساٹھ ستر آدمی گرفتار ہوئے۔

ایک انگریز نے بہادر شاہ کی ران پر ہاتھ مارا۔ حبشی غلام بادشاہ کی توہین نہ سہہ سکا۔ اس نے انگریز کو زمین پر پٹک دیا۔ تو انگریزوں نے حبشی کا خاتمہ کر ڈالا۔ لال کنوآں میں زینت محل بیگم کے محل میں بادشاہ اور بیگم قید ہوئے۔ پانچ روپیہ روزانہ خرچ کے ملتے تھے۔

غدر کے بعد باغیوں سے بدلے لئے گئے۔ بے گناہوں کو پھانسیاں ہوئیں نکلسن تو انگریزوں کے دشمنوں کو زندہ آگ میں بھوننے پر بضد رہا چاہتا تھا کہ انکے جسموں پر چربی ملی جائے سور کی کھال میں سی دیا جائے۔ اسکی سب خواہشیں پوری ہوئیں۔

۲۷ جنوری ۱۸۵۸ء سے ۹ مارچ ۱۸۵۸ء تک بہادر شاہ پر مقدمہ چلتا رہا۔ لال قلعہ کے باہر بادشاہ کو ملزم کی حیثیت میں گھنٹہ بھر برہنہ سر پیش ہونے کیلئے منتظر رہنا پڑا۔ اردلی چلّایا۔ حاضر۔ بہادر شاہ ملزم حاضر ہے" آہ دنیا ہر

پاؤں تھراتے تھے جن کے سامنے جاتے ہوئے دیکھا انکی کھوپڑی کو ٹھوکریں کھاتے ہوئے

شاہ کمال بے اعتنائی سے حاضر ہوتے تھے۔ فیصلہ سنایا گیا" بہادر شاہ نے کمپنی کا پنشن خوار ہو کر کمپنی کے خلاف بغاوت کی۔ بادشاہت کا دعویٰ کیا۔ فوجوں کو انگریزوں کے قتل پر ابھارا۔ وہ اس لئے مجرم ہے۔ جان بخشی کا چونکہ وعدہ ہو چکا ہے اس لئے رنگون جلاوطن کیا جاتا ہے۔

600 گورہ سپاہیوں کے پہرہ میں مغلیہ خاندان کا آخری تاجدار دہلی سے کلکتہ لے جایا رہا ہے۔ ہمراہ کچھ وفادار ساتھی زینت محل۔ تاج محل۔ خیرا۔ [illegible] جواں بخت۔ عباس شکوہ۔ نواب شاہ بادلی۔ زوجہ جواں بخت۔ اسکے ساس سالے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سالیاں ۔ احمد بیگ ۔ اور باسط علی جا رہے ہیں۔ گیروے لباس میں بادشاہ بینس میں سوار ہیں۔ 25 گورے صرف 9 نگے پہرہ پر ہیں۔ راستے میں کسی سے بات چیت کی اجازت نہیں۔ آٹھ روپے روز کا سفر خرچ ملتا ہے۔ ۶.....

بدلتا ہے۔ رنگ آسماں کیسے کیسے۔"

رنگون میں ایک بنگلہ کے اوپر کی منزل میں یہ بدنصیب قیدی اتار دیئے گئے۔ نچلی منزل پر انگریزی پہرہ دار ہیں۔ اور دوسرے میں گھوڑے بندھے ہیں۔ ملاقات پر پابندی ہے۔ ایک کھردری سی معمولی سی چارپائی بادشاہ کے لئے۔ نہ چھپر کھٹ نہ مسہری۔ کچھ معمولی سے برتن۔ ابتدا میں خرچ کے لئے زینت محل کے زیور بکتے رہے۔ بعد میں سرکار نے بادشاہ وغیرہ کے لئے 600 روپے مخصوص کر دیئے۔ شاہ کی پیٹھ پر زخم ہو گیا جس میں کیڑے پڑ گئے مگر انگریزوں کا دعویٰ ہے کہ بادشاہ کو ایک گاڑی۔ آٹھ کہار سیر کرانے کے لئے ملے ہوئے تھے۔ ایک کشادہ صحن میں گھوم سکتے تھے لیکن انہوں نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ مکان کے ایک کمرے کے کونے میں پڑے رہتے تھے۔

موت کے وقت۔ زینت محل۔ جواں بخت اور اسکی بیگم اور ان کی ایک چھوٹی بچی انکے پاس تھی۔ معمولی سی تجہیز و تکفین کر کے اسی بنگلہ کے پاس ایک بیری کے نیچے کچی قبر سی بنا کر انہیں وہیں دفنا دیا گیا۔

ایک بار انہوں نے خود کہا تھا۔ ؎

ہم بےکسوں کو گورِ غریباں پسند ہے ۔۔۔ شاہوں کے مقبرہ سے الگ کیجئو دفن

پسِ مرگ قبر پہ کوئی آئے کیوں کوئی فاتحہ بھی پڑھے کہاں

وہ جو ٹوٹی قبر کا تھا نشاں اُسے ٹھوکروں نے مٹا دیا

جلایا یار نے ایسا کہ ہم وطن سے چلے ۔۔۔ بطورِ شمع کے روتے اس انجمن سے چلے

نہ باغباں نے اجازت دی سیر کرنے کی ۔۔۔ خوشی سے آئے تھے روتے اس چمن سے چلے

نہ گھر ہے نہ زر ہے۔ رہا اک ظفر ہے ۔۔۔ فقط حالِ دہلی سنانے کے قابل

یومِ آزادی پر جہاں ہم دیش کے دوسرے دیش بھگتوں کو عقیدت پیش کرتے ہیں۔ وہاں ہمیں ۱۸۵۷ء کے مجاہدینِ آزادی اور محبانِ وطن کی قربانیوں کو بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ انہوں نے جو شمعِ آزادی روشن کی اسی سے روشنی لے کر ہم نے ۱۹۴۷ء میں آزادی حاصل کی۔"

پیامِ زندگی ہے شہیدوں کی داستاں خوشدل

مُردہ دلوں کے واسطے آبِ حیات ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اوم

سدا دِن نہیں برابر جان

(شری ۱۰۸ سوامی گوبند آنند جی مہاراج (گوبند پرکاش سے)

کبھی تو بیٹھیں شاہ تخت پر سر پر چھتر جھلان
کبھی تو پا کے گل وِچ کفنی دَر دَر بھیک منگان سدا دِن نہیں برابر جان
کبھی تو طوطے باغاں اندر چُن چُن میوے کھان
کبھی تو اندھے ہوئے آپ ہی وِچ پھاہی پھَس جان... سدا دِن ....
کبھی بیگماں رنگ محلّیں سب پر حکم چلان
کبھی تو سر پر خاک ڈالکر زُلفاں گل لٹکان... سدا دِن ....
کبھی شری رام چندر کی جے جے تخت تیاری جان
کبھی تو رام سیتا اور لچھمن بن جنگل بھرمان... سدا دِن ....
کبھی تو رام سوامی پیارے پروفیسر کہلان
کبھی تو وِچ پہاڑاں پتّے کھائے کریا گذران... سدا دِن ....
کبھی تو جنگل ہوئے بستی بستی ہو بیاباں
جل سے تھل ہو جائیں گھڑی ہیں تھل سمندر بن جان... سدا دِن ....
مُر مُر کے ہون پلاں وِچ زندے زندے جھبٹ مرجان...
گوبند پیش نہ جائے کسے دی. بھاوی ہے بلوان... سدا دِن ....

گوبند پرکاش ہندی مجلّد قیمت چار روپے علاوہ ڈاک خرچ دو روپے رسالہ اوم دہلی سے حاصل کریں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایک روحانی انمول ہیرا

شنکا سمادھان۔ یعنی جام جہاں نما۔ یا ہمہ دان

جیساکہ ناظرین اوم پہلے معلوم کر چکے ہیں۔ کہ رسالہ اوم کے دان ویرکرن دانی پرشوں کی امداد سے شنکا سمادھان کی پستک عنقریب شائع ہو رہی ہے۔ اس پستک کو جام جہاں نما۔ یا ہمہ دان کہنا بھی مبالغہ نہیں ہوگا کیونکہ اس پستک میں پرم پوجیہ پیارے نندہ جی نے بھگتی۔ گیان۔ ویراگ۔ کرم۔ تیاگ۔ نیتی۔ گرہست دھرم۔ برہمچریہ وغیرہ۔ کے سوالات کے جواب اتنے مدلل اور مبنی بر حقیقت دیئے ہیں۔ کہ جن کو پڑھنے کے بعد ایک وچاروان کو یہ معلوم ہوگا۔ کہ گویا میں نے سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے۔ اور اپنے اندر ایک نئی روشنی معلوم کریگا۔ در حقیقت یہ کتاب اپنی اپنی قسم کی شاید پہلی کتاب ہوگی۔ کہ جس میں سینکڑوں وچاروں کے جوابات بہت سرل ڈھنگ دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب گویا پوجیہ نندہ جی کی زندگی کا آئینہ ہے اور معلومات کا خزانہ۔ اور ایک بات یہ بھی قابل قدر ہے۔ کہ یہ کتاب صرف روحانی اور دماغی معلومات کا مصالہ نہیں۔ بلکہ دنیاوی ترقی کیلئے بھی بہت کچھ ہے۔ یعنی دیوتاؤں کو پرسن کرنے کے اور لکشمی پراپتی کے منتر بھی دیئے گئے ہیں۔ کہ جن پر عمل کرنے سے انسان دنیاوی حالات کو بھی خوشگوار بنا سکتا ہے۔
خلاصہ یہ کہ یہ کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد انسان محسوس کریگا۔ کہ اب تک میں اندھیرے میں تھا۔ اور مجھے اب ہی روشنی دکھائی دی ہے۔ اور پھر لطف یہ۔ کہ روحانی دنیا کا یہ چمکتا ہوا کوہ نور ہیرا ہر خریدار اوم کو چند ماہ تک بھینٹ کیا جائے گا۔"

(حکیم رملیداس مضطر، بادشاہ پور ضلع گوڑگاؤں)

بادشاہ پور - 10.12.73 - شری آنند سروپ نندہ صاحب۔ پریم بھری آج سچدانند۔

فائل رسالہ اوم ۱۹۶۷ء میں شنکا سمادھان کے ماتحت "ہندو دھرم اور بودھ دھرم" کے زیر عنوان آپ نے جو اتر دیا ہے۔ اسکی تعریف قلم سے نہیں ہو سکتی۔ آتم انوبھو پر اتنا آسان اور پُر تاثیر مضمون ہے کہ پڑھتے ہی آتم انوبھو کی جھلکیں انوبھو ہونے لگتی ہیں۔ چند سطور میں ہی آتم انوبھو کی جو یکتیاں آپنے تحریر فرمائی ہیں۔ اور جس آسان طریقہ سے تحریر فرمائی ہیں، شاید ہی کوئی اس طرح قلم فرمائی کر سکے حقیقت یہ معلوم دیتی ہے۔ کہ جو کچھ انسان کے اندر ہوتا ہے۔ وہ اسے بآسانی ظاہر کر سکتا ہے۔ اور لوگوں کے دلوں پر اس کا اثر بھی ہوتا ہے۔ دھنیہ۔ آپکا داس مضطر
بندہ نے آپ کو لکھا تھا کہ غالباً آخیر دسمبر تک مضمون شنکا سمادھان کی نقل ختم ہو جائیگی۔ مگر باوجود امکانی کوشش کے بھی دسمبر میں پورا ہوتا نظر نہیں آتا ابھی بہت مضمون باقی ہے۔ چار یا پانچ مہینے ہو گئے لکھتے ہوئے بھگوت کرپا سے
"مضطر"

خریداران اوم۔ نوٹ فرماویں = پتہ تبدیلی کی اطلاع فوراً دیا کریں۔ پرچہ نہ پہنچنے کی اطلاع اسی ماہ کے اندر دیا کریں۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر جو پتہ والی چٹ پر درج ہوتا ہے اس کا حوالہ دیا کریں۔"

"مینیجر"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ڈاکٹری پیٹنٹ طریقۂ علاج پر سائنس کی روشنی میں لکھی گئی نئی انمول زینت لیتک اردو

مخزن مشہور عالم پیٹنٹ ادویات

یہ نئی پستک ہندوستان کے مشہور معالج ڈاکٹر سی. آر. نتیجہ گولڈ میڈلسٹ (لکھنؤ) نے لکھ کر پبلک پر بھاری احسان کیا ہے. یورپ. امریکہ. ہندوستان کے سرکاری ہسپتالوں میں جتنی ڈاکٹری پیٹنٹ دوائیں استعمال ہو رہی ہیں وہ تمام مکمل فوائد کے ساتھ درج ہیں. یہ پیچیدہ پوشیدہ بیماریوں کیلئے لاثانی ہیں. مختصر جھلک. آنکھ. کان. ناک. دل. دماغ. معدہ جگر مثانہ کی کمزوری. پیشاب بار بار آنا بستر میں نکلنا. لقوہ. فالج. رعشہ. ہاتھ پاؤں ہلنا. خونی پیچش. مرگی. دمہ کا نیا علاج. امراض چشم. درد گردہ. پتھری ٹکڑے بن بن کر نکلے. کوڑھ پھوڑے پھنسیاں کمزور. ناکارہ انسان کو طاقتور بنانے والے کیپسول. اترتے موتیا بند کو روکنے کا مجرب علاج. پتہ کی پتھری کا انجکشن. پیشاب میں شکر آنا. ٹائیفائڈ. نمونیہ ملیریا کیپسول. دائمی سردرد. دائمی نزلہ. دائمی قبض کشا ولایتی شربت. جلودھر میں ایک ٹیکہ سے بالٹی بھر پیشاب. زنانہ امراض لقوہ انجکشن سے ختم پنسلین رہی انجکشن. پندرہ سالہ دادا ایگزیما بند. پیٹ گیس دو ٹیکہ سے بند. خون کا فوارہ ایک ٹیکہ سے بند. بڑھاپے کا سہارا کیپسول سفید داغ کے ماہر معالج بنو. پاگل پن. انجکشن ہر مرض کے. لیٹنگ خوبصورت مجلد قیمت ~~دس~~ 15 روپے. مگر اوم کے خریداران 7/50 روپیہ کا منی آرڈر بھیجکر حاصل کر سکتے ہیں. تین پاکٹ بک گلزار حکمت. کامیابی کی کنجی کرشن بھگتی مفت.

پتہ:- بھارت دواخانہ 63 ارجن نگر چھاؤنی گوڑگاؤں ہریانہ

بلّی کی آنکھوں جیسی چمک
جوتوں پر لانے کے لئے
بلّی شو پالش
billy
SHOE POLISH
بلّی شو کریم استعمال کیجئے
بلّی بوٹ پالش کمپنی دہلی ۶

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri